عصر جدید میں

یاجوج وماجوج

کے متعلق

اسلامی تصوّر

مصنف

عمران این حسین

مترجم

ڈاکٹر ایس۔اے۔جعفری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	....	عصر جدید میں یاجوج وماجوج کے متعلق اسلامی تصور
مصنف	....	عمران این حسین
مترجم	....	ڈاکٹر ایس۔اے۔جعفری
سال اشاعت	....	2010ء
تعداد	....	500
کمپوزنگ	....	
طابع	....	
قیمت	....	

فہرست

انتساب	v
ابتدائیہ	vii
تعارف	xi
باب(1)	
عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کی اہمیت	1
باب(2)	
طریق کارِ مطالعہ	47
باب(3)	
اصطلاحات کی وضاحت	63
باب(4)	
یاجوج وماجوج کی حیثیت	87
باب(5)	
یاجوج وماجوج کی شناخت	123
باب(6)	
کیا اب تک یاجوج وماجوج رہا ہو چکے ہیں؟	145
باب(7)	
یاجوج وماجوج کی رہائی کا مفہوم	169
باب(8)	
نتائج	189

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ محمد اقبال نے فرمایا تھا:

کُھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مُسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

(بانگ درا۔ص289)

یورپ کے مسیحی مجاہدوں کی فتح یروشلم (1917ء) کے موقع پر ڈاکٹر علامہ اقبال نے اپنی دروں بینی کی بنا پر اُردو میں مذکورہ بالا شعر کہا تھا۔ لہٰذا اس کتاب کا

انتساب

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

کے نام

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ: اور ہم جن بستیوں کو (عذاب یا موت سے) فنا کر چکے ہیں اُن کے لئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ (دنیا میں) پھر لوٹ کر آویں یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے ہوئے (معلوم) ہوں گے۔

(یعنی وہ دنیا کا کنٹرول سنبھال لیں گے۔اور ورلڈ آرڈر قائم کر لیں گے۔)

ابتدائیہ

آج سے پندرہ برس قبل 1990ء میں جب میں نیو یارک میں قیام پذیر تھا۔ اور لانگ آئی لینڈ کی مسجد دار القرآن سے منسلک تھا۔ تو میں نے یاجوج و ماجوج کے متعلق مطالعہ کرنا شروع کیا تھا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں میری مسلسل تقاریر نے میرے مخاطب مسلمانوں میں اس موضوع کے متعلق خاصی دلچسپی پیدا کر دی تھی۔

اُن ہی دنوں میری کتاب ''قرآن میں یروشلم'' شائع ہوئی۔ جس کے ایک باب میں یاجوج ماجوج کے متعلق میں نے کافی ثبوت اور دلائل پیش کئے تھے۔ جن لوگوں نے اُس کتاب کو پڑھا۔ اُنہوں نے تسلیم کیا کہ آج ہم جس دُنیا میں رہ رہے ہیں۔ اُس پر یاجوج ماجوج کا تسلط ہے اور قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء میں جس شہر کا ذکر ہے۔ وہ یروشلم ہے اور اب بدبخت یاجوج ماجوج اور (دجال) دنیا کے مختلف خطوں میں اور خصوصاً مسلمانوں کی تباہی اور قتل عام سے اسلامی جنگ (War on Islam) چھیڑ رہے ہیں۔

تمام قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ اسرائیل کا خفیہ شاہی ایجنڈا کیا ہے؟ اس لئے بہت سے لوگ یاجوج ماجوج کے ساتھ ملنے کی بجائے اپنے آپ کو اور اپنے عزیز و اقارب کو اُن سے نجات دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قیاس ہے کہ ایک ہزار میں سے 999 لوگ اُن کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ سب کے سب جہنم واصل ہو جائیں گے۔

تاہم اپنی بہترین کوششوں کے باوجود میں اپنے پڑھے لکھے پیروں اور علماء اسلام کو یہ یقین دلانے میں ناکام رہا۔ کہ دُنیا میں یاجوج ماجوج کو رہا کر دیا گیا ہے۔

مجھے اُمید واثق ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ میری یہ کتاب انشاءاللہ منفرد ثابت ہو۔

اگر میری دونوں کتب ''قرآن میں یروشلم'' اور ''عصر جدید میں یاجوج ماجوج کے بارے میں اسلامی تصور'' دُنیا کے علمائے اسلام کو باور نہ کرا سکیں تو میرے پاس ایک اور کتاب دجال جھوٹا مسیح یا مسیح کا مخالف موجود ہے۔ جس سے یقیناً وہ تسلیم کرلیں گے کہ یاجوج ماجوج بہت عرصہ پہلے رہا ہو چکے ہیں۔

مجھ پر تنقید کرنے والے جو اکثر میرے خیالات کی نفی کرتے ہیں۔ میری کتب کے مطالعہ سے یقیناً میرے ہم خیال بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اتنی زندگی عطا کردے کہ میں ''دجال'' کے بارے میں کتاب لکھ سکوں۔

الحمدللہ کہ میں نے قرآن کی سورۃ کہف سے متعلق کتاب مکمل کرلی ہے۔ قبل ازیں میری دو کتب سورۃ الکہف متن اور ترجمہ و تشریح اور جدید دور میں سورۃ کہف شائع ہو چکی ہیں۔ اس ضمن میں میری چوتھی اور آخری کتاب ''دجال جھوٹا مسیح اور مسیح کا مخالف'' اسلامی معجزہ سمجھی جائے گی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کتابیں جنوبی امریکہ کے وینیز ولا ساحل سے دُور ایک چھوٹے سے جزیرہ کریبین میں لکھی جانی چاہئیں۔ لکھنے والے کے (میرے) آباؤ اجداد کافی عرصہ پہلے انگریزوں کی ملکیت زمین پر گنے کی کاشت کے معاہدہ کے تحت ہندوستان سے ہجرت کرکے امریکہ آئے تھے۔

میں ڈاکٹر تمام آدی کا بے حد شکر گزار ہوں جو قرآن کی تشخیص کے ماہر ہیں۔ اور امریکہ میں 1986ء سے مقیم ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف کے دوران اُن کے مفید مشورے مجھے حاصل رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے کمال مہربانی سے اس کتاب کا دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں میرے خیالات سے ہم آہنگی موجود ہے۔ تشخیص قرآن میں اُن کی حیثیت مسلمہ ہے جسکی چند جھلکیاں دیباچے میں موجود ہیں۔ جو عصر حاضر کی اسلامی دنیا ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔ وہ فاروقی النسل ہیں اور دمشق میں پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ وہ کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی ہیں لیکن وہ گنتی کے ماہرین السنہ میں شمار ہوتے ہیں۔ عربی اور دیگر زبانوں سے متعلق تحقیق ان کو ورثے میں ملی تھی۔ انہوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ وہ جلد قرآن اور مسیح موعود ''علیہ السلام'' پر کتاب لکھنے کا کام شروع کردیں گے۔ اُن کے علاوہ محمد عالمگیر، ڈاکٹر عمران چوہدری اور ڈاکٹر حاتم زغلول بھی میرے شکریے کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کے مسودے کو پڑھا۔ اغلاط کی تصحیح کی اور قیمتی تجاویز سے مجھے نوازا۔

طارق جمال اور آزاد فلم بنانے والے اسکے ساتھی (www.wakeupprogect.com) کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مسودے کو دیکھا اور قیمتی آراء سے مطلع کیا۔ اسلام آباد یونیورسٹی کے طلباء اور سلیمان الحق نے مسودے پر نظر ثانی کی۔ میری پیاری بیگم عائشہ نے اس کتاب کی تخلیق کے دوران بے انتہا صبر کا مظاہرہ کیا اور میری مدد فرمائی میں اُس کا بھی شکر گزار ہوں۔

ملاوی (افریقہ) کے ابوبکر حسین جاکھورا اور انکی بیگم رابعہ ابوبکر حسین جاکھورا نے اس کتاب کی تصنیف میں میری سر پرستی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اُن دونوں کو اپنے سایہ عاطفت میں رکھے۔

(آمین)

عمران ۔ این حسین

جزیرہ کیری بین ٹرنیداد

صفر 1430

تعارف

آج کل پوری دنیا میں ہر طرف تباہی و بربادی دیکھ رہے ہیں۔اس تباہی کے اسباب وعلل تلاش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اور یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ اس کے تدارک کے لئے ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں ہمارے مذہبی علماء اس سوال کا جواب دینے کی حتی الامکان کوشش کر رہے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ جو لوگ حق اور سچ کے متلاشی ہیں۔ وہ میرے اس مذہبی جواب کو تسلی بخش پائیں گے۔ کچھ علماء نے اس سلسلے میں بڑی بودی اور مبتدیانہ دلیل پیش کی ہے۔جس سے عالم اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ یاجوج و ماجوج تخریبی افواج ہیں۔جن کے متعلق پشین گوئی کی گئی ہے کہ وہ دنیا میں ہر جگہ پھیل جائیں گے۔لیکن ابھی تک وہ دیوار کے پیچھے مقید ہیں۔

علماء کے اس نظریئے نے مسلمانوں کو دوسروں کی نظر میں گرا دیا ہے بلکہ بیوقوف بنا دیا ہے۔اس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جن کا سارا گھر دیمک نے کھا لیا ہو اور گھر مسمار ہونے کے قریب ہو اور وہ یہ سوچ کر رات کو آرام سے سو جاتا ہے کہ ابھی تک بگ انسپکٹر نے اس گھر میں دیمک تلاش نہیں کی۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن اُس نے تفسیر قرآن اور احادیث کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی۔

میرے نزدیک مذہبی علماء میں یاجوج و ماجوج کے بارے میں مغالطہ دو وجوں سے پیدا ہوا۔

(الف) تفسیریں فرد گذاشت اور اغلاط

(ب) غلط احادیث کو تسلیم کرنا۔اور قرآن کے اُلٹ اُن کا مفہوم اخذ کرنا۔

آخری مسئلہ تو احادیث کو قرآن حکیم کے اُصول وقوانین کے ساتھ مطابقت پیدا کر کے حل کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہمارے شیخ اسلام ابن تیمیہ۳ قرآن وحدیث کہ عظیم عالم تھے۔ وہ قرآن مجید کے حافظ تھے اور انہیں بے شمار احادیث ازبر تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر بحث وتمحیص میں قرآن پاک کے حوالے اور احادیث پیش کر دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی فتویٰ میں اصولِ مطابقت کی تصدیق کی ہے کہ صحیح اور مسلّم حدیث کی بنیاد قرآن حکیم کی کسی آیت پر قائم ہوتی ہے۔ لہٰذا جو حدیث قرآن پاک سے مطابقت نہیں رکھتی وہ مشکوک ہے۔

حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰےﷺ جب کسی مقدمے کا فیصلہ فرماتے تھے تو اُسکی تائید کیلئے قرآن پاک کی آیت کا حوالہ ضرور دیتے تھے۔ آپﷺ کے بعد صحابہ اکرامؓ بھی اس طریقہ پر عمل کرتے رہے۔

جہاں تک تفاسیر میں یاجوج ماجوج کے بارے میں اغلاط کا تعلق ہے وہ ایسی ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں نفرت کے بیج بوتی ہیں۔ اور ایک بھی تفسیر ایسی نہیں ملی جس سے ثابت ہو کہ یاجوج و ماجوج کو آزاد کر دیا گیا ہے۔

ہمیں تلاش کرنا چاہئے کہ قرآن حکیم اس ضمن میں کیا فرماتا ہے؟ سب سے پہلے ہمیں چھوٹی چھوٹی آیات سے رجوع کرنا ہوگا۔ جس طرح شیخ عمران حسین نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

اس کتاب میں شیخ عمران حسین نے علماء کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اپنے اس نظریہ کو دوبارہ غور وفکر کی نگاہ سے دیکھیں کہ ''یاجوج و ماجوج کو ابھی تک آزاد نہیں کیا گیا ہے'' اُن علماء نے اگرچہ احادیث کے حوالے پیش کئے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب قرآنی نظریہ کے اُلٹ یا مخالف ہیں۔

عمران حسین کا موقف ہے کہ یاجوج و ماجوج بہت عرصہ قبل آزاد کر دیئے گئے تھے۔ اُن کی رسی کھول دی گئی تھی۔

میں گذشتہ پچیس برسوں سے قرآن مجید فرقان حمید کے معانی تلاش کرنے میں مصروف ہوں۔ جس اُصول پر عمران حسین عمل پیرا ہیں۔ میں بھی اُسی پر کاربند ہوں۔ اسلئے میں اُن کے نظریہ اور طریقہ کار سے کلی طور پر متفق ہوں۔

ہمیں دنیا کے حالات وواقعات کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے قرآن پاک کا تجزیہ ایک نئے طریقہ سے کرنا ہوگا جیسے تاویل کہا جاتا ہے۔ تاویل ایک ایسا جدید طریقہ کار ہے جس میں تقابلی تجزیہ سے قرآن پاک کی آیات کے تاریخی اور سیاسی پس منظر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

شیخ عمران حسین کی تاویل ان کے باطنی کشف کا نتیجہ ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اُنہیں وقتاً فوقتاً اللہ کی طرف سے روشنی عطا ہوتی رہی ہے۔اس لئے وہ تمثیلی انداز میں تاویل اور اپنے وسیع مطالعہ کو بیان کرنے میں حق بجانب ہیں۔اُن کو جہاں کہیں طبعیاتی مواد میسر نہیں آیا وہاں انہوں نے باطنی کشف سے راہنمائی حاصل کی ہے۔

میں آئندہ صفحات میں قرآنی تشخیص اور تاویل کے اُصول بیان کروں گا۔ پھر اُن ہی اصولوں کی روشنی میں یاجوج وماجوج کے متعلق قرآنی آیات کی تاویل پیش کروں گا۔

اتفاقاً میری تاویل بہت حد تک شیخ عمر حسین کی تاویل سے مشابہ ہے۔ کیونکہ جب ہم قرآن مجید کی آیات کے حقائق تلاش کرتے ہیں تو ہم دونوں کی تاویلوں کے یکساں نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

اب ہم نے صرف یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کافی عرصہ پہلے یاجوج وماجوج آزاد ہوگئے تھے۔

قرآنی تشخیص میں تاویل کے اُصول:

قرآن پاک کی زبان کے صحیح ادراک کے سلسلے میں یاد رکھنا چاہئے کہ عربی زبان کو عربوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا۔ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں قرآن نازل فرمایا ایسی عربی زبان جس میں کوئی عرب کا باشندہ چھوٹی سے چھوٹی سورت نہیں بنا سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جس انداز سے عربی زبان استعمال کی ہے۔عرب کے باشندے اس طرح نہ بولتے تھے اور نہ ہی لکھتے تھے۔عرب کے لوگ عربی زبان استعمال کرنے میں اکثر اغلاط کے مرتکب ہوتے تھے۔ اکثر اوقات عربی اصطلاحات سمجھنے میں غلطی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عرب کے عظیم شعراء لغات نویس اور مفسرین نے عربی اصطلاحات سے غلط مطالب اخذ کئے اور غلط عربی زبان استعمال کی۔ جبکہ اللہ سبحان تعالیٰ نے قرآن مجید میں مکمل اور صاف عربی زبان استعمال کی ہے جس کے معانی خود بخود واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔

سورۃ النحل میں ارشاد ہوتا ہے:

وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ: یہ قرآن صاف عربی ہے۔ (آیت 103)

تاہم قرآن کے معانی کی تشخیص و مطالعہ کے ضمن میں صرف اور صرف قرآن پر انحصار کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے کئی برسوں کے مطالعہ کے بعد قرآن کے معانی کی تشخیص کے سلسلے میں ایک نظریہ قائم کیا ہے اور میں نے حال ہی میں شیخ عمران حسین کے اُستاد محترم جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور پتہ چلا ہے کہ اُنہیں یقین کامل ہے کہ قرآنی معانی کا ایک خاص نظام ہے جو قرآن پاک کی تمام آیات کے مابین رابطہ قائم کرتا ہے اور پھر اُن کی وضاحت و توضیح میں معاونت کرتا ہے میں بھی اس قسم کے تجربے سے گزرا ہوں۔

قرآن پاک میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اُن کے صرف مفرد معانی نہیں ہیں بلکہ بے شمار معانی ہیں۔ مثال کے طور پر لفظ ''ضَربَہ'' ہے۔ یہ لفظ مختلف مقامات پر مختلف معانی ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً چوٹ لگانا، کوئی دلیل پیش کرنا، کوئی مثال دینا، نافذ کرنا، سفر کرنا علیٰ ہذالا قیاس ان میں سے ہر ایک معانی فارمولے کی مانند ہیں جس طرح حقیقی زندگی کو نمونہ بنانے کے لئے کئی طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے جس طرح چٹان پر اپنے عصا کو مارو۔ فرشتوں نے اپنے چہرے پیٹ لیئے۔ ان دونوں معانی میں لچک موجود ہے۔ (اسی طرح ان گنت معانی جو مختلف امور میں فارمولا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں) جس کی بنیاد (منفی) انسانی ذہانت ہے اور اس سے ذہن معانی کی تلاش میں متحرک ہوتا ہے۔

ایسا ہر زبان میں ہوتا ہے کہ ایک لفظ کے کئی کئی معانی (Shades) ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے یہی قوت حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمائی جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ عزت کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

ضَربَہ کی اصطلاح سے دو باتیں ضرور رونما ہوں گی۔

-1 اگر اس اصطلاح کو محدود معانی کے لئے متن میں رکھ کر دیکھیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ

ترجمہ: اس نے ہماری شان میں عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں کون زندہ کرے گا؟ (سورۃ یٰسین 78)

لٰہذا متن اشارہ کرتا ہے کہ ہمیں محدود معانی کا انتخاب کرنا چاہیے۔ تاکہ آیات کی وضاحت میں خلل واقع نہ ہو۔ خواہ وہ مفرد معانی ہوں۔ (دلیل دینے والے) اس موقع پر مفرد معانی کا مقصد

ہے وسیع فارمولا جس میں اپنی پسند کے معانی تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ یہ اگرچہ اصل معانی سے ماخوذ ہوتے ہیں مگر مفید ہوتے ہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کی اجازت سے معانی کا فارمولا حقیقت سے جوڑا جاسکتا ہے۔ متن سے منتخب کئے گئے معانی کے فارمولا کو حقیقی واقعات سے کوئی بھی جوڑ سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں ہے۔

وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ

ترجمہ: لیکن وہ اپنی تخلیق کو بھول گیا۔ اُس نے کہا کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔

یہاں معانی فارمولا حقیقی واقعات سے رابطہ قائم کرنے میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ (جو دلیل پیش کرتا ہے) اب ہم حقیقت کے ادراک کے لئے یہی فارمولا استعمال کرتے ہیں۔

وہ اپنی مخلوق کو بھول گیا کہ ہڈیوں کو جوڑ کر دوبارہ زندہ کرے گا (یہ ایک ذاتی پسندیدہ جانبدارانہ فارمولا ہے) پھر اُس کا حساب کتاب کرے گا۔ (اس جانبدارانہ بات کو غور سے دیکھیں تو جھوٹ معلوم ہوتی ہے) یوں معانی فارمولا اور حقیقت کا آپس میں تعلق جوڑنا تاویل کہلاتا ہے۔

معانی فارمولا عام طور پر پسندیدہ اور جانبدارانہ تاویل کی اجازت دیتا ہے۔ جس کا حقیقت سے تعلق ہوتا ہے بالکل ایسا ہی ہمارا فارمولا ہے جس کی بنیاد جانبدارانہ پسند پر قائم کی گئی ہے۔ اور وہ فقہ کا اصل اُصول ہے حقائق اور مختلف حالات کے لئے اس فارمولا کی بنا پر مختلف تاویل ظاہر کی جاسکتی ہیں۔ اس کا انحصار اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ہے جو ہم اپنے علم اور بساط کے مطابق حاصل کرتے ہیں۔

متن پر انحصار کرتے ہوئے تمثیلی تاویل سے کام چل سکتا ہے۔ کسی چیز کا آپس میں تعلق قائم کرنا بظاہر فارمولے جیسا لگتا ہے۔ لیکن وہ حقیقی نہیں ہوتا خواب یا روحانی مطالب کا فارمولا کا ہمیشہ مطلب تمثیلی ہوتا ہے۔

روحانی حقیقت دراصل مادی حقیقت سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ تمثیلی تاویل شاید ضروری ہو جائے کیونکہ اس دنیا کی حقیقت دھوکہ اور فریب ہے اور مکمل نہیں ہے بلکہ متاع الغرور ہے جبکہ حقیقت بالکل مکمل آخری اور اصلی ہوتی ہے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ معانی فارمولا اور حقیقت کے درمیان رابطے کو کیونکر ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾

ترجمہ: ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا۔

(سورۃ الکہف 11)

ہم نے ضَرَبَہ سے ان کو غار میں کئی سال تک سلا دیا۔ یہاں اللہ نے کوئی ایسی چیز اُن کے کانوں میں ڈالی دی جس کی وضاحت نہیں ہے۔ معانی فارمولا سے اسکی تاویل ممکن نہیں کیونکہ ہمیں حقیقت نہیں بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن جوانوں کے کانوں کے ساتھ کیا کیا؟

اس لئے ہم معانی فارمولا اور حقیقت کے درمیان رابطہ جوڑ نہیں سکتے۔

ایسی آیات کو متشابہ کہتے ہیں (جو حقیقت سے جھوٹی مطابقت رکھتی ہیں) ایسی آیات کی تاویل درحقیقت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب ہم انحرافی ذہن سے اُن کے پیچھے بھاگتے ہیں تو ہم صرف بے ہنگم سی تاویل کرتے ہیں یوں ہم غیر واضح اور مبہم نظریہ پیش کرتے ہیں اور جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔

قرآن حکیم کی اہم اصطلاحات کو ایک یا ایک سے زیادہ متن میں رکھ کر پرکھا جاسکتا ہے۔ (جن آیات میں اصطلاحات استعمال ہوتی ہوں) جن میں معانی کا انتخاب محدود ہو۔ اور ہمارے موقف کو پیش کرنے میں معاون ہو۔ معانی فارمولا اور واقعات کی حقیقت میں رابطہ قائم کر سکے۔ اسکی تاویل ممکن ہے۔

آئندہ صفحات میں فساد کیا ہے ایسا موضوع ہے جو ہمارے نظریئے کی وضاحت کرتا ہے۔

اگر کسی آیت میں کسی قسم کی تاویل ہے۔ (تشخیصی معانی اور تمثیلی معانی میں) تو پھر اُس آیت کو ہم محکم آیت کہیں گے۔ محکم آیات سے عام طور پر تمثیلی تاویل مراد لی جاتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ چند محکم آیات میں صرف تمثیلی تاویل ممکن ہے۔ کیونکہ محکم آیات ہی قرآن حکیم کی اساس ہیں۔ (اُم الکتاب) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُس وعدہ کا حصہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی خود حفاظت کا ذمہ لیتا ہے۔ ایسی آیات مطالب اخذ کرنے کا ایک طریقہ کار ہیں جن سے قرآنی تاویل، پیغامات اور ضروری اصولوں کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف علماء سے ہی نہیں بلکہ ہم سب سے چاہتا ہے کہ تاویل کے لئے محکم آیات استعمال کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور روشنی حاصل کرتے

ہوئے اپنی دماغی صلاحیت سے اُن کا حقیقت سے تعلق پیدا کریں۔ محکم آیات ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کو پرکھنے کے لئے نازل فرمائی ہیں۔(حکم بی ما انزالل الّٰلہ) حقیقت کے تمام پہلو موجود ہیں۔ بلکہ وہ بھی جو فقہ کی تمام کتب میں موجود ہیں۔

جیسا علماء اور مفسرین نے فرمایا ہے کہ ایسے سیاسی اور سماجی معاملات کے سلسلے میں جن سے مسلم اتھارٹی کی پیشانی پر شکن پڑتی ہو۔ وہاں محکم آیات کا حوالہ دینا ناگزیر ہے۔ لہٰذا بنو اُمیہ سے لے کر اب تک کی تمام تفاسیر کی قطع و بُرید لازمی ہے۔

اگرچہ یاجوج و ماجوج کو اسلام سے قبل آزاد کر دیا گیا تھا۔ تو کیا اُنہوں نے فوراً ہی مسلمانوں پر غلبہ پانے اور طاقت حاصل کرنے کی کوشش شروع نہیں کر دی تھی؟

ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ اُس بند دروازے کی مانند ہیں جو مسلمانوں اور فتنہ کی لہروں کے درمیان موجود ہے اور اگر یہ دروازہ ٹوٹ گیا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔

کیا یاجوج و ماجوج نے وہ دروازہ توڑ نہیں دیا (حضرت عمر کو شہید کر کے؟) کیا انہوں نے اسلامی ادب میں یاجوج و ماجوج کے ذکر پر پابندی نہیں لگا دی۔ ایسے ہی جیسے آجکل (Lionist) نے امریکی میڈیا میں اپنے ذکر پر پابندی Antisemeticism کے ضمرے میں لگائی ہوئی ہے۔

یاجوج و ماجوج تباہی پھیلانے والی قوم ہے جو مکمل سپر پاور بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

قدیم زمانے میں ذوالقرنین کی حکومت بلاشبہ سپر پاور (اقتدار اعلیٰ) تھی جس کے پاس بہت سی ٹیکنالوجی تھی سورۃ الکھف (آیت 84) میں ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝

ترجمہ: ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان کافی دیا تھا چنانچہ وہ ارادے سے فتوحات کے لئے ملک مغرب کی ایک راہ پر ہولئے۔

اُس وقت روئے زمین پر جس قدر ممالک تھے۔ ذوالقرنین نے اُن سب کو فتح کر لیا۔ اُس نے مشرق و مغرب میں دُور دُور تک ظالموں کو سزا دی۔ اور نیک لوگوں کو جزا یا انعام سے نوازا۔ (الکھف 91-85)

جب ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیان والی جگہ پر پہنچا۔ تو اُن پہاڑوں میں ایک ایسی قوم سے ملا۔ جسکی زبان سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس قوم نے اشاروں سے سمجھایا کہ یاجوج و ماجوج جو اُس

گھاٹی کی طرف رہتے ہیں۔ ہماری اس سرزمین پر بڑا فساد مچاتے ہیں ہم لوگ آپ کے لئے چندہ جمع کردیں گے آپ ہمارے اور اُن کے درمیان کوئی روک بنا دیں۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (سورۃ الکھف 94)

انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج روئے زمین پر فساد پیدا کرنے والی قوم ہے (بلکہ پوری دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرنے والی ہے) (مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ) اُس روک (دیوار) کی تعمیر کیلئے ہم چندہ جمع کردیں گے۔ (تَجْعَلَ) اور ہمارے مابین دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درہ ہے۔ اس درے میں کوئی روک (دیوار) تعمیر کریں۔

خیال کریں ذوالقرنین اس قوم (یاجوج و ماجوج) کو فتح کرسکتا تھا۔ جس طرح اُس نے دوسری ظالم قوموں کو فتح کیا تھا۔ اور اُن کو ناانصافی کی سزا بھی دے سکتا تھا۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار تعمیر کردی۔

ذوالقرنین جانتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ انسان یاجوج و ماجوج قوم پر غلبہ نہ پائے۔ حالانکہ ذوالقرنین اُس دور کی سُپر پاور تھا۔ اور اُس کے پاس ترقی یافتہ ٹیکنالوجی بھی تھی۔ وہ انکو سزا بھی دے سکتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یاجوج و ماجوج سُپر پاور بننے کی کماحقہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

باب چہارم میں شیخ حسین نے یاجوج و ماجوج کی ان صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے جن سے انکی شخصیت ظاہر ہوتی ہے۔

الردم: یاجوج و ماجوج کا وہ رکاوٹ (Barrier) جو دو پہاڑوں اور اُن کے درمیان درّے پر مشتمل ہے جہاں ذوالقرنین نے دیوار تعمیر کی تھی۔

یاجوج و ماجوج دو بلند بالا پہاڑوں کے درمیان درے سے سفر کرتے تھے (جہاں بعد میں دیوار تعمیر کی گئی) اور اپنے ہمسایوں پر حملہ کرتے تھے۔ جو پہاڑ کے دوسری جانب رہتے تھے۔

ان مصیبت کے ماروں نے ذوالقرنین سے درخواست کی کہ وہ اُن کے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان جو درہ موجود ہے اُسے مکمل طور پر بند (السدین) کردے۔ (بيننا و بينهم ایک پہاڑی سلسلے میں درّہ تھا) اُس نے جواب دیا (اجعل بينكم و بينهم) کے اور تمہارے

درمیان مضبوط دیوار بنادوں چنانچہ ذوالقرنین نے وہ درہ جواُن لوگوں اور یاجوج و ماجوج کے درمیان تھا۔گرم لوہے کی چادروں اوراُن پر پگھلا ہوا پیتل ڈال کر بند کر دیا۔

اگر کوئی شخص ایسا جوتا پہنتا ہے جس پر چمڑے کا ٹکڑا مرمت کے طور پر لگایا گیا ہوتو ہم کہتے ہیں کہ اُس نے ردم پہنا ہوا ہے (یعنی مرمت کے ٹکڑے والا جوتا) لہٰذا ترکیب کے لحاظ سے اجعل بینکم و بینھم (اُنکے اور تمہارے درمیان جو ہے اُسے ردم میں تبدیل کردوں گا)

یہ کہنا غلط ہوگا کہ ردم کی اصطلاح صرف ٹکڑا لگانے کے لئے ہی استعمال ہوسکتی ہے۔گرائمر کے اعتبار سے ایک محقق کو اس ترکیب سے یہی تاثر ملتا ہے اسلئے نہ صرف محققین نے بلکہ دوسروں نے بھی دھوکہ کھایا ہے (حالانکہ اس اصطلاح کے اور بھی معنی ہیں) چنانچہ اس مثال سے ہمیں بہترین تاویل کی طرف راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

اس کتاب کے پانچویں باب میں شیخ عمر حسین نے یاجوج و ماجوج کی دیوار (الردم) کے جغرافیائی مقام کی نشاندہی کی ہے جس کی بنیاد قرآن حکیم کی تاویل پر رکھی گئی ہے۔(الکھف 97-93)

کہ وہ دو بلند و بالا پہاڑ جن کا سورۃ الکھف میں ذکر ملتا ہے۔ ہند یورپی پہاڑی سلسلے میں واقع ہیں۔جن کو ایک درہ علیحدہ کرتا ہے اُس درے کا نام دریال گورج (Daryal Gorje) ہے۔ ہندیورپی پہاڑوں کا یہ سلسلہ مغرب میں بحرا سود (Black Sea) اور مشرق میں بحیرہ کیسپئین (Caspian Sea) تک پھیلا ہوا ہے۔

دونوں پہاڑوں کے درمیان بڑا درہ قبل از السلام بنایا گیا تھا اور بحیرہ کیسپئین (Caspian Sea) کے پیچھے ہٹنے سے ساحلی پہاڑوں کا راستہ ظاہر ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار پر یاجوج و ماجوج نہ چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اُس میں نقب لگا سکتے تھے۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ (سورۃ الکھف 97)

ذوالقرنین کو علم تھا کہ یہ دیوار صرف عارضی حفاظت ہے۔مگر اُس نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور مدد طلب کی پھر جب اللہ کا حکم ہوگا۔یعنی فنا کا وقت آئے گا تو وہ اُس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر

دے گا۔قرآن پاک میں اس جگہ دَکَّـــآ کا لفظ استعمال ہوا۔جس کا مطلب ہے ڈھانا اور ملیا میٹ کر دینا۔لیکن ایسا اُس وقت ہوگا (بحوالہ تورات) جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آوے گا۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

(سورۃ الکھف 98)

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ خاتم النبین ﷺ مکمل شریعت لے کر آئیں گے۔ کچھ صحائف (مثلاً تورات) نے بھی اس کو وعدہ ہی کا نام دیا ہے۔ ذوالقرنین نے جس وعدہ کا حوالہ دیا ہے اُس سے مراد اسلام کا ظہور ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کی بعثت سے کچھ عرصہ پہلے یعنی 550ء کے قریب بحیرہ کیسپئین (Caspian Sea) نے پیچھے ہٹ کر ہندیورپی کے ساحلی پہاڑی علاقے کوظاہر کر دیا تھا۔اور یاجوج وماجوج اس راستے کو ایران پر حملہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اسی راستے سے یاجوج و ماجوج کے خلاف فوجی مہم چلائی تھی۔

بہت سے احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وعدہ سے مراد اسلام ہی تھا۔اور عربوں کیلئے تنبیہہ تھی کہ وہ یاجوج و ماجوج کی تباہی کا نشانہ نہ بن سکتے تھے۔کیونکہ وہ ردم (دیوار) اب کھل چکی تھی۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اسلئے خوف زدہ تھے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا (درہ) کی چوڑائی 90 فرسنگ تھی (ایک فرسنگ 3½ میل ہوتے ہیں) اور یہ چوڑائی یاجوج و ماجوج کو عربوں پر حملہ کرنے اور تباہ کرنے کیلئے کافی تھی۔اور یہ پشین گوئی اُس وقت پوری ہوگئی جب وہ دیوار ڈھ گئی اور راستہ کھل گیا سورۃ الکھف میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اُن کو ایک دوسرے میں اس طرح مدغم کردیں گے جس طرح سمندر کی لہریں ایک دوسرے میں سما جاتی ہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ

ترجمہ: ہم اُس روز اُن کی حالت ایسی کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج بوجہ کثرت کے ہر پہاڑی سے نکل پڑیں گے۔ یہاں پہاڑی کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ جو معانی کے انتخاب کو واضح کرتی ہے کہ وہ علاقہ پہاڑی ہے۔

سمندر کی لہروں سے پیدا ہونے والے چوڑے راستے نے اس دیوار (روک) کو غیر اہم بنا دیا پھر بعد میں وہ دیوار بھی گر گئی اور تنگ دریال گورج (Gorge Daryal) کھل گیا اور وسیع ہو گیا۔

حدیث کی اصطلاح میں قدیم زمانے کے لوگ ترکوں کو یاجوج و ماجوج سمجھتے تھے۔ یہ نام اُن کے آباو اجداد کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ لیکن اس نظریئے کو جدید دور کے ترکوں پر لاگو نہیں کرنا چاہیئے۔

یاجوج وماجوج کا زمانہ:

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس دن ہم اُن کو سمندر کی لہروں کی مانند آپس میں گڈ مڈ کر دیں گے۔ تو اُس دن سے اُس کا مطلب کیا تھا۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ

ایک دن (یوم) یہ اللہ کا وقت ہے اور اللہ کا دن 24 گھنٹے کا نہیں ہوتا۔ اللہ کا دن ہزاروں نوری سالوں سے بھی بڑا ہے لہٰذا اللہ کے دنوں کی مختلف طوالت ہے۔ لیکن عام طور پر اللہ کا ایک دن ہزار نوری سالوں کے برابر ہے۔

سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴿۴۷﴾

ترجمہ: آپ کے رب کے پاس ایک دن (یعنی قیامت کا دن) استداد میں یا (شتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے مطابق۔ (سورۃ الحج 47-22)

شیخ عمر حسین نے اس کتاب کے تیسرے باب میں اللہ تعالیٰ کے مختلف دنوں کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے صرف تین دنوں کی وضاحت موجود ہے۔

1- اللہ کا ایک دن 50 ہزار نوری سالوں کو محیط ہے جس میں تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں۔ قرآن پاک کے سورۃ المعراج (4-70) میں اسکی وضاحت موجود ہے کہ اُس طویل دورانیے کے دن کیا ہوگا لوگوں کو دربارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور ایمان نہ لانے والوں کو جہنم واصل کیا جائے گا۔ چند مفسرین یقین رکھتے ہیں کہ وہ یوم القیامہ ہوگا۔ جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

2- اللہ کے نظام تسلسل میں اللہ کے دو خاص دن ہیں۔ پہلا لاکھوں انتظامات کا دن جس میں فرشتے پیغامات لے کر آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔اس کے بعد لاکھوں حساب کتاب کا دن ہوگا جس میں فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس حساب کتاب لے کر آسمان کی طرف جائیں گے۔جس کے مطابق لوگوں کو جزاء اور سزا ہوگی۔قرآن پاک کی سورۃ السجدہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُۥٓ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ (سورۃ السجدہ 5)

ترجمہ: وہ (اللہ) آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے اور پھر ہر امر اُسی کے حضور پہنچ جائے گا۔ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی۔

یوں ثابت ہوا کہ اسلام سے قبل 550ء میں یاجوج و ماجوج آزاد کر دیئے گئے تھے۔ یہ کام اللہ کے دن میں طلوع سحر کے وقت انجام پایا۔اس سے یہ تصور کرنا آسان ہے کہ یہی درحقیقت لاکھوں انتظامات کا دن ہے۔اگر ایسا ہے تو یہ دس لاکھ سال آج سے پانچ صدی پہلے ہی مکمل ہو گئے تھے۔اور ہم اب حساب کتاب کے دس لاکھ سالوں کے درمیان میں زندہ ہیں۔اور حساب کتاب کے یہ دس لاکھ سال کا آغاز 1460 شمسی سال یا 1505 نوری سال پہلے ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ قیامت کی گھڑی اسی دس لاکھ سالوں میں ہی آئے گی یا اس کے بعد ظاہر ہوگی۔

یاجوج و ماجوج اب مکمل سُپر پاور ہیں لیکن وہ تباہ کر دیئے جائیں گے

ایک محتاط اندازے کے مطابق یاجوج و ماجوج کو آزاد ہوئے تقریباً پندرہ سو سال ہو گئے ہیں اور دنیا کے بہت سے لوگوں نے اُن کے تقلید کرتے ہوئے اُن کا طرز زندگی اپنا لیا ہے اور کچھ اپنا رہے ہیں۔مگر آجکل یہ بتانا مشکل امر ہے کہ کون کون یاجوج و ماجوج کا صحیح ممبر ہے اور کس کس نے محض شمولیت اختیار کر رکھی ہے۔جبکہ حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ایک ہزار میں 999 لوگ یاجوج و ماجوج کیساتھ جہنم واصل ہوں گے۔

یاجوج و ماجوج ہر پہاڑی سے باہر نکل رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی طاقت پکڑتے جا رہے ہیں۔(مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ) روئے زمین پر مکمل سُپر پاور ہیں۔ سُپر پاور درحقیقت ظلم اور ناانصافی کی تہذیب ہے۔ جس طرح دیگر ناانصافی کی تہذیبیں ہیں۔ لیکن قیامت کے آنے سے پہلے یہ سب تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔

فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا

ترجمہ: غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے (عذاب) سے ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب ان کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ (سورۃ الحج 45)

یاجوج و ماجوج نے تسلیم کرلیا ہے کہ عربی میں ان کے نام کا مطلب کیا ہے۔ یہ دونوں اصطلاحیں گرائمر کے لحاظ سے فاعل اور مفعول ہیں جن کا مادہ ء ج ج ہے۔ اور اسے عُجُج (Ujooj) کہتے ہیں۔ قرآن پاک کے دوسرے متن میں اسی مادہ سے لفظ عجاج نکلا ہے جس کا مطلب ہے کھولتے ہوئے نمکین پانی کا ذائقہ چکھنا گویا یاجوج کا مطلب ہے دوسروں کو جلانا اور ماجوج کا معنی ہیں خود جلنا یا خود جلے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی کیوں تکذیب کی ہے اور ساتھ اُن لوگوں کی بھی جنھوں نے اُن کا طرز زندگی اپنایا وہ سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس طرح یاجوج و ماجوج کو پہچان سکتے ہیں اور کیسے اُن کے طرز زندگی کی تقلید سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟

انشاءاللہ مندرجہ ذیل محکم آیات کے ذریعے ہم ان سوالوں کے جواب دیں گے۔

فساد کیا ہے؟

قرآن حکیم میں یاجوج و ماجوج کے بارے میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ وہ روئے زمین پر فساد پھیلائیں گے (سورۃ الکھف 94-22) میں نے چلتے چلتے اس ترکیب کا ترجمہ کیا ہے کہ وہ روئے زمین پر تباہی کے مرتکب ہونگے اب آیئے ہم اس کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

مفسدون، فساد پھیلانے والوں کی جمع ہے جس کا واحد مفسد ہے اس کے معانی یوں ہیں کہ وہ لوگ جو مجتمع ہوکر کوئی کام کریں۔ یہاں اس کا مطلب ہے کہ ایسے لوگوں کا گروپ جن کا اجتماعی پیشہ یا طرز زندگی خاص قسم کا نقصان پہنچانا ہے جس کو فساد کہتے ہیں۔ فساد اور مفسدوں کی دونوں اصطلاحیں

مادہ ف س د سے مشتق ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ فساد کس قسم کا نقصان ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ف س د مادہ سے کئی ایک اصطلاحات استعمال کی ہیں مثلاً

يُفسيدونه. يُفسدو . يُفسِيده. تفسِدو . المفُسدين. علىٰ هذالا القياس.

قرآن حکیم میں یہ اصطلاحات مختلف قسم کے رویوں کے متعلق استعمال کی گئی ہیں۔ ذیل میں ہم چند آیات کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جو فساد کے فارمولا کو ظاہر کرتی ہیں۔

توجہ فرمائیں کہ فعل کی جمع سے اجتماعی یا کوئی سماجی کام ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھ ال کا لفظ لگ جاتا ہے تو اس کا مطلب خاص ہو جاتا ہے۔جس طرح انگریزی میں The لگانے سے خاص مراد لی جاتی ہے۔ All the لگانے سے مراد تمام اور مکمل ہوتا ہے۔اسی طرح ال عربی میں خاص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

1- **مذہبی فساد:** اللہ سے کیا ہوا معاہدہ توڑنے والے اور گری ہوئی حد تک غل غپاڑہ اور فتنہ پیدا کرنے والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ م بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

ترجمہ: جو توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے۔اس کے استحکام کے بعد۔اوران تعلقات کو قطع کرتے رہتے ہیں کہ حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں)

جب مذہبی اِسخ العقیدہ فرقے نے ایک معاہدہ تسلیم کر لیا تو پھر انہوں نے اپنا ہی بنایا ہوا قانون توڑ دیا۔اسے ہی فساد کہتے ہیں۔ایسا ہی رویہ گروپ کی زندگی تباہ کر دیتا ہے۔

2- **خاندانی زنجیر توڑنے والا فساد:** یعنی دیدہ دانستہ خاندانی بندھن کو توڑنا۔ رشتوں میں رخنہ پیدا کرنا۔

يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اس کا مطلب ہے بیویوں کو شوہروں سے بچوں کو والدین سے اور بھائی کو بھائی سے جُدا کرنا ہے۔علیٰ ھذا لالقیاس

3- **قتل عام فساد:**

يُفسِدُوْ فِيْهَا وَيَفْسِكُ الدِّمَآ

ترجمہ: ایسے لوگ جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے۔

یعنی یہ لوگ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں انسانی جانوں کا قتل عام یعنی خونریزی کرتے ہیں۔

4- زرعی فساد سے مُراد باقاعدگی سے فصلوں کی تباہی اور بربادی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾

ترجمہ: شہر میں فساد کردے۔ اور کسی کے کھیت یا مویشی کو تلف کردے۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے) (سورۃ البقرہ205)

مثال کے طور پر تمام زرعی نظام کو چلانا۔ فصلوں اور نسلوں میں تبدیلی پیدا کرنا اور بیجوں میں زہر ملایا ہے۔

5- **نسلی فساد:** باقاعدہ منظّم انداز میں انسانی نسل کی تباہی بچوں کا اجتماعی قتل۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ

6- **اقتصادی فساد:** ایسا تجارتی نظام پیدا کرنا جس سے امیر طبقہ معاشی اعتبار سے مفلوج اور مفلس ہو جائے یا اُن کے جائز حقوق سے انحراف کرنا۔ (اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف 85-7) میں فرماتے ہیں۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ

ترجمہ: تمام ناپ تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ جب دُرستی کردی گئی ہے تو پھر روئے زمین پر فساد مت پھیلاؤ۔

7- **لواطت فساد:** سماج میں ہم جنسیت یا لواطت پھیلانا۔قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

ترجمہ: کیاتم مردوں سے فعل کرتے ہو۔(بے حیائی کال کام یہی ہے)اورتم ڈاکہ ڈالتے ہواور(غضب یہ ہے)کہ اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو۔سواُن کی قوم کا (آخری)جواب بس یہ تھا کہ تم ہم پراللہ کا عذاب لے آؤ۔اگرتم سچے ہو۔(لوط علیہ السلام) نے دعا کی اے میرے رب مجھ کو اِن مفسدوں پر غالب (اوران کو عذاب سے ہلاک) کردے۔(عنکبوت 30-29)

چنانچہ اس دور کے یاجوج وماجوج نے حقیقی شادی کو چھوڑ کر ہم جنس پرستی کو نہ صرف رواج دیا بلکہ قانوناً جائز قرار دے دیا۔یوں جنسی بے راہ روی کو رواج اور تحفظ دیا گیا۔

یہ تمام فسادات ایک سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ انسانی جانوں کو تباہی،قتل عام سے بربادی،طرز زندگی کی تبدیلی اور زندگی کی اہم ضروریات کی قلت کے ذریعے پھیلائے جارہے ہیں۔یہاں تک کہ آنے والی زندگی کو برباد کیا جارہا ہے۔

قرآن حکیم میں یاجوج وماجوج کو مفسدون کہا گیا ہے لیکن اُس میں کسی خاص قسم کے فساد کا ذکر نہیں کیا گیا۔دراصل وہ ایک گروپ ہے جو اجتماعی طور پر مخصوص طرز زندگی سے فساد برپا کررہا ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔اور وہ جہنم میں جلائے جائیں گے۔وہ اُن لوگوں پر مہربان ہیں جو پہلے سے گمراہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب اُن پر نازل ہو چکا (مَغضُوبِ علیھم شیخ عمر حسین نے پہلے باب میں کئی قسم کے فسادات کی نشاندہی کی ہے۔جسے ہم پوری دنیا میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔

البتہ ساتویں باب میں انہوں نے نسلی فساد کا ذکر کیا ہے جو موجودہ صدیوں میں بتدریج بڑھتا جارہا ہے۔خاص طور پر یہ کام یاجوج وماجوج کررہے ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو کس طرح انفرادی یا اجتماعی طور پر اس خطرناک کام کیلئے آمادہ کرتے ہیں؟

یاجوج و ماجوج کی یک رُخی تصویر اور اُن کا فساد گروپ پر کنٹرول:

قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ البقرہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے گروپ کا ذکر کیا ہے جو اجتماعی طور پر فساد پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے غلط ارادے ظاہر کئے ہیں اور اُن کے عجیب وغریب عقیدے، اُن کا طریق کار، اُن کا انتظامی ڈھانچہ وغیرہ یہاں تک کہ اُن کے خفیہ منصوبہ بندوں کے نام گنوائے ہیں۔

ان آیات میں درج ذیل تمام برائیاں اور نشانیاں یاجوج و ماجوج میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اُن کے علاوہ وہ برائیاں اُس فسادی گروپ میں بھی موجود ہیں جو ان کے لئے کام کرتے ہیں۔

1- جھوٹا مذہبی گروپ:

اس گروپ کے لوگ بظاہر اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

سورۃ البقرہ (9-8) میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

ترجمہ: اُن لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان لانے والے نہیں۔ چالبازی کرتے ہیں۔ اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ (محض چالبازی سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) وہ کسی کے ساتھ چالبازی نہیں کرتے سوائے اپنی ذات کے۔

2- عقیدے کا غیر معمولی جزو:

یہ گروپ اس قدر مغرور ہے کہ عام لوگوں کو وہ بیوقوف سمجھتا ہے اور اُن کے عقیدے متزلزل کرتا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ

ترجمہ: جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں۔ کیا ہم ایسا اُن بیوقوف لوگوں جیسا ایمان لے آویں۔

3- ذہنی بیمار:

اس گروپ کے اکثر اراکین ذہنی اور روحانی اعتبار سے بیمار ہیں۔ (بیمار دل) اللہ تعالیٰ اُن کی حالت کو بد سے بدتر کر دیتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 10-2) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ

(اُن کے دلوں میں بڑا مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے مرض کو اور بڑھا دیا)

اس میں بعض ملفوف دلائل بھی شامل ہیں۔ بازاری رسومات اور جنسی بے راہروی بھی شامل ہے۔

4- فلاحی اور تعمیری کام کا دعویٰ:

یہ گروپ جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ معاشرے میں فلاحی اور تعمیری اور حقیقی کام کر رہے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 12-11) قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصطلاح کرنے والے ہیں۔ یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

5- خفیہ سازشیں:

اس گروپ کے سرکردہ اراکین کا باقاعدہ خفیہ اجلاس بلایا جاتا ہے۔ اُس میں اتحادیوں کی نئی ترتیب دی جاتی ہے۔ اور اراکین کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ (سورۃ البقرہ 76-14)

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

جب خلوت میں اپنے شریر سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بے شک تمہارے ساتھ ہیں ہم اُن سے صرف مذاق کرتے ہیں۔

جب (منافقین یہود) مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لے آئے مگر جب تنہائی میں یہودیوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کی ہیں۔ وہ لوگ تمکو حجت میں مغلوب کر دیں گے۔ یہ مضمون اللہ کے پاس ہے کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھتے۔

6- چوٹی کے لیڈر شیطان ہیں:

وہ تمام سرکردہ اراکین سب سے بڑے لیڈر کو رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کہا ہے وہ شیاطین بھی ہوسکتے ہیں۔

میں اگلے دو پیراگراف میں اس پر بات کروں گا کہ شیطان کون ہیں اور وہ کس طرح بھرتی کئے جاتے ہیں اور کس طرح اُن کو ترغیب دی جاتی ہے اور وہ کس طرح فساد گروپ کی راہنمائی کرتے ہیں۔ تاکہ وہ یاجوج و ماجوج کے لئے کام کریں اور ان کے لئے راہ ہموار کریں۔

شیخ حسین نے پہلے بات میں پوری دُنیا کے معاشی اور اقتصادی فساد پر بحث کی ہے۔ اُسے صرف مذکورہ بالا تنظیم کے ذریعے مکمل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح چوتھے باب میں مصنف نے یاجوج و ماجوج کی یک رُخی تصویر پیش کی ہے اور اُن کی خصوصیات کو بیان کیا ہے۔

شیاطین جادوگر لیڈر، جن کی شیریں اور دھوکے میں ڈالنے والی تقریریں ہیں:

شیطانوں کے ساتھ ابلیس (جنوں کا باپ) بڑا دھوکے باز ہے۔ (الغرور) اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں میں شیاطین پیدا فرمائے جو پیغمبروں کی مخالفت کرتے تھے قرآن مجید (سورۃ انعام 112-6) میں ارشاد ہوتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ

ترجمہ: (اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے بہت سے شیطان اور دشمن پیدا کئے کچھ آدمی اور کچھ جن ہیں)

یہ شیطان، لوگوں کو ورغلاتے ہیں (کچھ خفیہ طور پر اور کچھ بلاواسطہ) کچھ چرب زبانی سے لوگوں کو اپنے جال میں پھانستے ہیں۔ ان طریقوں کو وہ دھوکہ دینے والے ہتھیار کے طور پر استعمال

کرتے ہیں۔ وہ چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کے دل و دماغ کو مغلوب کرتے ہیں بعض لوگ انکی باتیں سنتے ہیں اور اُن پر یقین کر لیتے ہیں اور اُن کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ پھر اُن کے مرضی کے گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔قرآن حکیم (سورۃ انعام 113-6) میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ

ترجمہ: تا کہ مرتکب ہو جاویں اُن اُمور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فساد برپا کرنے والے یہ منصوبہ بند کون لوگ ہیں؟

یاجوج و ماجوج کے بڑے لیڈر اور فساد گروپ کے اتحادیوں کا تعلق بنواسرائیل سے ہے:

فساد گروپ کے خفیہ اجلاس کی ایک اور وضاحت یوں ہے کہ سب سے بڑے لیڈر اور دیگر اراکین (شیاطین) سب کے سب ایک ہی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب خفیہ طریقے سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۃ البقرہ 76-2)

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

ترجمہ: جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے (علانیہ) یہودیوں کے پاس تو وہ اُن سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کر دی ہیں۔

یہ گروپ کیا ہے؟ یہاں اُس گروپ کی نشاندہی کی جاتی ہے جو اسلام کو جھٹلاتا ہے اور اس کے خلاف سازشیں کرتا ہے۔حالانکہ اُن کے پیغمبر نے تورات میں وضاحت کر دی ہے۔

اس گروپ کا نام ہے بنواسرائیل جن کی فساد پھیلانے کی عادت صدیاں بیت جانے کے بعد بھی نہیں بدلی اور نہ ہی مستقبل میں تبدیل ہوگی۔

قرآن پاک (سورۃ البقرہ 74) میں ارشاد ہوتا ہے:

و انی ارئک و قومک فی ضلل مبین

کیونکہ اُن کے دل پتھر کے ہیں وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ وہ فطرتاً سازشی ہیں جس کا ثبوت قرآن پاک میں بیان کئے گئے گائے کے ذبح کرنے کے واقعہ سے ملتا ہے

(سورۃ البقرہ 73-67) اللہ نے اُن کے ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ اُس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم کے ساتھ لگاؤ۔ وہ مقتول عارضی طور پر زندہ ہوکر قاتل کا نام ظاہر کردے گا۔

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا ۖ

جب اُنہوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا پھر قتل کا جرم ایک دوسرے پر ڈالنے لگے اور بنواسرائیل نے اس قتل کو چھپانے کی سازش کی۔

وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو اُس کا ظاہر کرنا مقصود تھا جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے تھے۔

قرآن پاک میں بنواسرائیل سے مراد یہود ہیں جو اہل کتاب ہیں۔لیکن اہل کتاب تو عیسائی بھی ہیں۔قرآن پاک میں بعض مرتبہ اہل کتاب سے مراد یہود ہیں۔ اور بعض مرتبہ دونوں قومیں (یہودی اور عیسائی) مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہیں جو یا تو تمام یہودی ہیں۔ یا پھر اُن کا ایک گروپ ہے۔ جس نے مقدس تورات کو بند کر کے شیطانوں کو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ ۙ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ

ترجمہ: (ان اہل کتاب میں سے ایک فریق نے خود اُس کتاب اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا)
(جس کا شیطان چرچا کیا کرتے تھے انہوں نے اس کا اتباع کیا)

عین ممکن ہے کہ یہودیوں نے اپنی مقدس کتاب تالمود میں بھی یہ تلاوت شامل کر لی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ تمام یہودی روئے زمین پر فساد پھیلانے کیلئے سخت محنت کرتے ہیں قرآن پاک کا (سورۃ المائدہ 64-5) ارشاد ہے۔

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: وہ ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

اس میں مذہبی اور دیگر تمام فسادات شامل ہیں۔ جبکہ راست باز یا سچے یہودی وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کو اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران 115-3,113) میں ارشاد ہوتا ہے۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اور رات کے وقت اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدہ بھی کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام دلائل کی بنا پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ وہ انسان نما شیطان جو یاجوج و ماجوج اور فساد پھلانے والے گروپ کی راہنمائی کرتے ہیں۔ وہ یقیناً بنو اسرائیل ہی ہیں۔ جو شیطان اور جنوں کو پڑھتے ہیں اور انکی تلاوت کرتے ہیں۔

گذشتہ اوراق میں میں نے قرآن پاک کے حوالے سے لکھا تھا کہ یاجوج و ماجوج کے درمیان کیا رشتہ ہے؟

یاجوج و ماجوج نے بنو اسرائیل کو واپس اُن کے شہر یروشلم بھجوا دیا:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء میں (آیت 97-95) یاجوج و ماجوج کا ذکر کرتے ہوئے شہر کا نام بھی واضح کیا ہے:

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

ترجمہ: ہم جن بستیوں کو (عذاب سے) فنا کر چکے ہیں۔ اُن کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ دنیا میں پھر لوٹ آویں۔ (95)

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جاویں گے تو وہ غایت کثرت کیوجہ سے ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے معلوم ہوں گے۔ (96)

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾

ترجمہ: اور وہ سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا تو بس پھرا یکدم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاویں گی (اور وہ یوں کہتے نظر آئیں گے) کہ ہائے کم بختی ہماری کہ ہم اس امر سے غفلت میں تھے واقعی ہم ہی قصوروار تھے۔(97)

وہ شہر (یروشلم) تباہ کر دیا گیا اور قرآن بتا تا ہے کہ اُس کے مکینوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ واپس نہیں آسکتے جب تک مندرجہ ذیل شرائط پوری نہیں ہو جائیں۔

1- جب تک یاجوج و ماجوج آزاد نہیں ہو جاتے۔

2- جب تک یاجوج و ماجوج پوری دنیا میں پھیل نہیں جاتے (من کلّ حدَب ینسلُون)

(الف) لہٰذا یاجوج و ماجوج نے دوغلی نسل کو جنم دیا۔ اس لئے اُن کی اولاد ہر شاہی خاندان اور اونچے طبقے میں موجود ہے۔

(ب) یاجوج و ماجوج نے ایسا تنظیمی ڈھانچہ تیار کیا کہ وہ ہر تنظیم میں داخل ہو گئے۔

(ج) یاجوج و ماجوج اب تمام پہاڑوں سے نیچے اُتر رہے ہیں۔ اور ہر جگہ حملے کر رہے ہیں اور جنگ چھیڑ رہے ہیں ان حالات و واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ یاجوج و ماجوج ہی ہیں جو تباہ شدہ شہر میں لوگوں کی واپسی میں مدد کر رہے ہیں۔

چھٹے باب میں شیخ عمر حسین نے قرآن پاک کی آیات اور شہر یروشلم کی تاریخ میں مطابقت پیدا کی ہے۔اُس نے خاص نکتہ اُٹھایا ہے کہ جو شہر بہت عرصہ پہلے تباہ ہو گیا تھا گذشتہ صدی سے اُس میں بنو اسرائیل کو لا کر آباد کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ اس شہر سے نکالے گئے تھے۔

اِن آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسرائیل ریاست کو کیوں بنایا گیا ہے؟ اور بنو اسرائیل کو اپنے قدیم شہر یروشلم جانے کیلئے کس طرح مجبور کیا گیا۔ شیخ حسین نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ جنہوں نے اس کام کو مکمل کیا وہ یاجوج و ماجوج ہی ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ یاجوج و ماجوج کی قیادت کا تعلق بنو اسرائیل سے ہے۔ جنہوں نے اُن کو واپس یروشلم جانے کی ترغیب دی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یاجوج و ماجوج نے اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ (وعدہ الحق) یعنی قیامت اب قریب ہے۔

اس مطلب ہے کہ مسیح موعود کی واپسی اب نزدیک ہے۔ جن کو بنو اسرائیل نے جھٹلا دیا تھا اور مصلوب کر دیا تھا۔ اس وقت جو لوگ اُن کے سچے مشن پر یقین نہیں رکھتے تو سچائی کو دیکھ کر اُن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اُس وقت اُن کو احساس ہوگا کہ اب اسی تباہی و بربادی کو ٹالنا اور روکنا ممکن نہیں۔

شیخ حسین نے قرآنی آیات کے حوالے سے یروشلم شہر کی تباہی کے متعلق خاصی بحث کی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ مشیت ایزدی ہے کہ بنو اسرائیل زمین پر دوبارہ طاقت میں آئیں گے اور فساد پیدا کریں گے۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا۝

ترجمہ: ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (پیش گوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل 4)

اب طاقت حاصل کرنے کا پہلا دور گزر چکا ہے۔ اور یہ اللہ کا حکم (پیش گوئی) تھا جس پر عمل ہوا۔ (وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا) ہمارا موقف یہ ہے کہ اب ہم بنو اسرائیل کے طاقت حاصل کرنے کا دوسرا دور دیکھ رہے ہیں اس آیت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کا مطلب ہے کہ طاقت حاصل کرنے کا آخری وعدہ اب پورا ہو رہا ہے۔ جیسا کہ آیت میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ یعنی بنو اسرائیل کو دوسرے ممالک سے لا کر یروشلم میں آباد کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ (سورۃ بنی اسرائیل 104) فرمایا۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۝

ترجمہ: پھر جب آخرت کا وعدہ آجاوے گا تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے۔

دجّال (جھوٹا مسیح) یاجوج و ماجوج کا لیڈر:

میں نے ثابت کر دیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا سب سے بڑا لیڈر بنو اسرائیل سے ہوگا۔ جن کے لئے مقدس کتاب جن شیاطین کی تلاوت ہوگی اُن میں سے یاجوج و ماجوج کا سب سے بڑا

لیڈر ہوگا۔ حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہودی شخصیت کا نام المسیح ہوگا اور دجال (جھوٹا۔ اور بے اعتبار) اور جعلی مسیح ہوگا۔ (یہودیوں نے اصلی مسیح کی تکذیب کی تھی)

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ابن صیاد کے طور پر اُسکی نشاندہی کی ہے وہ ایک نوجوان یہودی تھا جو مدینہ میں رہتا تھا۔ حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ اُس بھی وقت دجّال کئی مختلف شکلوں اور مختلف جزیروں میں موجود تھا۔ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ دجّال مختلف اشکال اور ادوار میں ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ عمر حسین نے اپنی کتاب ''قرآن میں یروشلم'' میں دجال کی مختلف شکلیں (ہئیت) اور ادوار بیان کئے ہیں۔

یاجوج و ماجوج مذہبی فرقوں میں سرایت کر چکے ہیں:

فساد گروپ کے خاص ڈھانچے کے بارے میں قرآن حکیم کو بنیاد بناتے ہوئے ابن مسعودؓ (صحابی رسول ﷺ) نے اپنے دور میں مسلمانوں کے بہت سے پیدا ہونے والے فرقوں کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ اسلام کے یہودی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے فساد گروپ کی خصوصیات کو ظاہر کیا تھا۔ وہ یہودی منصوبہ بند ذہن کے مالک تھے۔ حدیث بتاتی ہے کہ تمام فرقے جہنمی ہیں۔ صرف وہی لوگ جو قرآن و سُنت کے پیروکار ہوں گے محفوظ رہیں گے شیخ حسین نے پہلے باب میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا جائزہ لیا ہے۔ اور ان کو تنبیہ کی ہے کہ وہ یاجوج و ماجوج کے متعلق مثبت قدم اٹھائیں۔

مخصوص عیسائیوں، ہندوؤں، بدھوں، دہریوں اور زیادہ خداؤں کے ماننے والوں نے بھی فساد گروپ کی خصوصیات ظاہر کی ہیں۔ قدرتی طور پر یہ تمام فرقے یاجوج و ماجوج کے طاقتور فسادی گروپ کے اتحادی ہیں۔ اور اُن کا لیڈر دجال کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہود اور نصاریٰ کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ہدایت کی ہے کہ وہ صرف ایک دوسرے کے ساتھی اور اتحادی ہیں (بعضُھم اَولیّاء بَعَض)

شیخ حسین نے خصوصاً بیان کیا ہے کہ یورپی یہودیوں اور عیسائیوں کا اتحاد دراصل یاجوج و ماجوج کا ہی مجموعہ ہے۔

مفہوم:

شیخ حسین نے یاجوج و ماجوج کی آزادی سے پیدا ہونے والے نتائج کے متعلق سیاسی، سماجی اور روحانی اعتبار سے بڑی گہری نظر سے جائزہ لیا ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کس طرح ہم لوگوں کو اُن شیطانوں کی چکنی چپڑی باتوں اوران کے کاموں سے روک سکتے ہیں۔ جو بظاہر مثبت نیک مگر اندرونی طور پر فساد پھیلانے والے ہیں۔ سورۃ الکھف میں اس سوال کا جواب موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن کو اپنے شہروں سے باہر نکال دو۔ حدیث بھی اسی بات کی تصدیق کرتی ہے۔

ساتویں باب میں شیخ عمر حسین نے مسلم شہر آباد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ دنیا کے مسلمانوں کی سالمیت ایک عرصہ پہلے بکھر چکی ہے۔اور جب تک یاجوج و ماجوج کا ورلڈ آرڈر اور دنیا پر کنٹرول ہے مسلمانوں کی کی خلافت (مرکزی حکومت) قائم نہیں ہوسکتی۔

سورۃ الصّف 14-1-61 میں دنیا کی تاریخ اور مستقبل کے واقعات درج ہیں کہ بنواسرائیل کے کج ذہن لوگ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دغا کیا۔ وہ اللہ کے نور کو بجھانے کی بیکار کوشش کریں گے۔انہوں نے سچے حضرت مسیح موعود کی جگہ کئی مرتبہ اپنے جھوٹے مسیح اور دجال پیش کئے۔لیکن ہمارا ایمان ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اُن کے خلاف آخری جنگ کا آغاز کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جنگ کو انجام تک پہنچائیں گے۔ اور پھر وہ اسلام کے مطابق دنیا پر حکومت کریں گے۔

ڈاکٹر تمام آدی

صفر 1430ء

باب (1)

عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کی اہمیت

عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کی اہمیت

حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ ﷺ نے فرمایا:

''دنیا ایک ایسا دریدہ لباس ہے جو ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھٹ چکا ہے اور اب صرف ایک دھاگے کے ساتھ آویزاں ہے جو بہت
جلد ٹوٹ جائے گا''

قیامت کی نشانیوں کے موضوع کو گرفت میں لانا اور دُرست انداز میں قیامت کو بیان کرنا جس میں جھوٹے مسیح دجّال اور یاجوج و ماجوج کا بھی تذکرہ ہو، کئی ایک وجوہ کی بنا پر نازک اور قطعی اہمیت کا حامل ہے۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ موضوع مسلمان علماء کو تمام مخالفین کی کوتاہیوں کو طشت از بام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ بے دینی، مذہبی، ظاہری اور باطنی خامیاں ہیں چنانچہ وہ علماء آج کی دنیا کی روش کار، سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور روحانی حقیقت کو تلاش کر کے بیان کرتے ہیں۔ جو دنیا کے فسادات تمام برائیوں اور تباہی کا باعث ہیں۔

انڈے کا حلوہ کھانے سے ذائقے کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم اس کتاب کے مصنف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی، جھوٹے مسیح یا مسیح علیہ السلام کے دشمن دجال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق صحیح انداز میں بیان کیا ہے اور ماضی کے صلیبی برطانیہ اور آج کے صلیبی امریکہ اور مستقبل کے صلیبی یہود (کوئی کہہ سکتا ہے وہ کل پہلے ہی آچکی ہے) کے بارے میں اپنے نظریات بیان کئے ہیں اور ان کے نظریات کو رد کرنے کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے اصول پرست نقاد، یہودی، عیسائی اور مسلمان شراب پی کر بیوقوف بنانے والے حقیقت میں خود بے وقوف ہیں اس مصنف کی کتاب قرآن میں یروشلم (Jerusalem in Quran) چھ سال قبل 2002ء میں شائع ہوئی تھی۔ تمام حقائق و اعتراضات کے باوجود یہ کتاب بہترین فروخت ہونے والی ثابت ہوئی۔

چنانچہ کتاب کا مصنف آج تک انتظار کررہا ہے۔ان لوگوں کے اعتراضات کا جنہوں نے عالمانہ انداز میں اس کتاب کے بنیادی موضوع سے اختلاف کیا ہے۔

جس طرح واقعات تسلسل کے ساتھ دنیا میں رونما ہو رہے ہیں۔ اُن سے میری کتابیں یروشلم اِن قرآن اور عصر جدید میں یاجوج و ماجوج کے متعلق اسلامی تصور، صحیح اور درست ثابت ہو رہی ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں ہماری یہ کتابیں ہمارے نقادوں کو ترغیب دیں گی کہ وہ ہمارے اس عقیدے کو تسلیم کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن دنیا میں ضرور تشریف لائیں گے اور جھوٹا مسیح یا مسیح کا دشمن دجال بھی ظاہر ہوگا اور یاجوج و ماجوج کافی عرصہ پہلے دنیا میں رہا کئے جا چکے ہیں اور اب وہ دنیا کے معاملات پر چھائے ہوئے کردار ہیں۔

یاجوج و ماجوج کی سب سے زیادہ اہمیت اس حقیقت میں مضمر ہے جس کی بنیاد قرآن حکیم ہے۔(قرآن حکیم میں بہت سی آیات موجود ہیں۔جن کا براہ راست تعلق دجال سے ہے)

اس لئے علمائے اسلام کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ دنیا کے علماء کو ترغیب دیں کہ وہ قیامت کی اہم نشانیوں کا احاطہ کریں اور جدید دنیا پر اچھا تاثر قائم کریں۔

ظاہریت اور حقیقت ایک دوسرے کی ضد میں:

آج کی دنیا کی حقیقت کیا ہے؟

لٰہذا ہمارا پہلا جواب یہ ہے کہ ظاہر اور حقیقت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

جب کہ وہ لوگ جو دجال کو پسند کرتے ہیں دجال دراصل جھوٹا مسیح ہے۔ جو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے۔(ظاہری آنکھ) وہ آج کی دنیا کو بہترین قرار دیتا ہے۔حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام بھی دوسروں کی طرح اس دنیا میں موجود ہیں۔ اور قرآن حکیم سورۃ الکھف میں ان کا ذکر ہے خضر علیہ السلام دونوں آنکھوں (ظاہری اور باطنی) سے دیکھتے ہیں۔ جو موجودہ دنیا کو بدترین قرار دیتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی حدیث ہے اور وہ حدیث صحیح مسلم میں درج ہے۔

''دجال دو چیزوں کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ایک دریا اور دوسرے آگ ہے مگر حقیقت میں دریا بھی آگ ہوگا اور آگ دراصل ٹھنڈے پانی کا دریا ہوگا بہت سے علماء جن میں مسلمان علماء بھی شامل تھے۔اُس جھوٹ کو تسلیم کرتے تھے۔ جو امریکہ سے نفرت اور دشمنی کا باعث بنا اور کہا کہ اسلام کے انتہا

پسندوں نے اس جھوٹ سے تحریک حاصل کی اور وہ بھڑک اُٹھے اور 11 ستمبر کو منصوبہ بندی سے امریکہ پر حملہ کردیا۔

اس طرح امریکہ نے لوگوں کو بیوقوف بنایا کیونکہ انہوں نے ظاہریت پر دھیان دیا تھا۔ اورحقیقت کو جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ امریکہ کے لوگ بھاپ کی مانند اُبل پڑے۔ پھر کیا تھا کہ اُس دن سے پھر ہران مصائب میں گزرنے لگا۔ اُس دن سے اکثر لوگوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اور ایسے گناہوں کے کاموں میں مغربی دنیا کی مدد کرنے لگے جس کے نتیجے میں ناانصافی کی جنگ کا آغاز ہوگیا جس کو مغربی دنیا نے دہشت گردی کی جنگ کا نام دیا۔

مغرب والوں نے دہشت گردی کی غلط اور لایعنی تعریف لوگوں کے سامنے پیش کی۔ (ایسا شخص جو جرأت کے ساتھ مغرب اور اسرائیل کے ظلم کے خلاف ہاتھ اٹھاتا ہے دہشت گرد ہے)

ایسے ظالم لوگوں پر جب صحیح بات واضح ہوگی اُس وقت تک بہت دیر ہوچکی ہوگی پھر اُن کے لئے اُس گڑھے میں سے باہر نکلنا مشکل ہوگا جس میں وہ گر چکے ہیں۔ وہ قرآن پاک میں مذکورہ سورۃ الحجرات میں اللہ کی تنبیہہ کی طرف دھیان دینے سے بُری طرح ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ أَن تُصِيبُوا۟ قَوْمًۢا بِجَهَٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو۔ اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔ کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچاؤ۔ پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔ (سورۃ الحجرات 49,6)

11 ستمبر کے واقعات سے متعلق حکومتی وضاحت نے جن لوگوں کو اُلّو بنایا تھا۔ اُن کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ امریکہ پر دہشت گردانہ حملے کرنے والوں کے پاس گذشتہ حملوں اور بعد میں تکمیل پانے والے حملوں کی خون آلودہ طویل فہرست تھی۔ جو بعد میں لندن، میڈرڈ، ممبئی اور دیگر مقامات پر پایہ تکمیل کو پہنچائے گئے۔

جب تک ان واقعات کی حقیقت کو سمجھا نہیں جائے گا جو دجال اور یاجوج و ماجوج کے ضمن میں بیان کئے گئے ہیں۔ تو بار بار لوگوں کو اس طرح کے جھوٹ سے بیوقوف بنایا جاتا رہے گا اس

کتاب کے مصنف نے اس موضوع کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس لئے وہ اُس جھوٹ اور فریب کے جال میں گرفتار نہیں ہوا۔

11 ستمبر 2001ء کو جب امریکہ پر حملہ ہوا۔ تو اُس کے چند دن بعد ہی لوگوں نے جان لیا تھا کہ اس جھوٹے دہشت گردی کے الزام میں اور اسی طرح 1914ء کے موسم گرما میں دہشت گردی کا جھنڈا لہرانے میں کیا تعلق ہے۔ کیونکہ 1914ء میں دہشت گردی کے الزام کے فوراً بعد پہلی بڑی عالمی جنگ شروع ہوگئی تھی۔

11 ستمبر کے واقعہ کے تین ماہ بعد مسلمانوں نے امریکہ پر حملے کے الزام کا جواب شائع کرایا۔ جس میں مندرجہ ذیل اہم نکات بیان کئے گئے۔

مجھے یقین واثق ہے کہ وہ جہنمی لوگ جو دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ وہ دونوں دہشت گردی کے حملوں کے خود ذمہ دار ہیں۔ اور اسرائیل کی تنظیم موساد اور ان کے دیگر اتحادی ہیں جنہوں نے ان حملوں کی منصوبہ بندی کی اور پھر 11 ستمبر کو اُسے عملی جامہ پہنایا۔

ایک اسلامی سفرنامہ جو اس چیلنج کے سات سال بعد شائع ہوا۔ اُس میں بیان کیا گیا ہے کہ

11 ستمبر 2001ء کی صبح کو میں اُس وقت نیو یارک کے جان ایف کینیڈی ایئر پورٹ پر موجود تھا جب امریکہ کی سی آئی اے اور اسرائیل کے موساد نے مل کر حملے کا منصوبہ بنایا۔ پھر حملہ کیا اور نیو یارک کے علاقہ لوئر مین ہیٹن میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی دو بلند و بالا مینار نما عمارتیں زمین بوس کر دیں۔ اور پھر اس بڑے حادثے کا جھوٹا الزام عرب کے دہشت گردوں اور مسلمانوں کے سر تھوپ دیا۔ یہودی اور عیسائیوں کا پُر اسرار اور ملحدانہ اتحاد جو یورو یہودی ریاست اسرائیل کی شہہ پر پوری دنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ وہ میرے اس دعوے کو چیلنج کر سکتا ہے۔ کہ اس بڑے حملے کی ذمہ دار امریکہ کی سی آئی اے اور اسرائیل کی موساد تھیں۔

وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہ کر ایسا کر سکتے ہیں۔ حالانکہ امریکہ کی حکومت نے یہ ذمہ داری اُن سی آئی اے اور موساد کو سونپتے ہوئے سچائی سے کام لیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اس حملے کا الزام عربوں اور مسلمانوں کے سر دھرتے ہیں۔

اس صورت میں میں اُن کو دعوت دیتا ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی چیلنج کرتا ہوں جو ان جیسے نظریات رکھنے میں ہٹ دھرمی اور سرکشی سے کام لے رہے ہیں کہ وہ سب آگے آئیں اور ہم سب

مل کر دُعا کریں کہ اس معاملے میں جھوٹا ہے اور دوسری پر الزام تراشی کرتا ہے۔ اُس پر خدا اور اُسکے رسول ﷺ کی لعنت ہو۔

کیا یہ تمام واقعات حادثاتی طور پر رُونما ہو رہے ہیں؟

جب ہم قیامت کی نشانیاں کے موضوع کو گہرائی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو وہ ایمان رکھنے والوں کو حقیقت کے اندر اُترنے کی اجازت دیتا ہے۔ تاکہ وہ اس قسم کے دوسرے واقعات جو موجودہ زمانے میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اُن کا موزوں اور مناسب جواب دینے کے قابل ہو سکیں حقیقت پر مضبوط گرفت سے یوں بیان کیا جائے گا۔

☆ موجودہ زمانے میں گلوبلائیزیشن سے (دنیا کے ممالک کو قریب تر لانا) تمام انسانوں کو بے دین اور زوال پذیر معاشرے میں شامل کیا جا رہا ہے۔

☆ دنیا کی حکومت کا ظاہر ہونا اور بین الاقوامی سیاسی آمریت کا اُبھرنا جس سے حکومت اور سلطنت مذاق بن کر رہ جاتی ہے۔

☆ ایک دوسرے سے باہمی روابط کے ذریعے سے پوری دنیا کی اقتصادیات کا استعمال جو بے مثال اور مستقل طور پر پوری دنیا میں مچھلی کے انڈوں کی طرح غربت پھیلا رہی ہے۔ اور ایسی مستقل دولت جس کے بارے کبھی سنا نہیں۔

☆ ان کا بین الاقوامی معاشی نظام محض دھوکہ اور فریب ہے جس میں کاغذی کرنسی کے عوض کوئی دولت (سونا، چاندی) نہیں ملتی۔ چنانچہ اس معاشی نظام سے کچھ لوگ امیر سے امیر تر بن جاتے ہیں۔ اس طرح اُن کے پاس محنت کے بغیر دولت آجاتی ہے۔ علاوہ ازیں جب کرنسی کی قیمت گر جاتی ہے۔ تو وہ دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور صرف چند لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

☆ ایک نیا بین الاقوامی معاشی نظام جو عنقریب رائج ہونے والا ہے۔ وہ نقد رقم کے بغیر برقی کرنسی ہوگی جس کو پوری دنیا میں رائج کیا جائے گا اور تمام بنکنگ کنٹرول اسرائیل ریاست کے ہاتھ میں ہوگا۔

☆ عورتوں کی کایا پلٹنے کا انقلاب (شب علامت ہے عورت کی) یعنی رات کو دن میں تبدیل کر دینا۔ جس کا مقصد مشترکہ خاندانی نظام کو توڑنا ہے۔

☆ تفریحات اور فضول خرچی کے لئے بہت بڑی امداد دینا۔ مثال کے طور پر اولمپک کھیلیں، ورلڈ کپ فٹ بال، کرکٹ، مس ورلڈ، مس یونیورس، مقابلہ حسن، امریکہ کے صدر کا الیکشن وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام تقریبات کو اس قدر ذہانت سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ موجودہ زمانے کی منحوس اور بدفعال حقیقت سے لوگوں کی توجہ ہٹ جاتی ہے اور اُن تفریحات سے محظوظ ہونے میں غرق ہو جاتے ہیں۔

☆ ٹیلی وژن (جس میں اسلامی کیبل بھی شامل ہے) حقیقت کا حُلیہ بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے ٹیلی وژن لوگوں کے ذہن اور سوچ بدل رہا ہے۔ اور ناظرین غیر شعوری طور پر جھوٹ کو اپنے دلوں اور دماغوں میں سمو رہے ہیں۔ لیکن جہاں تک اسلامی کیبل کا تعلق ہے تو وہ ماہرانہ انداز میں 5% زہر اُگل رہا ہے۔

درحقیقت یہ موضوع ایسے موثر شواہد مہیّا کر رہا ہے اور قارئین کو اجازت دیتا ہے کہ وہ جھوٹے مذہبی پراپیگنڈے اور حقیقی مذہب میں امتیاز کو محسوس کریں یہاں تک وسچے دین اسلام میں شامل جھوٹے فرقوں کی نشاندہی کریں۔ کیونکہ تمام جھوٹے مذاہب اور فرقوں میں اتنی قابلیت یا صلاحیت نہیں ہے کہ وہ مسلسل رونما ہونے والے حادثات اور پیش آنے والے پراسرار واقعات کی حقیقت کو صحیح انداز میں بیان کرسکیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ کیا یہ تمام واقعات حادثاتی طور پر پیش آسکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر یہ کیوں اور کیا ہیں؟

ہم موجودہ دور میں ''قیامت کی نشانیاں'' کے موضوع پر بحث کرتے ہیں۔ تو کیوں ہم ان پُراسرار واقعات اور حادثات پر بحث نہیں کرتے۔ جبکہ دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے چنانچہ ہم نے اسکی بنیادی وجہ اپنی کتاب ''قرآن میں یروشلم'' میں پیش کردی ہے۔

اللہ سبحان تعالیٰ واضح فرماتا ہے کہ

> ''جس شہر کو میں نے تباہ کر دیا تھا اور پابندی لگا دی تھی کہ اُس شہر کے لوگ کبھی واپس نہیں آسکیں گے اور نہ ہی اس شہر کی ملکیت کا دعویٰ کرسکیں گے۔ جب تک یاجوج و ماجوج رہا نہیں ہو جاتے اور دنیا میں ہر طرف پھیل نہیں جاتے۔'' (قرآن حکیم سورۃ الانبیاء 6-95-21)

اس جدید دور میں قیامت کی نشانیوں کی وضاحت کا بنیادی مقصد اُس شہر کی نشاندہی کرنا ہے۔ جسے یروشلم کہتے ہیں۔ (دیکھئے اس کتاب کا چوتھا باب جس میں ہم نے قرآن پاک کی آیات اور جدید روش کار(Methodology) کے ذریعے وضاحت کی ہے) اس جدید دور کی حقیقت دجال ہے۔ جو دراصل جھوٹا نبی اور مسیح علیہ السلام کا دشمن ہے وہ اس وقت روئے زمین پر اپنے مشن کی تکمیل اور بلندیوں کے قریب تر ہے۔ یعنی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے والا ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہودی پہلے ہی یروشلم واپس آ چکے ہیں۔ اور اُس شہر کی ملکیت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بیت المقدس میں ایک دغاباز اور مکار ریاست اسرائیل کے نام سے بڑی کامیابی کے ساتھ قائم کر دی ہے۔ اور جس نے اب تک عام قوت کے علاوہ خون ریز طاقت بھی حاصل کر لی ہے (جس کی حفاظت اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل میں امریکہ کے ان گنت ووٹوں سے پختہ ہوئی ہے۔ اور سکیورٹی کونسل کا کنٹرول یاجوج و ماجوج کے ہاتھوں میں ہے)

چنانچہ اس طرح اسرائیل نے ایسی طاقت حاصل کر لی ہے کہ وہ عنقریب امریکہ کی بجائے پوری دنیا پر حکمران ریاست بن جائے گا۔

ایک ایسا جوان جس کا جسم خوبصورت اور بال گھنگھریالے ہوں گے وہ ریاست اسرائیل کا حکمران ہوگا اور آنے والے زمانے میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کرے گا۔ دراصل وہ جھوٹا نبی حضرت مسیح علیہ السلام کا دشمن دجال ہوگا مگر وہ یاجوج و ماجوج جیسے سپاہیوں سے کام لیے بغیر اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

اس جدید دور میں ''قیامت کی نشانیاں'' اس کتاب کا بنیادی اور مرکزی خیال یہ ہے کہ اس موضوع کی سچائی اور اُس کے صحیح قرار دینے کی آزمائش کرنی چاہیے اور اس تبصرے پر یقین نہیں کرنا چاہیے جو چند سال قبل کیا گیا تھا۔

قرآن حکیم سچائی ہے اور سچائی صرف حقیقت ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ معزز ین قارئین کو اُس وقت حیران نہیں ہونا چاہیے جب ہم اس کتاب کے کسی باب میں اسرائیل کے موضوع کی طرف بار بار پلٹتے ہیں۔ ہم قارئین کو متاثر کرنے اور ہم خیال بنانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ لیکن ہم پرہیز و احتیاط کرتے ہیں کہ ہمارے اس مستند علمی نظریئے کو کوئی ہٹیلا پن نہ چمٹ جائے۔ کیونکہ ضدی نظریئے حقیقت کو بیان کرنے میں بار بار ناکام ہو جاتے ہیں۔

اگر قرآن حکیم میں سے بیان کی گئی ہماری وضاحت غلط ہے تو ہمارے نقادوں کا فرض ہے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ صحیح کیا ہے؟ وہ اپنے موقف کی تائید میں قرآن حکیم سے حوالے دے سکتے ہیں جن کا ان واقعات و حادثات سے تعلق ہو جو پوری دنیا میں عموماً اور بیت المقدس میں خصوصاً پیش آرہے ہیں۔

اس موضوع پر بحث کے ضمن میں ایک غیر معمولی عالم خاموش ہے جبکہ اس جدید دور میں اس موضوع سے متعلق گھٹیا قسم کی بہت سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں کچھ جائز شبہات ظاہر کئے گئے ہیں ڈاکٹر تمام آدی جو قرآنی معانی کے جیدّ عالم ہیں۔ انہوں نے کتاب کے مصنف سے اس موضوع پر خط و کتابت کرتے ہوئے تبصرہ فرمایا ہے اُن کا خیال ہے کہ اس نظریہ اور موضوع پر جان بُوجھ کر معلومات میں خرابی پیدا کی گئی ہے تاکہ اس موضوع کے صحیح ادراک اور وضاحت میں رکاوٹ پیدا ہو سکے۔ وہ لکھتے ہیں۔

''میرا خیال ہے کہ تم مجھ سے متفق ہو گے کہ اسلامی ادب جس میں تفاسیر اور احادیث بھی شامل ہیں۔ اُن کو تبدیل اور قطع بُرید کیا گیا ہے۔ یا تو اُن کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے یا پھر توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ایسی احادیث جن میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی یاجوج و ماجوج کی رہائی کی حقیقت اور ذکر ہے۔

ڈاکٹر تمام آدی نے اس کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ

> دوسری طرف اس موضوع کے متعلق تفسیر میں اغلاط اور یاجوج و ماجوج کے بارے میں نظر انداز کیا گیا ہے اس لئے ہم کوئی ایسی تفسیر نہیں پاتے جس میں بحث کی گئی ہو کہ یاجوج و ماجوج رہا ہو چکے ہیں یاجوج و ماجوج کے متعلق قرآن پاک کیا کہتا ہے۔ یہ جاننے کے لئے ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں سے آغاز کرنا چاہیے۔

ہم نے اس کتاب میں قارئین کی توجہ سچے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی معجزانہ واپسی کی طرف دلائی ہے۔ جس کے بارے میں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے پشین گوئی فرمائی ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی ہے۔ (قرآن حکیم سورۃ الذخرف 61-43)

جس کا ترجمہ یوں ہے (اور وہ یعنی عیسیٰؑ قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں تو تم لوگ اس کی صحت میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی نہایت ہی اہم واقعہ ہے جو عنقریب پیش آنے والا ہے جس کو آجکل کے سکول کے بچے ابھی زندگی میں دیکھ سکیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس موضوع سے متعلق حدیث ہے۔

''کہ سچے مسیح موعود سے قبل جھوٹا مسیح یعنی دجال دنیا میں آئے گا۔ اور وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کرے گا جس میں وہ کامیاب ہوگا''

اس قسم کے دلائل کے نتیجے میں وہ یروشلم سے پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ (اسرائیل کی مکار ریاست سے) وہ اعلان کرے گا۔ کہ میں مسیح علیہ السلام ہوں۔''

اس سے پہلے نہیں، بلکہ اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم دنیا میں واپس آئیں گے وہ دجال کا مقابلہ کریں گے۔ اُس کا پول کھولیں گے اور اُسے تباہ کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے۔

جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ وہ کہیں گے۔ ''یا اللہ یاجوج و ماجوج کے قائم کئے ہوئے اور برائیوں سے بھرے ہوئے ترتیب دنیا (World Order) کو تباہ و برباد کردے۔''

یہ قرآن پاک کا نظام معانی ہی ہے جس کے توسط سے ہم دجال کو جانتے اور پہنچانتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت بڑا منصوبہ بند ہے۔ جس نے یاجوج و ماجوج کو ترتیب دنیا (World Order) کو رواج دیا جس کا کام دنیا پر حکومت کرنے کے منصب کو حاصل کرنا ہے۔

دجال نے کچھ عرصہ پہلے یورپی صلیبی جنگوں سے اپنے حملے کا آغاز کیا تھا اس کا مقصد بیت المقدس پر قبضہ جمانا اور وہاں اسرائیلی حکومت کو بحال کرنا تھا۔ علاوہ ازیں لوح صلیبی قائم کرنا اور دنیا میں تمام انسانیت پر ستیاناس کر دینے والی اسرائیلی آمریت قائم کرنا تھا۔ دجال چونکہ اسلامی سلطنت کو ختم کئے بغیر اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوسکتا تھا۔ اس لئے اُس نے اپنے لوگوں یاجوج و ماجوج کو پہلے ہی دن سے اپنے جنگی مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں ''سورۃ الکھف اور دور جدید'' کے موضوع کی وضاحت کی ہے کیونکہ یہ سورۃ قیامت کے بارے میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ اس لئے حضرت محمد ﷺ نے ایمان والوں سے فرمایا۔ ''دجال جیسے جھوٹے مسیح اور اُس کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورۃ الکھف کی پہلی دس آئیوں کی تلاوت کیا کرو۔'' یہی وہ سورۃ ہے جس میں قرآن پاک میں پہلی مرتبہ یاجوج و ماجوج کا تعارف اور وضاحت فرمائی گئی ہے۔

یہ نہایت اہم بات ہے کہ سورۃ کا آغاز اس آیت سے ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو براہ راست توجہ دلائی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝

ترجمہ: تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں (نعوذ باللہ) کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔
(قرآن حکیم۔سورۃ الکھف 4)

اس سورۃ میں آگے چل کر وہ کہانی بیان کی گئی ہے جس میں چند جوان آدمی جو دلوں میں ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔ (وہ اپنی بڑھتی ہوئی داڑھیوں سے خوفزدہ نہ تھے) وہ ان دشمنوں سے بھاگ کھڑے ہوئے جو اسلام کے خلاف جنگ لڑ رہے تھے اور وہ کافر لوگ واحد اللہ تعالیٰ کی بجائے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

آج کل کی جدید دنیا میں بھی اسلام کے خلاف جنگ جاری ہے۔ جو بالکل اُسی قسم کے لوگوں نے چھیڑ رکھی ہے جو اسلام دشمن ہیں اور بُرے عزائم رکھتے ہیں۔

درحقیقت وہ دجال کے لوگ ہیں اور وہ ایسے جوانوں کو پکڑتے اور اغوا کرتے ہیں جو بے حد جوشیلے مسلمان ہیں۔ اُن کو حکومت کی سرپرستی میں ہونے والی دہشت گردی اور اذیت پسندی کا نشانہ بناتے ہیں۔ جس طرح کیوبا کے فوجی کیمپ گوانتانامو میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔

قرآن حکیم سورۃ الکھف میں بیان فرماتا ہے کہ وہ جوان آدمی اپنی جان بچا کر پہاڑ کی ایک غار میں جا چھپے۔ انہوں نے صرف اللہ سبحان تعالیٰ پر اپنے پختہ ایمان کو بچانے کیلئے ایسا کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور اللہ سبحان تعالیٰ نے اُن پر نیند طاری کردی۔ اور اُنہیں 300 سال تک نیند کی حالت میں رکھا۔ چنانچہ قدرت کی مداخلت نے ان جوانوں کو کسی قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا۔

سورۃ آگے چل کر اُس تعلق یا رشتے کو بیان کرتی ہے جو اس کہانی اور اللہ کی تنبیہہ (وعد) میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس خطرناک دور اور آزمائش اور مصائب کے زمانے سے یعنی فتنہ سے خبردار کیا ہے۔ جو عنقریب آنے والا ہے۔

جب وہ زمانہ آئیگا تو لوگ قیامت کی نشانیوں کو مسلسل ظاہر ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ جس کو قرآن حکیم نے ساعۃ کہا ہے۔

قرآن نے سورۃ الکھف آیت نمبر (21-18) میں فرمایا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا

(قرآن حکیم۔سورۃ الکھف 21)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو اُن سے مطلع کر دیا تا کہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔

فتنے کا دور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ دونوں نے فرمایا ہے اور خبر دار کیا ہے کہ وہ دور پہلے ہی آ چکا ہے۔ جس میں دہشت گردی کی جنگ کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور دہشت زدہ کیا جا رہا ہے جیسا کہ مذکورہ سورۃ میں بیان ہوا ہے یہ اسلام کے خلاف محض جنگ کا اعادہ ہے۔

اگر ہم اصحاب کہف کی کہانی بنظرِ غائر مطالعہ کریں تو یہ کہانی ہمارے قارئین کو جنگ کی حقیقت جاننے میں مدد کرتی ہے۔ کیونکہ یہ جنگ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

اصحاب کہف کی کہانی ہمیں دجال اور اُس کے آدمیوں کو پہچاننے میں ہماری مدد کرتی ہے۔ دجال کے آدمی یاجوج و ماجوج ہیں۔ جو اسلام پر جنگ مسلط کر رہے ہیں۔ دراصل یہ وہی لوگ ہیں جو اعلانیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔

چنانچہ اسلام کے خلاف جنگ سے بچنے اور اپنا ایمان قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کو اصحاب کہف کی تقلید کرنی چاہیے۔ کیونکہ اصحاب کہف نے اُس وقت اسلام کے خلاف جنگ کا جواب اس طرح دیا کہ کشت و خون بہانے سے گریز کیا۔ جنگ کرنے سے دامن بچایا اور انہوں بطریق احسن پسپائی اختیار کی اور غار میں پناہ گزین ہو گئے۔

آج کے دور میں مسلمانوں کے خلاف جنگ مسلسل شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی سیاسی، اقتصادی، معاشی البتہ فوجی آمریت پوری دنیا پر مؤثر انداز میں مسلط کی جا رہی ہے۔

لیکن قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل سب سے پہلے بڑی جنگ لڑے گا۔ اور اس جنگ میں امریکہ بھی ملوث ہوگا۔ ہندوستان کا پاکستان کی نیوکلیر تنصیبات پر حملہ ہوگا۔ اور اُسی وقت اسرائیل کا حملہ ایران کی نیوکلیر تنصیبات پر بھی متوقع ہے۔

عین ممکن ہے کہ ان حملوں میں نیوکلیر طاقت بھی استعمال کی جائے۔ ممبئی میں 11 ستمبر کا دہشت گردی کا واقعہ اُس وقت رونما ہوا جب یہ کتاب تکمیل کے قریب تھی۔ اس حملے کا مقصد پاکستان پر جنگ مسلط کرنے کا جواز تلاش کرنا تھا۔ اور پاکستان کو دنیا کے نیوکلیر کلب کی ممبر شپ سے ہٹانا تھا۔

جب وہ بڑی جنگوں سے راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اُس وقت پوری دنیا پر کامیابی کے ساتھ آفاقی آمریت مسلط کر دی جائے گی اُس وقت دنیا ظلم وستم کی انتہا دیکھے گی اور مسلمانوں کو حقیقت میں وہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا جو اصحاب کہف نے اختیار کیا تھا۔ یعنی یاجوج و ماجوج کے برائیوں کے طوفان کے راستے سے پیچھے ہٹ جانا چاہئے اور شہروں سے باہر دور ودراز مقامات کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے اس آنے والے وقت کے بارے میں پہلے ہی پشین گوئی کر دی تھی۔ اور مندرجہ ذیل پند ونصائح فرمائے تھے۔

> ''حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جب مسلمانوں کا سب سے قیمتی اثاثہ بھیڑیں ہوں گی جن کو وہ پہاڑ کی چوٹی پر یا بارش والے مقامات پر لے جائیں گے۔ وہ اپنے مذہب کے ساتھ مصائب اور آزمائش (فتنہ) سے بچنے کیلئے بھاگ کھڑے ہوں گے'' (صحیح بخاری)

ایسے دور دراز علاقوں کے لوگوں میں آزادی قائم رہے گی۔ اور آزادی برقرار رکھنے کے لئے جن جوانوں کو تعلیم وتربیت دی جاسکتی ہے۔ اُن مردوں اور عورتوں کی کمر کی ہڈی فولاد کی ہونی چاہیے کیونکہ مضبوط اور توانا مسلمان ہی ظلم وستم کا ڈٹ کر مسلسل ومتواتر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور دشمن کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر سکتے ہیں۔ اور امن وامان قائم رکھ سکتے ہیں جبکہ اسرائیل جیسے بد فطرت، مکار اور آمر فطرت اُن معصوم ایمان والوں پر مسلسل ظلم کے پہاڑ توڑنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ خون آلودہ پھلوں کو بیت المقدس میں اپنی خوراک بنا سکیں۔

ہر مذہب یا نظریہ رکھنے والے اپنے سچ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ضرور اس قابل ہیں کہ وہ حقیقت کی وضاحت کر سکیں۔ آج کی دنیا میں جو حیران کُن واقعات اور عجیب حادثات رونما ہو

رہے ہیں۔ اور پوری دنیا میں سیاسی، اقتصادی اور فوجی آمریت چھا رہی ہے۔ اور اس آمریت کا سر یقیناً تعلق پر اسرار اسرائیل کی ریاست سے ہے اور وہ دنیا کی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ لیکن وہ آئے دن رونما ہونے والے واقعات و حادثات کا جواز پیش کرنے میں ناکام ہے جبکہ ہر طرف ہر روز واقعات اور دھمکیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔

اس طرح سے مختلف فرقوں، مذاہب اور مختلف نظریات رکھنے والوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو رہی ہے ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان واقعات و حادثات کی قیامت کی نشانیوں کے طور پر شناخت کرنا چاہیے کیونکہ یہودیت، بدھ مت، عیسائیت اور اسلام اور پر اسرار یورپی یہودی عیسائی اتحاد، جس نے ماڈرن مغربی سیکولر معاشرے کو پیدا کیا ہے۔ سب ہی اپنے آپ کو سچا کہتے ہیں ان سب میں زیادہ شور مغربی جدید سیکولر سوسائٹی مچا رہی ہے۔

جو واقعات و حادثات دنیا میں پیش آ رہے ہیں۔ اُن کو وہ کس طرح بیان کرتے ہیں۔

آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے حضرت محمد ﷺ جو اُمتی تھے اور لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ اور نہ ہی آپ ﷺ نے کبھی اپنے آبائی وطن سے باہر سفر اختیار کیا۔ سوائے اُن دو تجارتی سفروں کے جو آپ ﷺ نے دمشق تک چھوٹی عمر میں کئے۔

آپ ﷺ نے حیران کن پشین گوئیاں کی ہیں۔ جو دنیا میں اب رونما ہو رہی ہیں اور سچ ثابت ہو رہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیاں کچھ اس طرح ہوں گی۔ مثلاً

1- عورتیں مردوں کا لباس پہنیں گی:

آج کل کی عورتیں جیکٹ اور پاجامہ زیب تن کرتی ہیں۔ اور ٹائی بھی لگاتی ہیں۔ ایسے لباس کو ملازمت کے فرائض انجام دینے کا لباس کہا جاتا ہے جو بالکل مردانہ لباس ہے۔

ایک عورت جس نے ٹرنیدار (Trinidad) کے ہلٹن ہوٹل میں 14 سال ملازمت کی تھی۔ (ہوٹل منتظم مسلمان ہے) وہ عورت نہایت دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیتی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے اُسے کتوں کے ڈربے میں بند کر کے سزا دی گئی۔ کیونکہ اُس نے نئی یونیفارم (جو مردانہ لباس اور ٹائی تھی) پہننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

آج کل عورتیں نیلی جینز پہنتی ہیں۔ جو مردانہ پاجامے کی ہو بہو نکل ہے۔ وہ ماڈرن عورتوں کے انقلاب کے نتیجے میں ایسا لباس پہنتی ہیں اور عورتوں کے اس انقلاب کا منصوبہ بند

(Master Mind) جھوٹا مسیح یعنی دجال ہے۔ اُس نے اُن عورتوں کو گمراہ کیا۔ جن کا روائتی کردار بیوی اور ماں تھا۔ لیکن انہوں نے دجال کے فریب میں آ کر مردوں کی جگہ روائتی کی بجائے نمائشی کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے بچے جز وقتی ماں کی گود میں پل کر جوان ہوئے جس سے اُن بچوں کو سنگین نقصان اٹھانا پڑا۔

کچھ عورتیں اپنے آپ کو مرد ظاہر کرنے کیلئے مردانہ لباس پہنتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ دوسری خواتین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے ایسا لباس پہنتی ہیں۔ تاکہ وہ عورتیں اُن کے ساتھ ہم جنس تعلقات قائم کرلیں۔

2- عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ لباس میں بھی عریاں دکھائی دیں گی:

عورتوں میں ننگا لباس پہننا اب عام ہو گیا ہے۔ یہ بھی دجال کے بنائے ہوئے جدید عورتوں کے انقلاب کا اثر ہے۔ عورتیں پہلے گھٹنوں کے نیچے ٹانگیں ننگی رکھتی تھیں پھر فراک میں گھٹنوں کے اوپر مغزی یا جھالر لگائی جانے لگی۔ جو اس قدر اُوپر اُٹھ جاتی ہے کہ زیر جامہ (انڈرویر) سے اچھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے۔

جدید چست و تنگ لباس نے تصورات کے لئے باقی کچھ نہ چھوڑا۔ جب سے عورتوں کے تمام اعضاء کی نمائش ہونے لگی ہے عریانی بڑھ گئی ہے۔

پہلے نہانے کا لباس کپڑے کا ایک ٹکڑا ہوتا تھا۔ اب اُسکی جگہ بکنی نے لے لی ہے اور بکنی نے اب کوڑے مارنے کا راستہ بنا دیا ہے۔ جو واقعی اس کا راستہ بنے گا۔

عورتوں کے اس ننگے پن یا عریانی کا قدرتی انجام جنسی انقلاب کی صورت اختیار کر چکا ہے جس نے جنسی تعلقات کو سورج کی روشنی کی طرح آسانی سے حاصل ہونے والا بنا دیا ہے اس قسم کی جنسی آزادی نے شادی بیاہ کی رسم پر زبردست حملہ کیا ہے۔ اور اب شادی بیاہ کو راستے کی رکاوٹ سمجھا جانے لگا ہے۔ اس لئے حقیقت میں شادی کی رسم دم توڑتی جا رہی ہے جنسی تعلقات میں آزادی نے نہ صرف شادی بیاہ کی جائز رسم پر حملہ کیا ہے بلکہ اُس نے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

اب معاشرہ ناگزیر تباہی کی طرف جا رہا ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے نظریں جھکاتا ہے یعنی اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بہت زیادہ روشنی عطا فرماتے ہیں۔

3- مرد عورتوں کا لباس پہنیں گے:

جو مرد عورتوں کا لباس پہننا پسند نہیں کرتا اس کے چہرے پر داڑھی ہوتی ہے اور داڑھی کا مرد کے چہرے سے غائب ہو جانے کا مطلب ہے کہ اُس نے ماڈرن مغربی تہذیب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیا ہے۔ظاہر ہے کہ اس نے دنیا بھر کے مردوں سے ٹکر لے لی ہے اس طرح حیران کن انداز میں حضرت محمد ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوتی ہے جس کا تعلق دجال سے ہے۔

سعودی عرب جو اسلام کا مرکز ہے۔اُس نے داڑھی کے متعلق معذرت کا سا انداز اختیار کیا ہوا ہے جبکہ الاظہر یونیورسٹی مصر (جو کہ اسلام کا سب سے بڑا ادارہ ہے) کے شیوخ نے اپنی داڑھیاں مکمل طور پر صاف کرا دیں۔

تاہم اگر کوئی آدمی عورتوں کا لباس پہننے کا خواہش مند ہے تا کہ وہ دوسرے مردوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکے۔اور ہم جنس تعلقات کو رواج دے سکے تو وہ لواطت کو دعوت دے رہا ہے۔ یوں لواطت کا معاشرے پر چھا جانا، قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مغربی دنیا جو جمہوریت کی دعویدار ہے بےشرمی سے لواطت کے غلیظ عمل کو سکولوں میں رائج کر رہی ہے۔

کینیڈا کے ایک مسلمان نے اس کتاب کے مصنف کی توجہ اس نازک مسئلے کی طرف دلائی ہے جو مسلمانوں اور تمام انسانیت کی قسمت میں لکھا جا رہا ہے۔

ہمارے کینیڈا کے شہر برٹش کولمبیا کا ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کی حکومت نے لواطت میں ملوث دو افراد کی تقرری کی ہے۔(دو مرد آپس میں میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں) وہ دونوں سکول کے نصاب پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔جبکہ دونوں کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔اُن کو 99% فی صد اُس آبادی کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق دیا گیا ہے جو اولاد رکھتے ہیں اور اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔

چنانچہ اس نئے نصاب کا تقاضا ہے کہ پانچ سے بارہ سال تک کے ہر بچے کو لواطت کا طریقہ سکھایا جائے جو سماجی اور اخلاقی طور پر قابل قبول ہو۔کسی ٹیچر میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ اس ناپاک فعل کی مخالفت کر سکے اور نہ ہی کوئی سکول یا بورڈ اس گھناؤنے فعل پر عمل کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

بچوں کو بتایا جائے گا کہ وہ اپنے والدین سے اُن کی حیثیت دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔لیکن نہ طلبا اور نہ ہی والدین اس لواطت کی اہمیت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

حکومت اس بات پر اڑی ہوئی ہے کہ وہ کسی بھی مذہبی دلائل کو قبول نہیں کرے گی۔ اور نصاب پر نظر ثانی ضرور ہوگی مگر مخالفت برداشت نہیں کرے گی۔

ان حالات کے پیش نظر توقع کی جا سکتی ہے کہ آنے والے سالوں میں حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے جب پرائیویٹ سکولوں اور اداروں میں بھی یہ نظر ثانی شدہ نصاب رائج کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے سکولوں کو بھی اس پر عمل کرنے پر مجبور اور پابند کیا جائے گا۔ اگر وہ اس پر عمل نہیں کریں گے تو ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

ان حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئیندہ مرد اور عورت کی تعریف تعمیر دوبارہ کرنی پڑے گی۔ اور سوسائٹی میں ان کے جنسی تعلقات کے بارے میں تصورات بھی تبدیل کرنے ہوں گے یہ حالات سوسائٹی کی کایا پلٹنے کا پیش خیمہ ہیں۔ اور یہ سب کچھ دجال کے عورتوں کے انقلاب (Feminist Revolution) کا لازمی اور واضح نتیجہ ہے۔

4- لوگ گدھوں کی طرح عوام کے سامنے جنسی اختلاط کریں گے:

آپ صرف انٹرنیٹ پر یا ہو اور ہاٹ میل ویب سائیٹ کا بٹن دبائیں آپ کو تعداد ازدواج کے ساتھ ساتھ عوام کے سامنے جنسی ملاپ کے متعلق بھی بہت سی معلومات اور تصاویر مل جائیں گی۔

اسی طرح ٹیلی وژن کی کیبل پر اور ساری دنیا کے شہروں میں گلی کی نکڑ پر وڈیو کی دکانوں سے کیسٹیں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ یہ سارا کام اتفاقاً یا حادثاتی نہیں ہوا بلکہ شعوری عمل سے معرض وجود میں آیا۔ اور یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

بلکہ ڈرامائی انداز میں حضور اکرم ﷺ کی ایک پیش گوئی یہاں پیش کی جاتی ہے۔

جس میں بیان ہوا ہے کہ ''جب وہ وقت آ گے گا۔ تو لوگ دجال کے کنٹرول میں پرائیویٹ جگہ کی بجائے عوام کے سامنے جنسی ملاپ کو ترجیح دیں گے۔''

پبلک جگھوں یعنی پارکوں اور موٹر کاروں میں جنسی ملاپ پہلے سے ہی ماڈرن یورپی بڑے بڑے شہروں میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی پشین گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہو رہی ہے۔

چنانچہ اب وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے جب ممبئی، دوبئی، کراچی، جکارتہ اور انقرہ وغیرہ میں لوگ ایک سے زیادہ شادیوں کی دلدل میں دھنس جائیں گے۔ خاص طور پر ماڈرن مغربی یورپ کے نوجوان اس مشغلے میں مشغول ہو جائیں گے۔

قارئین کرام کو چاہیے کہ اس نازک مسئلے اور تحریک پر غور کریں اور اسکا حل تلاش کریں کیونکہ اس تحریک کے ذریعے عورتیں کم سے کم لباس پہن کر عارضی چمک دمک پیدا کرنے کے لئے رواج کا راستہ ہموار کر رہی ہیں۔ وہ عوامی تقریبات میں بے حیائی اور ننگے پن کا مظاہرہ کرتی ہیں مثلاً فٹ بال میچ وغیرہ میں وہ عریانی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور لوگ ان کے حسن و جمال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

شاید جنسی اختلاط کبھی نہ بجھنے والی ہوس کی پیاس کی پیداوار ہے اس لئے کچھ لوگ جنسیت کے عادی ہو جاتے ہیں اور جنسیت کا عادی ہو جانے سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے عوام کے سامنے جنسی ملاپ کی خواہش جنم لیتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی شہوت پیدا کرنے والی ادویات (مثلاً ویاگرا) اور ایسی غذائیں اور مشروبات مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو شیطانی اور خبیثانہ فعل اور عضو تناسل کو دوبارہ قوت بخشتی ہیں اور اُن سے بے قابو قسم کی جنسی بھوک جنم لیتی ہے۔

5- ایک غلام عورت اپنی مالکن کو جنم دے گی:

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی غلامی کی ایک قسم تاریخ کے اختتام کے قریب ظاہر ہوگی۔ جس میں عورت کے رحم کو مستقل غربت اور غلامی کا کھیت بنا دیا جائے گا اور مفلس ومحتاج عورتوں کو بچے پیدا کرنے والی فیکٹریوں کی شکل دے دی جائے گی زیادہ تر اونچے اور درمیانے طبقے کی عورتیں اس گھناؤنے فعل کی مرتکب ہوں گی۔ چنانچہ دجال کے پیدا کئے ہوئے عورتوں کے انقلاب کے نتیجے میں عورتیں بانجھ ہو جائیں گی۔

سُود پر چلنے والی اقتصادیات جس میں سُود پر قرضہ دیا جاتا ہے اور جعلی دھوکے والی کاغذی نوٹوں کی کرنسی (جس کے عوض دھات یعنی سونا چاندی نہیں ملتی) نوٹوں کی ہر روز قیمت گرتی جا رہی ہے چنانچہ اس سودی نظام کے ذریعے پہلے ہی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستقل طور پر غربت کی جیل میں قید کیا جا چکا ہے۔ اس طرح امیر حکومتی معززین کو مستقل طور پر تعداد میں بڑھایا جا رہا ہے۔ ان کو استحکام دیا جا رہا ہے۔ اور اُن کی دولت مسلسل بڑھتی جا رہی ہے۔ سُود کے اس معاشی نظام کو جدید مغربی تہذیب نے متعارف کرایا ہے۔ جس نے پہلے ہی انسانیت کو اپنی زہریلی صحبت کے جال میں پھانس رکھا ہے۔

چنانچہ دجال کے عورتوں کے انقلاب نے عورتوں کو اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہنے دیا۔ اس لئے وہ چاہتی ہیں کہ سوسائٹی کی تقریبات میں مردوں کی طرح کردار ادا کریں اور حصہ لیں جس کی وجہ سے حمل ٹھہرنے میں بہت زیادہ تاخیر ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایسی عورتوں کو ''رحم'' کرائے پر حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے یعنی (ماتحت ماں کی ضرورت پڑتی ہے)

غریب ماتحت مددگار ماؤں کو اُن کی خدمت کا معاوضہ بچے کی پیدائش کے بعد دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بچے کی پیدائش کے بعد جنم دینے والی ماں کو دوبارہ غلامی کی جیل میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ جب کہ اُس کے بطن سے جنم لینے والی بیٹی امیر طبقے میں پرورش پاتی ہے اور غلاموں پر حکومت کرتی ہے۔ یوں ایک غلام عورت اپنی مالکن کو جنم دے کر خود مفلسی کی موت مرجاتی ہے۔

6- ننگے پاؤں والے گڈریئے بلند عمارتوں کی تعمیر میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے:

ایک عرصے سے مین ہیٹن نیویارک کی بلند و بالا عمارتوں کے ماڈلوں کی دنیا بھر میں تقلید کی جارہی ہے۔ بعض لوگ مذہبی عقیدے کے طور پر ایسا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنا قابل فخر اور ترقی وخوشحالی کی علامت ہے۔

اُنہیں یقین ہے کہ یہ تمام بلند و بالا اور وسیع عمارتیں غیر یورپی دنیا کی سرپرستی کا پیغام دے رہی ہیں۔ جیسے ملائشیا میں ٹوئن ٹاورز، سیؤل میں سنگوڈو انچیون (Songdo Incheon) ٹاور، دبئی میں بُرج العرب وغیرہ جو یورپ کے ماڈرن یورو کا مقابلہ کرتی ہیں۔ ترقی یافتہ معاشرے کی نمائندہ سمجھی جاتی ہیں ایسے ممالک کے لوگ اب غریب نہیں ہیں بلکہ ترقی یافتہ کہلاتے ہیں۔

دراصل یہ لوگ ننگے پاؤں والے گڈریوں کی سی ذہانت اور ذہنی استعداد کے مالک ہیں۔ حقائق بے خبر ہیں۔

عرب دُنیا میں حضرت محمد ﷺ کے مبارک عہد میں بدو جن کو بعض ذمہ ننگے پاؤں والے گڈریئے کہا جاتا تھا آج کل وہ کویت، متحدہ رب مارات، دبئی اور سعودی عرب میں بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر میں ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کی پشین گوئی کو حقیقت میں سچ ثابت کر رہے ہیں۔

7- گھٹیا لوگ لیڈر بن جائیں گے۔ قبیلے کا بدمعاش قبیلے کا سردار بن جائے گا:

قبیلے کا سب سے گھٹیا، بدمعاش اور شرارتی شخص قبیلے کا سردار یا لیڈر بن جائے گا اور لوگ اسکی پیروی کریں گے اور اس کا حکم مانیں گے وہ اس کے لیڈر ہونے کی وجہ سے اُسکی عزت نہیں کریں گے بلکہ اُسکی برائیوں اور بدمعاشی سے ڈرتے ہوئے اسکی عزت کرنے پر مجبور ہوں گے۔

آج کل اردگرد کی پوری دنیا میں ایسا ہو رہا ہے۔ دُور مت جایئے ہمارے پڑوس میں یعنی ٹرینیداد (Trinidad) کے جزیرہ کریبیئن میں بھی یہی صورت حال ہے یہاں بھی جسکی لاٹھی اس کی بھینس والا قانون رائج ہے۔

یوں رسول اللہ ﷺ کی یہ بھی پیشین گوئی سچ ثابت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے امریکہ میں یہ پیشین گوئی روز روشن کی طرح سچ ثابت ہوئی اور اب پوری دنیا میں سچ ثابت ہو رہی ہے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ ہرج تمہارے گھروں کی چھتوں پر بارش کی مانند برس رہے ہیں''

لوگوں نے پوچھا یہ ہرج سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے قرب کے دنوں معاشرے میں لوگوں کا قتل عام ہوگا۔ یہ اچانک اور وحشیانہ اور بیہمانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی شخص یہ جان نہیں پائے گا کہ اُسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ اور قاتل کو بھی علم نہ ہوگا کہ وہ اس شخص کو کیوں قتل کر رہا ہے۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''کہ گزرے ہوئے دن سے ہر آنے والا دن بد سے بدتر ہوگا''

آج ہمارے اردگرد کی دنیا میں ظلم وستم، تشدد اور جرائم بڑھتے جا رہے ہیں اور کوئی حکومت ان جرائم کو کنٹرول نہیں کرسکتی۔

تاہم یہ ماڈرن مغربی تہذیب ہے جو خاص طور پر امریکہ میں تمام برائیوں کی جڑ ہے امریکہ ہی دراصل دنیا میں انسانوں کے قتل عام کا سرپرست اور منصوبہ بند ہے۔ مذکورہ بالا پیش گویوں کے علاوہ اور بہت سی ایسی پیش گوئیاں ہیں جو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق ہیں اور قیامت کی نشانیاں ہیں۔

ان میں سے بہت سی پشین گوئیاں سب سے اہم بیت المقدس کے یروشلم سے متعلق ہیں حضور اکرم ﷺ نے ایک پشین گوئی فرمائی۔

''کہ کنواری مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی معجزانہ ہوگی''

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری روح ہے یقیناً ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے درمیان جلد اُتریں گے۔ اور انسانوں کے ساتھ حکمرانوں کی طرح انصاف کریں گے۔''

وہ صلیب کو توڑ دیں گے سؤروں کو ماردیں گے اور جزیہ معاف کردیں گے (ان لوگوں سے ٹیکس وصول کرنا جو جنگ ہار چکے ہوں اور ان کی سرزمین پر فاتح کا قبضہ ہو)

لوگوں کے پاس دولت بے شمار ہوگی اور کوئی شخص دولت لینے کیلئے تیار نہ ہوگا نیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک سجدہ کرنا (عبادت) ساری دنیا اور اسکے مال ومتاع سے بدرجہا بہتر ہوگا حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ

اگر تم چاہو تو قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت کرسکتے ہو۔

یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ایک بھی ایسا شخص نہیں ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُس کے خدا اور قیامت پر یقین نہ رکھتا ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ (صحیح بخاری)

اب ہم وہ عجیب وغریب واقعات بیان کرتے ہیں۔ جو ابھی تک دنیا میں رونما نہیں ہوئے اُن تمام پشین گوئیاں کا تعلق بیت المقدس سے ہے۔ لیکن ان واقعات کو حضرت محمد ﷺ کی استعانت کے بغیر بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حقیقت میں یہ واقعات وحادثات قیامت کی نشانیاں ہیں۔ خاص طور پر

آپ ﷺ کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو دجال اوراس کے لوگوں یعنی یاجوج و ماجوج کے بارے میں ہیں اورواقعات وحادثات کےعلاوہ قیامت کا پیش خیمہ ہیں۔

(الف) مسلح افواج کی کوششوں سے بیت المقدس کوآزادی حاصل ہوئی۔جس کے لئے مسلمانوں اور یورپی عیسائیوں کے مابین صلیبی جنگیں ہوئیں۔ یہ مقدس جنگیں ایک ہزار سال بعد 1971ء میں انجام کوپہنچیں۔جب برطانوی افواج نے عثمان مسلم فوج کوشکست دی جب برٹش جنرل ایلین بی اکتوبر 1917ء میں فاتحانہ انداز میں یروشلم میں داخل ہوا اور اُس نے اعلان کیا۔

''آج صلیبی جنگیں ختم ہوگئی ہیں''

اگر حقیقت کی نظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت بیت المقدس کوآزادنہیں بلکہ غلام بنایا گیا تھااور یروشلم پر برطانیہ نے قبضہ جمالیا تھا

یورپی مقدس جنگیں (صلیبی جنگیں) آج بھی مسلمانوں کے خلاف جاری ہیں۔

اینگلوامریکن اوراسرائیلی فوج کا عراق اورافغانستان پر قبضہ اس کے علاوہ صومالیہ،سعودی عرب، پاکستان، لبنان، اردن،مصراور دیگر ممالک پر نیا بتانہ قبضہ اس مقدس جنگ کی واضح مثالیں ہیں۔

(ب) اسرائیلی یہودیوں کی واپسی:

وہ لوگ جو یورپ کے خضار یہودیوں سے مختلف ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔وہ لوگ یروشلم واپس آئے اور دعویٰ کیا کہ بیت المقدس کی سرزمین کے وہ مالک ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اس سرزمین سے نکالے گئے تھے۔اوران کا اس سرزمین میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا تھا (اس وقت تک جب تک یاجوج و ماجوج رہانہیں ہو جاتے اور قیامت قریب نہیں آجاتی) اسرائیلیوں کے دوبارہ بیت المقدس پر قبضے اوراپنی سرزمین ہونے کے دعوے کے عمل میں اس سرزمین یعنی فلسطین کے باشندوں سے جنگ، وحشیانہ نفرت، بربریت اورظلم کے جال میں پھنسا دیا گیا تھا۔

(ج) بیت المقدس میں اسرائیل ریاست کی بحالی:

تقریباً دو ہزار سال قبل حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسرائیل ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ جو اللہ کی مرضی سے تباہ و برباد کر دی گئی تھی اُن پیغمبروں نے مقدس ریاست اسرائیل کی بنیاد تقویٰ، سچائی اور انصاف پر رکھی تھی اور آج کل ریاست ایک دغاباز، مکار ریاست میں تبدیل ہو چکی ہے۔ جس کی بنیاد جھوٹ، بے دینی، دھوکے اور فریب اور حد سے زیادہ ظلم وستم اور لڑائی جھگڑے پر قائم ہے۔

مغربی تہذیب میں اس تحریک کا مقصد مسلسل ظالمانہ جنگیں، سیاسی اور اقتصادی ظلم وستم روا رکھنا ہے۔ جس میں تین زبردست حکمران ریاستیں شامل ہیں۔ پہلی ریاست صلیبی برطانیہ تھی۔ یعنی جدید دنیا میں برطانیہ ایک کامیاب ریاست تھی۔ اس کے بعد صلیبی امریکہ دنیا میں نمودار ہوا۔ وہ دوسری زبردست حکمران ریاست کے طور پر ساری دنیا پر چھا گیا۔ اب آخر میں دنیا کو انتظار کرنا چاہیے کیونکہ تیسری حکمران ریاست اسرائیل ہوگی۔ جو زمانہ قریب میں دنیا کے تخت پر ایک قوت بن کر اُبھرے گی۔ اس نئی ریاست کی مدد امریکہ، برطانیہ نیٹو (NATO) اور دیگر ممالک کریں گے اور پھر ایک زبردست جنگ ہوگی۔ اس جنگ کے بعد امریکہ کی جگہ اسرائیل لے لے گا۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ بیت المقدس میں اسرائیل ریاست کی بنیاد جھوٹ اور فریب پر رکھی گئی ہے۔ بالآخر یہ ریاست کھل کر دنیا کے سامنے آجائے گی جس کی آزادی کے لئے یورپ نے ایک ہزار سال تک صلیبی جنگیں لڑیں اور مستقبل میں وہ پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمام جنگوں کی ایک جنگ پاکستان اور ایران کی نیوکلیر طاقت کو تباہ کرنے کیلئے لڑی جائے گی اور وہ جنگ ایک ایسا راستہ بنا دے گی۔ جس پر چل کر عربوں کو تباہ و برباد کرنا آسان ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ساتویں باب)

پاکستان کا شمالی علاقہ، ایران، افغانستان اور عراق جغرافیائی اعتبار سے قدیم خراساں کی سرحد پر آباد ہے۔

ہمارے رسول اللہ ﷺ کی پشین گوئی ہے کہ اس علاقے سے مسلم فوج اُٹھے گی اور ظلم وستم سے چھینے گئے تمام علاقوں کو دشمن سے آزاد کرالے گی۔ وہ اسلامی فوج بلا تعطل یروشلم کی طرف کوچ کرے گی۔ اور کوئی طاقت اُس کا راستہ نہ روک سکے گی۔

پھر جب اسرائیل جنگ چھیڑے گا تو وہ نہر سویز پر قبضہ جمالے گا۔علاوہ ازیں وہ خلیج فارس کے سارے تیل پر تصرف حاصل کر لے گا۔ پھر وہ صحیح وقت آنے پر تیل کی قیمتیں بڑھا دے گا جس کے نتیجے میں امریکی ڈالر کو قابل تلافی نقصان ہوگا۔(آج کل تیل کی قیمتوں اور تجارت کا تعلق امریکی ڈالر سے ہے) پھراسرائیل دنیا کی معیشت پر اس انداز سے چھا جائے گا تو امریکہ کی دنیا پر حکمرانی اپنی موت آپ مرجائے گی۔

امریکی ڈالر کا زوال اور مارکیٹ سے غائب ہو جانا اسرائیل کے لئے مرکزی اہمیت کا حامل ہے چنانچہ اسرائیل اپنی ہوشیاری سے امریکی ڈالر کو بے وقعت کر دے گا۔امریکی ڈالر جو اس وقت دنیا میں بے زر کی کاغذی کرنسی ہے۔اسکی جگہ بے زر برقی کرنسی کا رواج ہو جائے گا۔جس کا سارا کنٹرول یہودیوں کے پاس ہوگا۔جو دنیا بھر کے بینکنگ سسٹم پر چھائے ہوئے ہوں گے۔اُس وقت کاغذی کرنسی کو تبدیل کر دیں گے۔ نئے معاشی نظام کو رائج کریں گے جس کے ذریعے رقم کی گمنام تبدیلی ممکن نہیں ہوگی ہر قسم کا معاشی جمع خرچ ایک برقی لکیر اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔جس کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف قانون منسلک ہوگا۔جو اسرائیل کو دنیا میں تمام دولت پر جابرانہ اختیار دے گا۔ گویا ایک ایسا راستہ بنا دیا جائے گا۔جس پر چل کر آسانی سے انسانیت پر صلیبی آمریت مسلط ہو جائے گی۔ جب اسرائیل تمام دنیا پر حکمرانی سنبھال لے گا تو مغرب کے بے دین علماء اور دنیا بھر کے سیاسی اور معاشی ماہرین ایک عجیب وغریب دانشورانہ جمناسٹک اور قلا بازیاں لگائیں گے۔جس سے تاریخ اختتام پذیر ہو جائے گی۔ جب یروشلم کا حکمران سخت اور جابر ہوگا تو علماء اور ماہرین کو قلابازیاں لگانے پر مجبور کیا جائے گا۔ وہ جابر حکمران اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ مسیح کہلائے گا اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔حقیقت میں وہی دجال ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور جھوٹا نبی ہوگا۔

موجودہ دور میں جو ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے۔اس میں دو کردار (Actors) جو گذشتہ اور پیش آنے والے واقعات کے ذمہ دار ہیں۔ وہ یورپی عیسائی اور یہودی ہیں۔جنہوں نے آپس کی نفرت اور شدید اختلافات کو دفن کر کے سمجھوتہ کرلیا ہے اور آپس میں مل بیٹھ کر یورپی یہودی عیسائی اتحاد بنالیا ہے۔ جو وقت آنے پر مستقبل میں ماڈرن مغربی سیکولر تہذیب کو جنم دے گا۔ظاہر ہے کہ وہ بے دین، گھٹیا اور زوال پذیر تہذیب ہوگی۔جس میں ایک مرد کو دوسرے کے ساتھ قانونی طور پر شادی کرنے

کی اجازت ہوگی۔ اسرائیل اپنے سائنسی اور تکنیکی انقلاب سے دنیا کو چکرا دے گا۔ جس کی وجہ سے تمام دنیا میں بڑی تبدیلی رونما ہوگی۔

کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ جو سمجھوتہ یورپی عیسائیوں اور یہودیوں کے مابین طے پایا ہے اور جس کی وجہ سے یورپی اور عیسائی دوستی اور اتحاد وجود میں آیا ہے۔ ہم جان سکیں کہ وہ سمجھوتہ کیا ہے؟

تاریخ بتاتی ہے کہ عیسائی ہمیشہ یہودیوں پر الزام دھرتے رہے ہیں۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے ذمہ دار ہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرح پوجتے تھے۔ اور اُن سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں حقیقت میں قرآن حکیم میں یہودیوں کی شیخی اور ذمہ داری کا بیان موجود ہے۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ

ترجمہ: (اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کر دیا ہے) (سورۃ النساء 4,157)

ہمیں یقین ہے کہ کوئی ایسی چیز ضرور موجود ہوگی جس کی وجہ سے دونوں قوموں کی دشمنی حیران کن سمجھوتے ہیں تبدیل ہوگئی۔ اور دونوں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگے اور اتحادی بن گئے۔ اور پوری دنیا کے سامنے ایک نئی پہچان اتحادی اور اتحادی طاقت بن کر ظاہر ہوئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ میں نازیوں کے ہاتھوں یہودیوں کے قتل کا پُر اسرار واقعہ رونما ہوا (جس کو یہودیوں کا قتل عام کا نام دیا جاتا ہے) یہ ہولناک واقعہ دوسری عالمی جنگ میں پیش آیا۔ اور یورپی عیسائیوں کو نفسیاتی طور پر مجرم بنا دیا گیا۔ ان سب واقعات کے باوجود دونوں قوموں کے درمیان تاریخی سمجھوتے کا طے پایا جانا بڑی حیرانی کی بات ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو مغربی تہذیب میں طاقت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ وہ اس قدر بے حس کیوں ہیں کہ وہ قتل عام کے الزام کی طرف سے مسلسل خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ اس قدر بڑا سانحہ تھا جس میں ساٹھ لاکھ یہودیوں کو تہ تیغ کر دیا گیا تھا۔ اور ان کی نسل کشی کر دی گئی تھی۔ اس حادثے کو جائز یا ناجائز قرار دینے کے معاملے میں وہ سب خاموش ہیں کوئی کسی کے خلاف زبان نہیں کھولتا۔

ایسے لگتا ہے کہ وہ فریب کاری کی سریش (Glue) سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں ایسا سریشن یا گلو کبھی بھی اور کسی وقت بھی پگھل سکتا ہے۔ اوران کے رشتے کو کمزور کر سکتا ہے۔ یورپ میں اس پُر اسرار اتحاد نے ماڈرن مغربی تہذیب اور سیکولر (بے دینی) کو جنم دیا جس نے منفرد اور مسلسل سائنسی اور تکنیکی انقلاب سے دنیا کو چونکا دیا ہے۔ سائنسی اور تکنیکی ترقی نے ان کو بے پناہ طاقت عطا کی ہے اور یہ طاقت غیر یورپی مما لک پر حملہ کرنے اُن پر قبضہ جمانے، ظلم وستم روا رکھنے اور مغلوب کرنے اور غیر یورپی مما لک میں نو آبادیاں قائم کرنے کے لئے استعمال کی جا رہی ہے۔

یہ دنیا کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ دو قوموں کے اتحاد نے دنیا پر حکمرانی قائم کی غیر یورپی لوگوں کا بہیمانہ قتل کرنے اور ان کو مغلوب کرنے کے طریق کار پر سختی سے عمل کیا گیا خاص طور پر عرب کے باشندوں اور مسلمانوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ اور بعد میں اس قتل انسانیت کی پردہ پوشی کے لئے اسے دو تہذیبوں کے تصادم کا نام دے دیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا ظلم وستم آج بھی صومالیہ میں جاری ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقوں لبنان، افغانستان، عراق، ایران اور دیگر مقامات پر جہاں مسلمان اپنا دفاع کر رہے ہیں اتحادیوں کے ظلم وستم کا شکار بن رہے ہیں۔

چنانچہ اس جاری صلیبی جنگ میں ایک طرف بے حد معصوم لوگ نشانہ بن رہے ہیں۔ جن کا تعلق اسلامی تہذیب سے ہے۔ اور دوسری طرف یہودی عیسائی تہذیب ہے جو پُر اسرار طور پر دل میں بسائے بیٹھے ہیں کہ وہ اسرائیل کی خاطر دنیا سے ناانصافی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

یورپ کا یہ پر اسرار یہودی عیسائی اتحاد کے لوگ غیر یورپی مما لک میں مکاری اور چالاکی سے نئی بستیاں آباد کر رہے ہیں۔ وہ نہایت چالاکی اور مکاری سے ان مما لک میں ایسے ادارے تعمیر کر رہے ہیں۔ جن کے توسط سے وہ وہاں جنگ جاری رکھ سکیں۔ ان اداروں کو وہ کسی نائب یا مختار کے ذریعے سے نہایت عمدہ انداز اور سلیقے سے کنٹرول کر رہے ہیں۔ یہ ادارے بظاہر دفاعی اور فلاحی کام کر رہے ہیں مگر باطنی طور پر وہاں جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور وہاں کی دولت کو معدنیات کی صورت میں سمیٹ رہے ہیں۔

ان اداروں میں ایک ماڈرن بے دین ریاست تھی جس کی بنیاد شرک پر رکھی گئی تھی۔ حالانکہ قدیم زمانے میں یورو عیسائی اور یہودی تہذیب اللہ تعالیٰ اُس کی حاکمیت اور برتری پر ایمان

رکھتی تھی بعد میں وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد بھی تبدیل ہوتے گئے۔ چنانچہ ایک دن یوروعیسائی باشندوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ اُن کا ایمان خدائی حقدار بادشاہوں پر ہے۔ جو زمین پر خدا وند تعالیٰ کے نمائندے ہیں۔ لیکن پر اسرار انقلابی تبدیلی جو یوروعیسائیت پر پوری طرح چھا گی اس کے نتیجہ میں یورپی تہذیب نے زیادہ دیر تک ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی اعلیٰ حاکمیت کو یاد نہ رکھا۔ اوراس کے اقتدار اعلیٰ ہونے کے قانون کو ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ اب ماڈرن سیکولر ریاست کے قانون اور اختیار کو سب سے اعلیٰ اور برتر مانا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے۔

اس ریاست کو اختیار حاصل ہے۔ (قانونی طور پر جس کی اجازت ہے) کہ جس چیز کو ابراہیم کے خدا نے حلال قرار دیا تھا۔ ریاست نے اُسے حرام بنا دیا۔ (غیر قانونی اور ممنوع) ایسا کرنا بھی شرک ہے دوسری طرف یہودی تہذیب کی بنیادیں مقدس اسرائیلی ریاست پر رکھی گئی تھیں۔ جس کو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلمان علیہ السلام نے تعمیر فرمایا تھا۔ اُس دور کی مقدس اسرائیل ریاست خدا وند کریم کی اعلیٰ حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرتی تھی۔ ریاست کے ان نظریات اور تصورات کو یورپی یہودیوں نے روک دیا۔ اس پر پابندی لگا دی اور اسرائیل کو ایک ماڈرن سیکولر (بے دین) ریاست میں تبدیل کر دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مبینہ خلاف ورزی ہے اور یہ شرک ہے۔

قرآن حکیم کی بہت سی آیات ایسی ہیں جو اس امر کی وضاحت کرتی ہیں۔ مثلاً سورۃ الکھف 26-18، بنواسرائیل 111-17، الفرقان 2-25 میں درج ہے کہ اعلیٰ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور وہ واحد لاشریک ہے۔ اُس کا کوئی ثانی نہیں۔

یہودی عیسائی اتحاد کو جب یقین ہوگیا کہ اب انسانیت ماڈرن سیکولر ریاست کے جال میں پھنس چکی ہے۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر تمام سیکولر ممالک کو اقوام متحدہ تنظیم کے چکر میں گرفتار کر لیا۔ (جس نے لیگ آف نیشن ادارے پر فوقیت حاصل کر لی) ان لوگوں نے یو۔ این۔ او (UNO) کو اس انداز سے چلایا کہ اُس کا مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اُس کے بعد انہوں نے باری باری دنیا کے باقی ممالک کو تبدیل کرنے کا اختیار حاصل کر لیا۔

اب ہم یاجوج و ماجوج اور دجال کے ساتھ ساتھ قیامت کی نشانیوں کو بیان کرتے ہیں۔ اُن تمام اداروں میں کاغذی نوٹوں کی کرنسی (جو بے زر ہے) کا معاشی نظام رائج ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے نہایت مکارانہ انداز میں تدبیر کی ہے کہ دنیا میں نئی بستیوں میں یہ معاشی نظام رائج کر دیا جائے۔

حالانکہ یہ جعلی اور دھوکے کا معاشی نظام ہے۔ جب لوگوں نے ان کے قوانین کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تو اُنہوں نے جعلی اور دہوکے کے معاشی نظام کو بُری طرح ناکام بنا دیا۔ چنانچہ اس نظام کو ان لوگوں کو امیر بنانے اور فائدہ پہچانے کے لئے بھی استعمال کیا گیا۔ جو اُن کے سامنے جھک گئے تھے۔ اور جنہوں نے اُن کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مسلمان دجال کی جلائی ہوئی آگ میں گر گئے۔ جبکہ دوسرے لوگ دریا کے ٹھنڈے پانی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق صومالیہ اور بنگلہ دیش اور انڈونیشیا سے ہے۔ اُنہوں نے دجال کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لہٰذا وہ مفلس ہوگئے۔ ان کو محرومی کی قید میں بند کر دیا گیا۔ جبکہ غدار مسلمان معززین جن کا تعلق مغرب کے ہم نوا (Client) ممالک سے تھا۔ جنہوں نے اسلام سے دشمنی اور غداری کی تھی اور اپنے فائدے کے لئے ان سے تعاون کیا تھا۔ وہ لوگ امیر سے امیر ترین بن گئے برطانیہ کی کرنسی سٹرلنگ اور پونڈ بین الاقوامی کرنسی بن گئے۔ کیونکہ جب ماڈرن دنیا میں برطانیہ پہلی حکمران سلطنت بنا تھا۔ تو انہوں نے ساری دولت پر کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ یوں برطانیہ طویل عرصے تک دنیا کی دولت سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ علاوہ ازیں اُس نے اس حکمرانی کے دور میں دنیا کے سرمائے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

پھر ایک دن برطانیہ کی جگہ امریکہ نے لے لی اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کا حکمران بن گیا اور معاشی نظام میں امریکی ڈالر نے برطانیہ کے سٹرلنگ اور پونڈ کی جگہ لے لی۔ اور ڈالر بین الاقوامی کرنسی کی صورت اختیار کر گیا۔ امریکہ نے دنیا کی دولت پر کنٹرول حاصل کرنے سے بہت فائدہ اُٹھایا اور یوں امریکہ پوری دنیا میں معاشیات کا مرکز بن گیا۔ اُس نے بھی برطانیہ کی طرح دنیا پر معاشی حکومت قائم کر لی۔

حضرت محمد ﷺ کی اس حدیث کا منطقی مطالعہ جس کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہے ظاہر کرتا ہے کہ تیسری اور آخری جو حکومت ظاہر ہوگی وہ امریکہ کی جگہ لے لے گی۔ لیکن اس کی جگہ لینے سے سارا معاشی نظام بھی بدل جائے گا۔ امریکی معاشی نظام کی بنیاد امریکی ڈالر پر استوار کی گئی تھی بالکل اسی طرح ہوگا۔ جس طرح امریکہ نے سٹرلنگ پونڈ کی جگہ امریکی ڈالر کو رائج کر دیا تھا۔

نیا معاشی نظام یعنی بے زر برقی کرنسی بھی دنیا کے بینکنگ نظام سے ہی پیدا ہوگی اور کرنسی کو مرکز سے کنٹرول کیا جائے گا۔ وہ ممالک جو بینکنگ نظام کو کنٹرول کرتے ہیں۔ وہی منفرد اور بے مثال

کنٹرول بے زر برقی کرنسی پر قائم رکھیں گے جو خفیہ طریقے سے اسرائیل کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں امریکہ کی جگہ اسرائیل سنبھال لے گا۔ اور دنیا میں تیسری اور آخری حکمران حکومت بن جائے گی۔

موجودہ دور میں پہلے ہی اسرائیل کا چاندی کا سکہ شیکل (Shekel) ڈرامائی طور پر قوت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اور اس کے برعکس امریکی ڈالر غیر مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ 2008ء سے یورپ کی طاقتور کرنسی یورو بھی مصائب اور مسلسل کا شکار ہے۔

اب دھیرے دھیرے اسرائیلی خود بھی طاقتور بنتا جا رہا ہے اور اُس کے سکہ شیکل کی طاقت کا احساس بھی زور پکڑتا جا رہا ہے۔ یہ ان کے لئے اچھا شگون ہے کیونکہ وہ دنیا کا مرکز بنتا جا رہا ہے۔ ہم نے دولت میں بے ایمانی کو بیان کیا اور معاشی نظام کے بتدریج ترقی کرنے کے واقعات کو بھی بیان کیا ہے۔ جو بہت جلد اسرائیل کو دنیا پر حکمرانی کے ساتھ ساتھ عروج پر پہنچا دے گا مگر اس موضوع کو دجال، یاجوج وماجوج اور قیامت کی نشانیوں کے حوالے کے بغیر بیان کرنا ممکن نہیں۔

اُن اداروں میں (جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے) ماڈرن سیکولر یونیورسٹی میں سیکولر نظام تعلیم شان وشوکت سے مروج ہے۔ تعلیم وتعلّم کو سیکولرازم کے ڈھانچے میں ڈھالنے کے عمل میں کائنات اور حقیقت کی بھی سیکولر انداز میں وضاحت کی گئی ہے اور اس وضاحت سے قیامت کی نشانیاں کے موضوع کو شعوری طور پر دُھندلایا گیا ہے۔

لہٰذا ماڈرن سیکولر انسانیت کو قیامت اور قیامت کی نشانیوں پر قطعاً یقین نہیں ہے۔ اُن کے نزدیک یہ سب کچھ بے معنی اور لایعنی ہے۔

لوگوں کے دماغوں کو کوری تختی کی طرح صاف کر کے اُن میں سیکولرازم بسانے کے فعل کا جواب قرآن حکیم نے دیا ہے۔ یہ جواب سورۃ الکھف میں موجود ہے۔ یہ وہی سورۃ ہے جس میں یاجوج وماجوج کا تعارف کرایا گیا ہے۔

سورۃ الکھف میں ارشاد ربانی ہے اور یہ سورۃ اُن تصورات اور توہمات کے اجزاء بیان کرتی ہے جن کے ذریعے سیکولر انسان قیامت اور حیات بعدازممات کا جواب دیں گے۔

ایک امیر آدمی اپنی دولت کی وجہ سے اس قدر بدمعاش اور بدطینت بن گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ اور منفرد شخصیت سمجھنے لگا تھا۔ وہ غریبوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اپنے

آپ کو اُن سے بلند اور ارفع سمجھتا تھا۔ اور غریب آدمی اپنی غربت کی وجہ سے کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ امیر آدمی قیامت کے بارے میں کہتا تھا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی۔ اگر آ بھی جائے (یہ آنی بھی چاہیے) اور مجھے خدا کے سامنے لایا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس دولت سے زیادہ دولت اور حیثیت وہاں پالوں گا۔''

(دیکھئے سورۃ الکھف 36-18، فصلات 50-41، سورۃ صبا3-34)

قیامت اور اسکی نشانیاں کا موضوع جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی، دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر شامل ہے۔

اس دنیا کے کچھ لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں کا وہ لوگ تمسخر اُڑاتے ہیں جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور اُس آنے والے بڑے واقعہ کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ دراصل قرآن حکیم نے پہچان لیا تھا کہ بہت سے لوگ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے۔ (وہ مذاق کرتے ہیں) اور اُس عنقریب رونما ہونے والے واقعہ سے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب رونما ہوگی؟ اُن کے برعکس جو لوگ یوم محشر پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس کے وقوع پذیر ہونے سے خوف زدہ ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سچ ہے اور حقیقت ہے۔ وہ لوگ جو قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ وہ یقیناً سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ (قرآن سورۃ الشوریٰ 18-42)

یقیناً قیامت کا دن ضرور آئیگا اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں پھر بھی اکثر لوگ اسے نہیں مانتے۔ (قرآن سورۃ الفاطر 59-40)

مذہب میں ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے یورپی سیکولرازم اور مادہ پرستی ایک جگہ اکٹھے ہوگئے ہیں اُن کا مشن قیامت کے دن پر ایمان نہ لانا۔ غیر یورپی ممالک میں نئی کالونیاں بنانا اور پھر دھیرے دھیرے اُن کے اذہان میں تبدیلی پیدا کرنا۔ بالاخران کو یورپ میں ضم کر کے ایک بے دین گلوبل معاشرے کو وجود میں لانا تھا۔

اگرچہ دنیا کے ممالک کو یکجا کرنے کا عمل بے حد سست رو تھا۔ مگر یقیناً وہ بتدریج اپنے مقاصد کے حصول کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان کا وہی مقصد تھا کہ تمام انسانیت کو بے دین گلوبل معاشرے میں تبدیل کر دیا جائے۔

چنانچہ یورپ کے باشندوں نے مذہبی طرز زندگی کو تبدیل کر کے اُس کی جگہ سیکولر بے دین اور زوال آمادہ سوسائٹی کو اختیار کر لیا تھا اور مکمل طور پر مغربی طرز زندگی کو اپنا لیا تھا۔ لیکن وہ یورپ کے پُراسرار یہودی عیسائی اتحاد کی بدشگون کامیابی تھی۔ جس کی وجہ سے بے دین مغربی تہذیب معرضِ وجود میں آئی تھی لیکن اُس تہذیب کا یہ بہت بڑا وہم وخیال تھا جو تمام انسانوں کی محکومیت کے دائرے سے باہر تک پھیلا ہوا تھا جس کا مقصد ان لوگوں کو بے دین اور زوال آمادہ سوسائٹی میں جذب کرنا تھا۔

پراسرار یورپی عیسائی یہودی اتحاد اس لئے بھی بدشگون تھا کہ ان کا مقصد یہودیوں کے بیت المقدس کو آزاد کرانا تھا۔ اور یہودیوں کو اپنے وطن بیت المقدس میں واپس لانا تھا تاکہ وہ بیت المقدس کی ملکیت کا دعویٰ کرسکیں۔

چنانچہ بیت المقدس میں اسرائیلی ریاست کی بحالی دنیا میں برائیاں پھیلانے میں اسرائیل کی اس وقت تک مدد کرنا تھا۔ جب تک اسرائیل دنیا میں حکمران ریاست نہ بن جائے۔

اس عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کی وضاحت کرنا اسلام کے دعوے کی سچائی کی تائید کرتا ہے کہ یورپ میں یہودی عیسائی سیکولر سمجھوتے کا بھید کیا ہے؟ اس کے بعد سیکولر بے دین اور ماڈرن مغربی تہذیب کو تخلیق کرنا تھا۔

دجال اور یاجوج وماجوج ہی یہودی عیسائی یہودی سمجھوتے کو بیان کرسکتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ یورپی تہذیب کا بیت المقدس کے بارے محض وہم وگمان تھا۔ جبکہ اسلام کا سچائی کا دعویٰ آنے والے واقعات کے بارے میں پشین گوئی سے صحیح ثابت ہوا۔ ان پیش آنے والے واقعات کا یروشلم کی قسمت اور یہودی ریاست اسرائیل سے تعلق ہے۔ قرآن حکیم نے واضح انداز میں تمام چیزوں کی وضاحت اور صلاحیت کا اعلان کیا ہے۔

اسلامی فرقوں کو جواب:

آج کل بہت سے فرقے ایسے ہیں جو اپنی صداقت کا ڈھول پیٹ رہے ہیں اور اپنے آپ کو سچا، ہدایت یافتہ پیروکار ثابت کر رہے ہیں۔ وہ اپنے مخالف فرقوں کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ خاص طور پر تصوف کے راستے پر چلنے والے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو گمراہ کیا گیا ہوتا ہے اور وہ لایعنی باتوں پر بحث کرتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی غیر اہم باتوں کو کریدتے اور کھرچتے ہیں۔

اس کتاب میں ہم نے فرقہ واریت کی آپس میں مخالفت کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی ہے، جو اپنے فرقہ کی سچائی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور دوسرے فرقوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کے متعلق عالمانہ انداز میں بیان کریں، جس میں دجال اور یاجوج و ماجوج کا بھی ذکر موجود ہو۔

ہمارے بہت سے قارئین ایسے بھی ہوں گے جو اسلام میں فرقہ واریت کے متعلق کچھ علم نہ رکھتے ہوں گے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ یہاں ان فرقوں کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں، کیونکہ کچھ لوگ اسلامی فرقوں کی شناخت کے متعلق جاننے کے لئے بے چین ہیں جب سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اسلامی فرقوں کے متعلق پیشین گوئی کی ہے، اور مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ وہ فرقہ پرستی سے دور رہیں۔

چنانچہ مسلمانوں کو ان فرقوں کی پہچان کے لئے ایک معیار کی ضرورت ہے۔ لہٰذا قیامت کی نشانیاں ایک ایسا موضوع ہے جس کو معیار بنا کر مختلف فرقوں کے خیالات، عقائد اور نظریات کی جانچ پرکھ کی جا سکتی ہے۔

یہ کوئی اچانک حادثہ نہیں تھا جب جبرائیل علیہ السلام ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مسجد نبوی مدینہ میں دن کے اُجالے میں وحی لے کر نازل ہوئے۔ اُس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک عام انسان کی شکل میں تھے جبکہ حضور اکرم ﷺ صحابہ اکرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی توجہ اسلام کی زندگی میں اُن بڑی دھمکیوں اور مصائب کی طرف دلائی۔ اُن میں دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر قیامت کی نشانیوں میں سے تھا مختلف اسلامی فرقوں کا اس موضوع کے متعلق کیا جواب ہے اس کا تفصیل سے ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1- شیعہ فرقہ:

حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی وفاتِ حسرت آیات کی چند دہائیوں کے بعد شیعہ فرقہ وجود میں آیا۔ اس فرقے کے عقائد میں سے نہایت عمدہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے وارث امام مہدی ہیں اور قیامت کے آنے سے پہلے اس دنیا میں ظاہر ہوں گے اور مسلمانوں کو اُن لوگوں پر فتح دلائیں گے جو اسلام پر جنگ مسلط کر رہے ہیں۔

حضرمحمدﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے اور شیعہ وسُنی العقیدہ دونوں لوگ اس پیشین گوئی پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔

شیعہ فرقے کے لوگ ایقان کے ساتھ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی کا ظہور اُن کے فرقے کے دعوے کو سچ ثابت کرے گا۔

با ایں ہمہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰﷺ نے واضح طور پر امام مہدی کے ظہور کا وقت تعین فرمایا ہے کہ اس وقت اُن کے ہم عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں۔صحیح بخاری میں لکھا ہے۔

''تمہارے لیے وہ کتنا اچھا اور عجیب وغریب زمانہ ہوگا جب ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے تمہارے اور تمہارے امام مہدی کے درمیان اور وہ امام مہدی تم میں سے ہوں گے۔''

حضور اکرمﷺ کی پیشین گوئی کا تعلق اُس زمانے سے ہے جب امام مہدی حکمران ہوں گے جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔لیکن اس وحی سے یہ بھی مفہوم واضح ہوتا ہے کہ حضرت امام مہدی کے ظہور سے قبل غیر مسلموں کی حکومت ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس وقت مسلمان اپنی آزادی اور حکومت کھو چکے ہوں گے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ سُنی خلفاء کے بعد تمام دنیا پر بحیثیت مختار یورپی یہودی حکومت کرتے تھے۔انہوں نے مسلمانوں کی حکومت کو مجبور کیا کہ وہ اسی حالت میں اپنے ممالک اُن کے حوالے کردیں۔اس طرح بعض مسلم ممالک مغرب کی رعایا یا زیرنگیں حکومتیں بن گئیں۔

آج سُنی فرقہ کے مسلمان کے لئے ممکن نہیں وہ ان شیطانوں کے پنجے سے فرار حاصل کرسکے اور ایک خودمختار آزاد حکومت قائم کرسکے۔جو یہودی اور عیسائی کے سیاسی اور اقتصادی اثر سے آزاد ہو اور اُن کے تسلط سے بے نیاز ہو۔

دوسری طرف ایران کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے کامیاب اسلامی انقلاب کے ذریعے دنیا کے غیر مسلم حکمرانوں کے تسلط سے نجات حاصل کرلی ہے۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنے عرصہ تک ایرانی شیعہ کامیابی سے مغرب کے منکر رہیں گے اور ان کی حاکمیت سے انکار کریں گے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امام خمینی نے صحیح طور پر امریکہ کی فریب کاریوں کا جواب دیا اور

امریکہ کی شیطانیت سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ انہوں نے اپنی خودمختاری اور آزادی کو قابل اعتماد دعویٰ کے ساتھ قائم رکھا۔

ایران کے شیعہ حضرات کو امام خمینی پر فخر ہے کہ اُنہوں نے ایک مضبوط امام کی حیثیت سے اپنے ملک پر حکومت کی اور کسی غیر مسلم کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

شیعہ حضرات کے اس دعوے کا مفہوم اوپر بیان کی گئی حدیث کے متن سے سچ ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور اور حضرت مسیح موعود کی واپسی روز روشن کے طرح عیاں ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ظہور اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دنیا میں واپسی قریب نہ ہو۔

لیکن حضرت عیسیٰ اُس وقت واپس نہیں آسکتے جب تک جھوٹا مسیح یعنی دجال اپنے سچے مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کرے اور اپنے مشن میں کامیابی حاصل نہ کرلے۔ مگر دجال اُس وقت تک اپنا مشن مکمل نہیں کرسکتا جب تک اسرائیل کے یہودیوں اور دیگر یہودیوں کے لئے بیت المقدس کو آزاد نہیں کرالیا جاتا۔ اور یہودیوں کو واپس لاکر اُس ملک کے یروشلم میں بسا نہیں جاتا۔ جہاں سے اُن کو نکالا گیا تھا۔ اور جس کی ملکیت کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔

قرآن پاک نے سورۃ الانبیا(5-94-21) میں وضاحت کی ہے کہ وہ یہودی اُس شہر میں واپس آئیں گے جہاں سے جلاوطن کئے گئے تھے۔ (ہم نے اُس شہر کی شناخت کرلی ہے وہ شہر یروشلم ہے) لیکن ایسا اس وقت ممکن ہوسکے گا جب مندرجہ ذیل دو واقعات رونما ہوچکے ہوں گے۔

1- جب یاجوج و ماجوج رہا کردیئے جائیں گے۔ اور

2- جب وہ تمام اطراف میں پھیل جائیں گے۔

اب اسرائیل اپنے شہر میں واپس آگئے ہیں اور اس سرزمین پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کررہے ہیں۔

شیعہ فرقہ کے پیروکار صحیح اسلام پیش کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک دجال اور یاجوج و ماجوج کے موضوع کی تہہ میں گھس کر آپس میں مفاہمت نہ پیدا کی جائے۔ دنیا اس ضمن میں شیعہ علماء حضرات کے تحقیقی کام کا انتظار کررہی ہے۔ وہ اس موضوع کے متعلق کیا کیا گوہر فشانی فرماتے ہیں اور اس کا ماڈرن دنیا پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟

احمدیہ فرقہ:

جدید دور کے اسلام میں جہاں مختلف فرقوں کا جھرمٹ یا کہکشاں موجود ہے۔ وہاں پُراسرارطور پراحمدیہ فرقہ تحریک نہ صرف اسرائیل ریاست میں بلکہ جدید مغربی سیکولرتہذیب میں بہت مقبول ہے چنانچہ خطرناک حدتک گمراہ کئے گئے اس فرقے کے کچھ نمایاں پہلو سامنے آئے ہیں۔ کہ اس تحریک بانی مرزا غلام احمد تھے۔ جنہوں نے جدید مغربی تہذیب کی اقوام میں یاجوج و ماجوج کا پتہ چلایا حقیقت یہ ہے کہ یہ جھوٹا نبی (مرزا غلام احمد) حیرانی کی حدتک کئی ایک مسائل میں بالکل درست تھا۔ اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ اُس نے جدید یورپی اقوام کے بہت سے پول کھولے۔ اوران کی خامیوں کو ظاہر کیا۔ اسکی تحریک اب بھی جاری ہے۔ جو اُن کی مخلصانہ حمایت حاصل کرنے کی خواہاں ہے مرزا غلام احمد نے قیامت کی نشانیوں کے موضوع کو اس طرح پیش کیا کہ اُسکی شکل ہی بگاڑ دی انہوں نے دجال اور یاجوج و ماجوج کو شناخت کرنے میں صریحاً غلطی کی ہے۔

(وضاحت کے لئے دیکھئے مسیح کا دشمن اور یاجوج و ماجوج کا مصنف محمد علی www.aaiil.com)

مرزا غلام احمد نے ایسے ہی جھوٹے دعوے کے ساتھ دنیا کو چونکا دیا کہ جس حدیث میں ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے وہ اسکی پیدائش کے ساتھ ہی پوری ہوگی۔

اُس نے حضرت محمد ﷺ کو اُس پشین گوئی کو تسلیم کرتے ہوئے (جس کا تعلق مسیح موعود کی واپسی سے ہے) دلیل پیش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں فوت ہوئے تھے۔ اور وہاں ہی دفن کئے گئے تھے۔ وہ خود واپس تشریف نہیں لائیں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی پشین گوئی میرے متعلق تھی (یعنی مرزا غلام احمد کے بارے میں تھی) مرزا غلام احمد نے نہایت بھونڈے طریقے سے ان حقائق کو جھٹلایا حالانکہ وہ ایک پنجابی عورت کے بیٹے تھے جبکہ حدیث میں درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں وہ واپس اس دنیا میں قیامت سے پہلے آئیں گے۔

صحیح مسلم میں درج ہے کہ

> ''میں اُس وقت موجود ہوں گا جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
> ابن مریم کو دنیا میں بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید
> مینار پر اُتریں گے انہوں نے دو کپڑے پہنے ہوں گے جن ہلکا پیلا رنگ
> ہوگا اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے

> ہوں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے موتیوں کی مانند اُن کے سر سے ٹپکیں گے جب وہ سر اُٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح منکے بکھریں گے۔ جو کافران کے جسم کی خوشبو سونگھے گا وہ مر جائے گا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک نظر جاتی ہے۔''

دوسری حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے بارے میں آپ ﷺ کی پشین گوئی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا نام بھی درج ہے۔

حضرت حذیفہ بن ازید غفاری بیان کرتے ہیں کہ

اللہ کے رسول ﷺ ہمارے پاس اچانک تشریف لائے (ہم اُس وقت بحث میں مصروف تھے) آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ آپ کس چیز پر بحث کر رہے ہیں؟

صحابہ اکرام نے عرض کیا کہ ہم قیامت کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

> کہ قیامت اُس وقت نہیں آئے گی۔ جب تک دس نشانیاں پوری نہ ہوں گی۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ دھواں، دجال، جانور، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنس جانا (ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں) اور آخر میں یمن سے آگ بھڑکے گی اور لوگ وہاں سے مختلف مقامات سے جمع ہوں گے۔''

احمدیہ فرقے نے سچا اسلام پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ (اور یہ دعویٰ احمدیہ تحریک کے دونوں گروپوں پر صادق آتا ہے) میری کتاب یروشلم ان قرآن 2002ء میں شائع ہوئی تو میں نے اس تحریک کے علماء اکرام کو اس کتاب کا جواب دینے کی ترغیب دی تھی۔

وہابی فرقہ:

مختلف عجیب اور گمراہ فرقوں میں سے ایک پر اسرار فرقہ عرب کے علاقہ نجد میں ظاہر ہوا۔ جس نے اعلان کیا کہ اُس کے تمام مخالف مسلمان، مشرکین ہیں۔ (وہ لوگ جو ایک خدا کے خلاف

بے حرمتی کے مرتکب ہیں) انہوں نے مزید دعویٰ کیا کہ ان تمام مخالفین کو قتل کرنا ثواب کا کام ہے۔ نجدی وہاں فرقہ کے اراکین سعودی فرقہ میں شامل ہوگئے۔

اُن کا مقصد پہلے نجد کا کنٹرول سنبھالنا اور پھر حجازی عرب جو اسلام کا دل ہے۔ اُس پر قبضہ جمانا تھا انہوں نے حجاز پر کنٹرول سنبھال لیا۔ اُسے شرک سے پاک کرنے کے لئے انہوں نے ہزاروں بیگناہ معصوم مسلمانوں کو قتل کر دیا۔

اس پر اسرار فرقے کی سعودی اتحاد میں شامل ہونے کی غرض و غایت اُس وقت ظاہر ہوئی جب سعودی بڑا گروپ اور وہابی فرقہ کی سازش سے سعودی اینگلو امریکن ماتحت ریاست قائم ہوگی۔ انہوں نے اپنی احمقانہ حرکت کو سعودی عرب کا نام دیا۔ اس محکوم ریاست کو وجود میں لانے کے لیے انہوں نے خلافت اور دار السلام کو نیست و نابود کر دیا۔ اور جس خلافت کو ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے قائم کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ بعد میں خلیفہ کی ریاست کو بادشاہت کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا۔ جبکہ خلیفہ کی ماڈل ریاست 1400 سال تک قائم رہی۔ سعودی وہابی لوگ دجال کے دھوکے میں آ چکے تھے۔ اُن کی اسلام کے ساتھ غداری نے یاجوج و ماجوج کے لئے راستہ ہموار کر دیا تاکہ وہ اپنا پر اسرار کردار ادا کر سکیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی سورۃ الانبیا میں 6-95 میں بیان ہوا ہے۔

سعودی وہابی اتحاد نے یورپ کے پر اسرار یہودی عیسائی اتحاد میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور اسلام پر یقین رکھنے والوں پر اُن یہودیوں اور عیسائیوں کے اتحاد کو ترجیح دی۔

مرکز اسلام کے ساتھ اس آخری اور غیر رسمی تکمیل شدہ معاہدے سے یہودی عیسائی اتحاد کو ایسی اہمیت حاصل ہوئی کہ امریکہ کے صدر کو خود امریکن جنگی جہاز کے ذریعے سفر کر کے سعودی بادشاہ سے ملنے کے لئے جانا پڑا۔

امریکہ کے ایک جہاز نے خفیہ طور پر شاہ عبدالعزیز ابن سعود کو عرب کے ہوائی اڈہ جدہ سے لیا اور مصر کی بڑی جھیل سویز کنال لے گیا۔ جہاں امریکہ کے صدر روز ویلٹ، امریکہ کی فوج کے کمانڈر انچیف کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ دونوں لیڈروں کی ملاقات 14 فروری 1945ء کو ہوئی جس میں سعودی امریکن اتحاد پر دستخط کئے گئے۔ لیکن صرف تین سال بعد ہی سعودی وہابیوں کو اس اتحاد کا بری طرح مزہ چکھنا پڑا۔ جب اسرائیل ریاست وجود میں آئی اور سب سے پہلے امریکہ نے اُس ریاست کو تسلیم کیا۔

دراصل 1948ء کے اس انقلابی حادثہ کے بعد نہ صرف سعودی امریکن اتحاد قائم رہا بلکہ اُس میں مزید استحکام پیدا ہوا۔ جس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ وہابی فرقہ اسلام کو دھوکہ دینے کی سازش میں شریک ہے۔

جب سے یورپ کے یہودی عیسائی اتحاد کے ساتھ سعودی وہابی اتحاد کا محکوم ریاست کے طور پر تعلق قائم ہوا ہے۔ اس وقت سے کسی ایک مسلم ملک یا مسلم ممالک کیلئے ناممکن ہوگیا ہے کہ وہ یورپی یہودی عیسائی اتحاد کے حجاز حرمین اور حج پر سے قبضہ ختم کرا سکے۔

اس فرقے کے اس دعویٰ نے کہ وہ اسلام کے سچے دین کو پیش کر رہے ہیں۔ یہودی عیسائی اتحاد کو تمام اسلامی دنیا پر حکومت کرنے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

(دیکھئے حجاز کی خلافت اور سعودی وہابی قومی ریاست (www.imranhosein.org)

حضرت محمد ﷺ نے واضح انداز میں پشین گوئی فرمائی تھی۔ نجد کے متعلق بات کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیائے اسلام کے ساتھ دھوکہ اور فریب ہوگا۔ جس سے اسلامی علاقوں میں مصائب اور دکھوں کا زلزلہ آئے گا۔ وہ شیطان کا دور ہوگا۔ چنانچہ سعودی اور وہابی فرقہ کی قیادت اب نجد سے ظاہر ہوگی۔

اسلام کے ابتدائی دور میں نجد کے جغرافیائی محل وقوع پر کافی بحث ہوئی۔ کچھ لوگوں نے دلائل پیش کئے کہ نجد عرب میں نہیں ہے بلکہ عراق کا حصہ ہے۔ اس وقت جبکہ اس بات کو کافی وقت گزر چکا ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی پشین گوئی سچ ثابت ہو چکی تھی۔

موجودہ دور میں عراق کے باہمت مسلمان زبردست اور شاندار ہتھیاروں کے ساتھ امریکہ اور اسرائیل کے قبضے سے اپنی سرزمین آزاد کرانے کیلئے جدو جہد کر رہے ہیں۔ جبکہ نجد کے مذہبی لوگ اور سعودی عرب کی قیادت غلامانہ انداز میں ان ناجائز قابضین کے ساتھ اتحاد برقرار رکھے ہوئے ہے۔

اب جدید دور میں وہابی فرقے کا ایک حیرت انگیز اور انوکھا پہلو یہ ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کی اُن آیات کے حرف بہ حرف لفظی معانی بیان کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ جن کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہے۔ جس سے یہ مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہاں علماء (سوائے چند ایک کے) اُس طریقہ سے معذور ہیں جس طریقہ کے ذریعے اصل معانی کی وضاحت سامنے آتی ہے۔ خاص طور سے عام طریقے سے مذہبی تمثیل کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ اور جدید دور یاجوج و ماجوج اور دجال کی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔

دوسری طرف شیعہ مذہبی علماء قرآن و حدیث کو مذہبی تمثیل میں بیان کرنے پر خاصے رضامند نظر آتے ہیں اس اعتبار سے ہم ان کو دوسروں کے بہ نسبت معنی اخذ کرنے والے اور خیالات کو جلد قبول کرنے والا پاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب میں ہم نے معنی بیان کیے ہیں وہ ان سے قدرے متفق دکھائی دیتے ہیں۔

3- تبلیغی جماعت (جماعۃ التبلیغ)

یہ ایک عجیب وغریب ہندوستانی فرقہ ہے جو اپنے آپ کو مذہبی تبلیغی جماعت کہلاتے ہیں۔ ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ چند بزرگ نوجوان حضرت محمد ﷺ کے سنت پر عمل کرتے ہوئے دور دراز مسلمانوں کے ممالک میں قدیم انداز تبلیغ دین کے لئے جاتے ہیں۔

ان میں سے اراکین کی اکثریت مخلص مسلمان ہیں۔ جو پاکیزگی اور تقویٰ کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن یہ بات ابھی تک معمہ ہے کہ اس غیر سیاسی تنظیم کے اراکین کسی بحث ومباحثہ سے اپنے کان بند کیوں کر لیتے ہیں؟ وہ بحث و مباحثہ میں الجھنا پسند نہیں کرتے۔ اس امر سے امریکہ کہ اس جھوٹے الزام کو تقویت ملتی ہے کہ 11 ستمبر 2001 کو عرب کے مسلمانوں نے امریکہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس پر عمل بھی کیا۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے واضح طور پر اشارہ کیا تھا کہ مسلمانوں کو ظلم و جبر کے خلاف کئی طریقوں سے جواب دینا چاہئے۔ دجال کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ

> ''حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر وہ (دجال) آیا اور میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں تمہاری خاطر اس سے بحث کروں گا (میں دلائل سے اس کو جواب دوں گا) اگر اس وقت آیا جب میں تمہارے درمیان نہ ہوا تو پھر تم میں سے ہر ایک اس سے بحث کرے (اور اس کے خلاف دلائل سے جواب دے) صحیح مسلم

اس فرقہ کے لوگوں نے اپنی فرقہ پرستی سے لوگوں کو دھوکا دیا خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی مساجد پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے اپنے ضدّی اور سرکش طریقے سے تمام دوسرے لوگوں کو جو ان فرقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے ان مساجد سے باہر نکال دیا (ان باہر نکلنے والوں میں اس کتاب کا

مصنف بھی شامل ہے) اس فرقہ کے لوگوں نے سرکش اور باغیانہ انداز میں اُن قبضہ میں لی گئی مساجد میں تعلیم وتدریس پر بھی تسلط جمالیا۔

جدید مغربی سیکولر تہذیب نے جو سیاسی واقتصادی اور دیگر ظلم وجبر کے الزامات مسلمانوں کے سر تھوپے ہیں۔ ان الزمات کا جواب دینے کی بجائے انہوں نے ایسی پالیسی اختیار کی جس طرح شتر مرغ اپنا سر ریت میں چھپالیتا ہے اسی طرح انہوں نے اس طرف سے آنکھیں بند کر لیں ہیں۔

میں ان کے غلط طریقے کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا جو اس فرقہ کے علماء نے حقیقت دجال اور جدید دور کے یاجوج وماجوج کے بارے میں اختیار کر رکھا ہے۔ جس میں قطعاً گہرائی نہیں ہے بلکہ انہوں نے ان معاملے کو ایسی پالیسی اور اصول کے مطابق نظر انداز کر دیا ہے جیسے طاعون ہو اور اس سے بہر صورت پرہیز اختیار کرنا چاہیے۔

میرا مطلب ہے کہ اسلام کے دشمن اس عجیب وغریب فرقہ سے خوف محسوس کر رہے ہیں کہ یہ لوگ کسی وقت مسلمانوں کو اُکسا سکتے ہیں۔ جو لشکر کشی کی سنت کے پیروکار اور دشمن کو جرأت اور بہادری سے جواب دینے کی سکت رکھتے ہیں اور ڈٹ کر اس جنگ کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو جدید دور میں یہودیوں اور عیسائیوں نے مل کر مسلمانوں کے خلاف غیر منصفانہ، نسلی اور ظالمانہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔

چنانچہ اس دور میں دنیا کے لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ اس فرقہ (تبلیغی جماعت) کے لوگ قیامت کی نشانیوں کے متعلق عالمانہ اور دانشورانہ جواز پیش کریں۔

روشن خیال مسلمان:

یہ ایسے مسلمانوں کا فرقہ ہے جو سیکولر ذہن رکھتے ہیں۔ جو جدید مغربی سیکولر تہذیب کی سائنسی اور تکنیکی ترقی سے بے حد متاثر ہیں اور اس کی سیاسی اور فوجی قوت اور اقتصادی خوشحالی کو مانتے ہیں۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کی طاقت، کامیابی اور خوشحالی سیکولر مغربی تہذیب کی مرہون منت ہے اُن میں سے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جدید مغربی سیکولر تہذیب کے سُوتے اسلام سے ہی پھوٹے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کی بہترین باتوں کو منتخب کر کے اپنے اصول بنائے ہیں یہ فرقہ ترقی کی خلافت کے بعد رونما ہوا۔

اسلامی روشن خیال لوگ اسلام کو دنیا میں اس قدر روشن خیال یا ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمام مسلمان مغربی طور طریقے اور اُن کے سیاسی اور مذہبی شرک کے ساتھ آسانی سے اپنا لیں جس میں اقتصادیات اور سود بھی شامل ہے۔

اسلامی روشن خیال لوگ اسرائیل ریاست کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں بلکہ اسرائیل حکومت کے ساتھ اتحاد اور دوستی بھی پیدا کر چکے ہیں۔ ہمارے سامنے روشن خیال ترکی ملک نے ایسا کیا اور سب لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان میں مشرف پرویز کی روشن خیال حکومت نے بھی ترکی کی تقلید کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ دوسرے روشن خیال لوگ یا مما لک بیت المقدس کے شہر میں ظلم واستبداد کے موقع پر خاموش رہنے میں مصلحت سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ اسرائیل کے وجود کے اخلاقی اور قانونی حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ جب سے اسرائیل کی خون آشام، غیر اخلاقی اور اذیت پسند ریاست قائم ہوئی ہے اُس وقت سے فلسطین کے علاقوں میں ظلم وستم اور قتل وغارت کی انتہا ہو چکی ہے۔

یہ روشن خیال چند لوگ اسلام پر پوری طاقت سے تنقید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسلام کا احمدیت کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں ہے وہ مسلمان ہیں۔

ایسے روشن خیال اپنے آپ کو مغرب سے اس قدر ملاتے ہیں کہ وہ امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا اور کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں اور اُن کو اپنا ملک سمجھتے ہیں بلکہ امریکہ، برطانیہ کے وہ فوجی جو عراق اور افغانستان میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور اُن پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔ اُن فوجیوں کو وہ اپنی فوج کہتے ہیں۔ اُن کے ساتھ ہمدردیاں رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے مثال ایسے اسپنج (Sponge) کی مانند ہے کہ وہ جو کچھ مغرب کی قتل گاہ میں دیکھتا ہے سب کچھ اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔

ایسے لوگ اُس وقت آسانی سے پہچانے جا سکتے ہیں جب وہ جہاد کے متعلق زہر اگلتے ہیں اور جہادیوں کو آسیب زدہ اور جنونی کہتے ہیں اور ان کو لعنت وملامت کا نشانہ بناتے ہیں انہوں نے مسلمانوں کے لئے اسلامسٹ اور اسلام ازم کی اصطلاحیں گھڑ رکھی ہیں۔ بلکہ ملاؤں کے خلاف گالی گلوچ سے بھی نہیں چوکتے۔ ان کو اسلامی انتہا پسند یا ظلمت پسند پس ماندہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

بے نظیر بھٹو (شہید) جو آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ تھیں وہ اسلامی روشن خیالی کی پیداوار تھیں۔

ایسے روشن خیال لوگ مسلمانوں کو دہشت گردوں کے خلاف لیکچر دینے میں بہت تیز ہیں۔ وہ اپنے لیکچر یا تقریریں مسلمانوں کے متعلق بیان سے باہر جھوٹی تصویر پیش کرتے ہیں جیسا کہ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ پر حملہ ہوا۔ اس کے بارے میں یہودی عیسائی اتحاد کی طرف سے انتہائی خبیث قسم کا ایجنڈا پیش کرتے ہیں۔ اوران کی وکالت میں پیش پیش ہیں۔

جب کبھی اُن کو اسرائیل ریاست پر اپنے خیالات یا تنقید کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ کبھی بھی اسرائیل کو دہشت گرد ریاست نہیں کہتے اور نہ ہی اسرائیل کو جابر یا ظالم ریاست مانتے ہیں۔ جبکہ امریکہ اور برطانیہ اُن کی دہشت گردی اور بیت المقدس میں غزہ پر ناجائز قبضہ کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اسرائیل کو ہر طرح کی کھلم کھلا امداد دے رہے ہیں تاکہ وہ فلسطین میں آباد مسلمانوں کو دبائے رکھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کا یہ ماڈرن پلیٹ فارم اور مغربی یورپی اتحاد ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔

امریکی حکومت نے ان لوگوں کی طرف کان اور آنکھیں بند کر رکھی ہیں جو 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ پر ہونے والے حملے کو امریکہ کی ہی دہشت گردی اور صریحاً جھوٹ سمجھتے ہیں۔ امریکہ اُن کی بات اور موقف کو سننے کیلئے تیار نہیں ہے۔

اسلامی روشن خیال ایسے گمراہ لوگ ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کے گٹھ جوڑ اور اسرائیل کی ہٹ دھرمی کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان دونوں تہذیبوں نے ایک دوسرے کو کس قدر فائدہ پہنچایا ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف کیسی کیسی سازشیں کی ہیں۔ اسلام میں مغربی روشن خیالی کی بنیاد اصل میں اسلام دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ جبکہ اسلام کی اساس حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے جس میں اخلاقیات کی تعلیم، کائنات کی روحانی تعبیر اور روحانی دنیا میں فوقیت شامل ہے۔

دوسری طرف بے دین اور زوال پذیر معاشرہ ہے جو اسلام کا دشمن ہے اور مادی حقیقت کو بنیادی اور روحانی حقیقت پر ترجیح دیتا ہے۔ اور سیکولر اقدار کو متواتر رواج دے رہا ہے۔ جس سے معاشرتی خرابیاں اور برائیاں ہر طرف پھیل رہی ہیں مثلاً مردوں کی ہم جنس پرستی اور خواتین کی ہم جنس پرستی ان کے نزدیک کوئی اخلاقی برائی نہیں ہے۔

اس نظام فلسفہ کا سچائی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوسکتا اور نہ ہی بے دین اور زوال پذیر نظام کا سچائی سے کوئی رشتہ ہوسکتا ہے۔ دوسری طرف اسلام کی اخلاقیات، استعاراتی جدیدیت کا مقصد اس نظام فلسفہ کو رد کرنا اور اخلاقی اقدار کو فروغ دینا ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے بڑی محنت اور کاوش سے دجال کو پہچان لیا ہے۔ وہ ایک منصوبہ بند (Master Mind) ہے۔ وہی جدید مغربی سیکولر تہذیب کا خالق ہے۔ یوں ہمارے نزدیک دجال کا مطلب ہے کافر (ایمان نہ رکھنے والا) اُسکی آنکھوں اور پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ ''یہی کفر ہے'' اسی طرح اُسکی تہذیب کے چہرے پر کفر کا لیبل چسپاں ہے۔

اسلامی روشن خیالی بڑے جوش وخروش کے ساتھ اپنے آپ کو اس گڑھے میں گرا رہی ہے جو امریکہ اور برطانیہ نے اُن کے لئے کھود رکھا ہے۔ پہلے وہ خفیہ تھا اب اُس نے اسلامی دنیا کے سامنے اپنا مکروہ چہرہ ظاہر کر دیا ہے۔ جس کا ثبوت حال ہی میں ملائیشیاء میں رونما ہونے والا واقعہ ہے۔ ملائیشیا کے وزیر اعظم عبداللہ احمد بداوی نے اپنے اسلامی ہزاری تحریک میں اسلامی روشن خیالی کی حمایت کی ہے۔

اس جدید دور میں ان تمام گمراہ فرقوں میں مشترک بات یہ ہے کہ وہ سب کے سب قیامت کی نشانیوں کے موضوع پر درس دیتے یا لکھتے ہوئے جھجکتے اور ڈرتے ہیں۔ وہ باقی تمام اسلامی دنیا کے ساتھ قابل افسوس اور انوکھا رویہ رکھتے ہیں۔ ان کو اس بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ذوالقرنین نے جو دیوار تعمیر کی تھی وہ کہاں واقع ہے؟ کیا وہ دیوار واقعی موجود ہے۔ اور یاجوج و ماجوج ابھی تک دنیا میں رہا نہیں ہوئے ہیں یا ہوگئے ہیں۔

ان فرقوں میں یہ بات بھی مشترک ہے یہ طبقہ ان مسلمانوں پر مشتمل ہے جو تصوف یا احسان کے معاملات میں کھرے ہیں۔

اس حقیقت کے باوجود کہ یہ وہی راستہ جو جدو جہد اور محنت کی بنا پر اللہ کے نور (اللہ کی روشنی) تک جاتا ہے۔ جس کو دونوں آنکھوں (ظاہری اور باطنی) سے دیکھا جاسکتا ہے وہ روشن خیالی کے پھیلائے ہوئے جال اور دشمن کی چال کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

جبکہ جھوٹا مسیح دجال اور اس کے بے شمار چیلے صرف ایک آنکھ سے (ظاہری) دیکھتے ہیں۔ اس عصر جدید میں قیامت کی نشانیوں کے موضوع پر ان روشن خیال لوگوں کی طرف سے کسی عالمانہ، محققانہ کام کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی تاہم دنیا اُس موضوع پر اُن کے عالمانہ کام اور تحقیق کی منتظر ہے۔

بلند مرتبہ صوفیوں کا فرقہ:

آخر میں جدید دور کے بلند مرتبہ صوفیوں کا ذکر کرتے ہیں جو قلم کی جادوگری سے اسلامی روحانی بشارتوں کو بیان کرتے ہیں۔ وہ لوگ تاہنوز حیرانی کی حد تک اندھے ہیں کیونکہ وہ حقیقت کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ بلکہ وہ اس سے زیادہ ہیں جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اُن میں سے بعض لوگ اس موضوع (قیامت کی نشانیاں) کے متعلق حیرت انگیز حد تک خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ حج کو سعودی امریکن بادشاہت کے زیر اثر تسلیم نہیں کرتے کیونکہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ اور حج کے جملہ انتظامات ان کے کنٹرول میں ہیں۔ جس کی وجہ سے حج کا تقدس ختم ہو چکا ہے اور نہ ہی وہ بے زر کی کاغذی کرنسی کو مانتے ہیں جس کے عوض کچھ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ بے زر برقی کرنسی کو وقعت دے رہے ہیں۔ جو پہلی کاغذی کرنسی کی جگہ استعمال ہوگی۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ کرنسی جعلی، دھوکہ اور حرام ہے۔

اسلامی بنکاری والے اِس جعلی کرنسی کو شریعت کے خلاف سمجھتے ہیں اور لین دین کے معاملے میں اس قسم کی کرنسی کو استعمال کرنا گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سود کی ہی بدلی ہوئی شکل ہے۔

ایسے صوفی لوگ الیکشن میں ووٹ ڈالنے کو بھی شرک تصور کرتے ہیں اسی طرح ان کی شکایات اور اعتراضات کی فہرست خاصی طویل ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ عصر حاضر میں قلم کے ذریعے یا تگ ودو سے مغربی دنیا کے سیاسی اور اقتصادی ظلم و جبر سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کچھ نہیں کر رہے تاکہ اسلامی دنیا کو اُن کے چنگل سے نجات حاصل ہو۔ ابھی تک اُن میں سے اپنے آپ کو شفیق اور بلند مرتبہ صوفی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے فرقے کے مخالفین کی دشمنی میں بڑے شوق سے حصہ لیتے ہیں۔

علاوہ ازیں آج کے جدید دور میں قرآن اور حدیث کے علم میں اپنی اہلیت ثابت کرنے کو درست سمجھتے ہیں۔ اسلامی علماء نہ صرف سچائی کو اسلام کا طرۂ امتیاز قرار دیتے ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو اسلامی فرقوں سے برتر تصور کرتے ہیں۔

جدید دور میں قیامت کی نشانیاں کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے وہ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ جس سے ان مسلمانوں کو فائدہ ہوگا جو مختلف فرقوں میں اعلیٰ درجے کا فرقہ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں

وہ ایک طرف اسلام میں سند کا درجہ رکھتے ہیں تو دوسرے طرف اپنے سچے ایمان اور عقیدے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

آخر میں ہم قارئین کو بہت سی قیامت کی نشانیاں یاد دلاتے ہیں۔جن کا تعلق براہ راست بدترین ظلم سے ہے۔ جو بیت المقدس میں مسلسل پھیلتی جارہی ہیں۔ سچے مسلمان پہچانے جاسکتے ہیں وہ اپنے مخالف جعلی فرقے سے ممتاز ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو نہ ماننے والے جو دنیا پر حکومت کررہے ہیں ان کے ظلم وستم کا ڈٹ کر مقابلہ اور روک تھام کررہے ہیں۔

وہ مسلمانوں کی ہدایت یافتہ جماعت ہے (جامعہ) جو قرآن اور حدیث کی روشنی میں قیامت کی نشانیاں تلاش کرنے اور بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ قرآن اور حدیث میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں جو آئیندہ زمانے میں اور بیت المقدس میں پیش آنے والے ہیں۔ جو صحیح جواب دینے میں راہنمائی کرتے ہیں۔ وہ ایسے واقعات ہیں کہ جن کے نتیجے میں جرأت مندانہ کوشش سے بیت المقدس میں جھوٹ اور ناانصافی پر انصاف اور سچائی کو فتح حاصل ہوگی ظلم و بربریت صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

باب (2)

طریق کارِ مطالعہ

طریق کارِ مطالعہ

بہترین قرآنی اسناد میں تصدیق کو بے حد اہمیت حاصل ہے نہ صرف تعلیم و تدریس میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے بلکہ ان اصولوں کو واضح کرنے کیلئے بھی ضروری ہے۔ جن کی وجہ سے قرآن پاک کی تمام آیات میں خاص اندرونی تعلق قائم ہے جو سمجھ میں آتا ہے۔ تاہم قرآن پاک کا موجود نظام معانی تسلیم شدہ ہے اسی طرح اس نظام کی تکنیک کو واضح کیا جاسکتا ہے۔

(فضل الرحمٰن انصاری)

حضرت محمد ﷺ نے بیان فرمایا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (صحیح مسلم) قیامت کی اس نشانی سے بہت سے سوالات جنم لیتے ہیں۔ مثلاً

1- جو سورج مغرب سے طلوع ہوگا کیا وہ یہی سورج ہوگا جو روزانہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔
2- کیا واقعی اس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا یا یہ محض علامت ہے اسکی وضاحت ضروری ہے۔
3- قیامت کے دن سورج کا طلوع ہونا اصلی ہوگا یا پھر آنکھوں کا دھوکہ ہوگا۔
4- کیا قیامت کے دن سورج کا طلوع ہونا ایک سے زیادہ مفاہیم رکھتا ہے۔

ان میں سے کونسا مفہوم سچ ہوگا اور کونسا غلط۔ مثال کے طور پر اسے جھوٹا مغربی سورج یا علاقی سورج کہا جاسکتا ہے (جس طرح اس کتاب کے مصنف نے تجویز کیا ہے) کہ اصلی مغربی سورج اس وقت طلوع ہوگا جب مادی دنیا کو کسی زمین (گہرالارض) میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ (قرآن۔ سورۃ ابراہیم 48-14)

ہم کئی نئے نظریئے یا پیش گوئی کی وضاحت میں انکار کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں جس طرح قرآن پاک میں بیان کئے گئے سورج کے علاوہ کسی دوسرے سورج کی شناخت ہے یوں کوئی مغالطہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہم نظر کے دھوکے کے متعلق تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس سے پشین گوئی کا صحیح ہونا ممکن ہے۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ (سورۃ البقرہ 258-2) اس کا ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ٹرینیڈاد کے دور و دراز کریبین کے جزیروں سے بھی یہی سورج دکھائی دیتا ہے (جہاں بیٹھ کر یہ کتاب لکھی جا رہی ہے) جس سورج کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اُسے ہم روزانہ آسمان پر دیکھتے ہیں۔

قرآن پاک نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ (سورۃ روم 30) اللہ کی تخلیقات تبدیل نہیں ہوتیں مثلاً سورج ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور کبھی بھی مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس دور کے بادشاہ سے جھگڑا کیا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کرے اور اُسے یوں چیلنج کیا۔

1- میرا خدا ہی مشرق سے سورج نکالتا ہے۔ تم اسے مغرب سے نکال کر دکھا دو یہاں اس ضمن میں قرآنی آیت پیش کی جاتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴿۲۵۸﴾

ترجمہ: ''تجھ کو اُس شخص کا قصہ معلوم نہیں (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا۔ اپنے پروردگار کے بارے میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی جب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے۔ تو (ایک ہی دن کے لئے) مغرب سے نکال دے۔ اس پر متحیّر گیا اس کافر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے جا راہ چلنے والوں ہدایت نہیں فرماتے'' (سورۃ البقرہ 258)

قرآن حکیم کی واضح ہدایت کے باوجود
کہ اللہ تعالیٰ مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کبھی تبدیل نہیں ہوتیں۔

ایک حدیث ہے کہ جوقرآن پاک کے اس بیان کی وضاحت کرتی ہے کہ سورج جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔ وہی سورج حقیقت میں مغرب سے طلوع ہوگا جو قیامت کی نشانی ثابت ہوگا۔ جس طرح حضرت محمد ﷺ نے پشین گوئی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مسجد میں داخل ہوا تھا اُس وقت رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور سورج غروب ہو چکا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

> ابو ہریرہ کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں چلا جاتا ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول اللہ ﷺ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اجازت لینے کیلئے جھک جاتا ہے اور اُسے اجازت مل جاتی ہے۔ ایک دن اُسکو واپس چلے جانے کا حکم ہوگا جہاں سے آیا تھا۔ اُس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔
>
> اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے تلاوت فرمائی کہ سورج اپنے مقرر کئے ہوئے راستے پر چلتا ہے اور معینہ مدت تک چلتا رہے گا۔ (صحیح بخاری)

قرآن اور حدیث میں مطابقت ہے:

جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے پشین گوئی فرمائی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ مغرب سے طلوع ہونے والا سورج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے سے قبل طلوع ہوگا۔

ہمارا پہلا با اصول طریقہ کارانہ جواب یہ ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میں اختلاف اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب حدیث کی غلط تشریح اور وضاحت کی جاتی ہے۔

مولانا ڈاکٹر انصاری جو اسلامی عالم ہیں انہوں نے تقریر یا بیان میں الفاظ کی صحیح ادائیگی اور تلفظ کے طریقہ کار سے کام لیا۔ اور بتایا ہے کہ یہی قرآن حکیم کا مقصد ہے اور اسی سے صحیح حدیث کو پرکھا جاتا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ قیامت والے دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اُس وقت زمین و آسمان میں تبدیلی واقع ہوگی (قرآن، سورۃ ابراہیم 48-14) اُس وقت دنیا ختم ہو جائے گی۔ یعنی مغرب سے طلوع ہونے والا سورج دنیا کے خاتمے پر ظاہر ہوگا۔ تاہم اُس سورج کا تاریخ کے خاتمے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی سے ضرور تعلق ہے آئیندہ باب میں ہم بتائیں گے کہ تاریخ کے خاتمے اور دنیا کے خاتمے میں کیا فرق ہے۔ تاہم اس بات کا امکان ہے کہ مغرب سے طلوع ہونے والا سورج حقیقی طور پر عمل نہیں کر سکتا اگر چہ وہ قیامت کی دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

دوسرے ایسا مغربی سورج زمین و آسمان کے تبدیل ہونے سے ہی عمل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات تبدیل نہیں ہوتیں۔ اس لئے نتیجتاً ہم مغرب سے طلوع ہونے والے سورج کو ایک تمثیل سمجھتے ہیں۔ ہم اس بات پر بضمد ہیں کہ اس کی توضیح کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جدید مغربی سیکولر تہذیب کا نمودار ہونا اور سائنسی اور تکنیکی انقلاب سے فتوحات حاصل کرنا اور پوری دنیا میں اسکی پھیلتی ہوئی سرحدیں اس امر کی علامت ہیں کہ جھوٹے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (باقی اللہ بہتر جانتا ہے)

اگر مغرب سے سورج کا طلوع ہونا محض تمثیل ہے تو پھر اس کے ساتھ قیامت کی دوسری نشانیاں بھی تمثیل ہی ہوں گی۔

یہاں ہمیں ایسے طریق کار کی ضرورت ہے کہ ہم قرآن اور حدیث کی ایسی تماثیل کی وضاحت کے ساتھ بیان کر سکیں۔ قرآن حکیم نے خود وضاحت کی ہے کہ اس کی آیات محکمات اور متشابہات پر محیط ہیں۔

هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝

ترجمہ: وہ ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں۔ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جو متشبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس

کے (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے حالانکہ اُن کا (صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا۔ جو لوگ علم دین میں پختہ کار اور فہیم ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں۔ یہ سب ہمارے پرور دگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔

مذکورہ بالا قرآنی متن میں بعض لوگوں نے بلا جواز اپنی مرضی سے اللہ کے لفظ کے بعد وقف لازم پیدا کر لیا ہے۔ (جو فل سٹاپ کے برابر ہے) یوں اپنی مرضی سے اس قسم کے وقف لازم یا اوقاف اور اعراب لگانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف اللہ اور اس کے سوا کوئی اور نہیں جو ان متشابہات کے معانی کو جانتا ہے۔ لہٰذا اللہ بہتر جانتا ہے۔

بلا شبہ یہ سچ ہے کہ ایسی آیات جو کسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً ایسی آیات جو دنیا کے خاتمے سے متعلق ہیں۔ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں جن کی علماء اکرام نے تفسیر بیان کی ہے۔ ایسی آیات کے معاملے میں اوقاف اور اعراب لگانا یا وقف لازم کرنا غلط ہوگا۔

قرآن حکیم میں متشابہات آیات بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ کا کیا منشا ہو سکتا ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اور شان مسلسل ان آیات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس کو ایمان رکھنے والے بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔ علمائے دین ان آیات کی تفسیر صحیح انداز سے کرتے ہیں اور قرآن حکیم کی ایسی آیات کی غلط تفسیر گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ جس طرح مرزا غلام احمد نے ان آیات کی تفسیر سے فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے علماء دین نے قرآن حکیم کی ایسی آیات کی جو صحیح اور مسلسل تفسیر بیان کی ہے۔ اُس سے اللہ تعالیٰ کی شان اور عظمت ظاہر ہوتی ہے جو ایمان والوں کے ایمان اور یقین میں اضافہ کرتی ہے لہٰذا گمراہ فرقے سے تعلق رکھنے والے علماء کی تفسیر سے اجتناب برتنا چاہیے۔

نظام معانی کو جاننے کی ضرورت ہے:

متشابہات آیات کی صحیح اور درست معانی بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے خادمین یعنی علماء اکرام نے چند اصول وضع کئے ہیں۔ جن سے قرآن حکیم کی ہر موضوع سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی مکمل طور پر شناخت ہوتی ہے۔

بالکل اسی وجہ سے علماء اکرام نے متشابہات کے بارے میں واضح بیان کیا ہے

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

(قرآن حکیم یا تمام ہدایات خاص اس موضوع پر اللہ کی طرف سے ہیں)

جب وہ علماء اکرام تمام محکمات اور متشابہات کا بخوبی ادراک کرلیں گے اور اُس کے ہر حصے کو اچھی طرح سمجھ لیں گے تو اُن کے مفاہیم اور نتائج سے آگاہ ہو جائیں گے۔

درحقیقت قرآن حکیم نے اُس خطرے کے بارے خبردار فرمایا ہے جس میں اصل کی بجائے ناقص طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ ناقص طریقہ کار میں قرآن پاک کی کسی آیت کے کسی حصے پر زور دیا جاتا ہے۔ باقی حصوں پر سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔ اسی طرح اس طریقہ کار سے حدیث کے کسی ایک حصے کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ باقی حصوں سے چشم پوشی اختیار کی جاتی ہے۔

اور قرآن حکیم اور حدیث کے بیان کئے گئے حصوں سے اپنی مرضی کے معانی اور نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

قرآن پاک کے جس حصے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فرشتوں سے خطاب فرمایا ہے خلیفہ سے مراد ہے (ایسا شخص گورنر یا حکمران جو اصل حکمران یا بادشاہ کی جگہ کام کرتا ہے) (سورۃ البقرہ 30-2)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

''اُسے زمین پر خلیفہ بنایا جائے گا''

اُس کے بعد پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں ان سب نے ایسا کیا سوائے ابلیس کے۔''

اس آیت کا محمد اسد نے یوں ترجمہ کیا ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ؕ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ: ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے، سب سجدے میں گر پڑے سوائے ابلیس کے۔ ابلیس نے کہا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور وہ اس طرح کافروں میں ہوگیا جو سچائی کے منکر ہیں۔ (سورۃ البقرہ 34)

دراصل اللہ تعالیٰ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں اُن میں بڑی حکمت ہے اور اس جملے کی ساخت میں ایک باریک نکتہ ہے جس میں فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ فاسجدو ن الا ابلیس۔ وہ تمام سجدے میں گر گئے سوائے ابلیس کے

ناقص طریقہ کار یا ناقص اصول جو قرآن حکیم کی آیات کا صرف یک طرفہ مطالعہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں وہ نظام معانی کے بغیر اُدھورے، نامکمل اور اعلیحدہ نظر آتے ہیں۔

اسی طرح مختلف انداز کے دیگر معاملات میں یا کسی حدیث کے سلسلے میں اپنی مرضی کا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم صادر فرمایا۔ اُس وقت ابلیس ایک فرشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ماننے یا انکار کرنے پر اُسے فرشتے کے مقام سے گرا دیا گیا۔ لیکن آیت کے حوالے سے کوئی ایسی بات سامنے نہیں آتی۔ جس سے کوئی اشارہ ملتا ہو کہ حکم صادر ہونے کے وقت وہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا۔

لیکن جب ہم دوسری طرف سے اس موضوع کا نظام معانی کے طریقہ کار یا اُصولوں سے اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے اس موضوع کی جامعیت کا احاطہ ہوتا ہے تو غلط معانی کا فوراً پول کھل جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی فرشتے کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ وہ انتخاب کی طاقت سے محروم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے تو وہ بلا چون و چرا اُس کا حکم ضرور بجا لاتا ہے۔ فرشتے اس کے حکم سے مستثنیٰ نہیں (دیکھئے قرآن حکیم۔ سورۃ النحل 50-16) (سورۃ الانبیاء 27-21)

اگر ابلیس اُس وقت فرشتہ ہوتا تو اس سلسلے میں اُس کے پاس انتخاب، مرضی اور اختیار کچھ نہ تھا اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا پڑا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اُس نے حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو اپنی مرضی یا پسند پر عمل کرنے کی آزادی حاصل تھی۔ اُسے اختیار حاصل تھا۔ ایسی صورت میں وہ فرشتہ نہیں ہوسکتا تھا۔

اس بات پر یقین ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا دوبارہ بھی ذکر ہوا ہے۔ کہ اللہ نے فرشتوں کا حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کریں اُن سب نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے پھر بیان ہوا کہ وہ فرشتہ نہیں جن تھا۔ (قرآن حکیم۔ سورۃ الکھف 50-18)

ابلیس فرشتہ نہیں ہوسکتا تھا۔ جو فرشتے کے مقام سے نیچے گر گیا اور پھر جن بن گیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تبدیل نہیں ہوسکتی (لا تبدیل لف خلق اللّٰہ) (سورۃ الروم 30-30)

ہمارا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم صادر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ آیت کے جملے میں خاص باریکی ہے۔ (سورۃ البقرہ 34-2) جس کو نظام معانی کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطالعے کے لئے خاص طریقہ کار پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اُصول یہ ہے کہ کبھی قرآن پاک کی کسی ایک آیت یا حدیث مبارکہ کا جدا یا مفرد مطالعہ نہ کریں بلکہ پوری آیت یا مکمل حدیث کا مطالعہ کریں جس کے کسی ایک حصے کو آپ بیان کرنا چاہتے ہیں یا اس کا کسی سلسلے میں حوالہ دینے کے خواہاں ہیں۔ ورنہ غلطی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اگر آپ نظام معانی کے طریقہ کار کے ذریعے اس آیت اور حدیث کے معانی اخذ کریں گے تو وہی صحیح اور درست معانی ہوں گے۔

جس طرح ایک آیت لا تقربو الصلوٰۃ اکیلے معانی کچھ ہیں۔ لیکن جب اُسے اَنتم اَسکرا کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر اس آیت کے مکمل اور صحیح معانی واضح ہوتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر انصاری نے بیان کیا ہے کہ نظام معانی میں کلام پر پوری گرفت رکھی جاتی ہے جو موضوع کے معانی کو مجتمع کرتی ہے اور اُن میں ربط اور ہم آہنگی پیدا کرتی ہے۔

اب اس سلسلے میں ٹھوس پن اور استقامت کے علاوہ قرآن حکیم کے کئی ایک حصوں میں مشابہت اور مطابقت ہمیں نظریاتی شعور کے فلسفے کی طرف لے جاتی ہے۔ جو قرآن حکیم میں اصلی یا راسخ ہے۔ جہاں تک مذہبی شعور کا تعلق ہے تاہم مشابہت و مطابقت قرآن حکیم پر بہترین سند رکھنے والوں کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے۔ اس طرح نہ صرف تعلیم و تدریس میں یکسانیت پیدا ہوتی ہے بلکہ اُن اصولوں کے ذریعے تمام قرآنی آیات کا آپس میں تعلق جوڑا جاتا ہے۔ اس سسٹم کا یہی قابل تعریف اور قابل فہم حصہ ہے۔

(Ansari. FR. Quranic Faoundation and Structure of Muslim Society Vol 1P-192)

نظام معانی میں مہارت سے پورے قرآن حکیم کو سمجھنا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک اِس میں مخلصانہ جدوجہد نہ کی جائے اور سچی لگن، باطنی، روحانی، الہامی روشنی کے بغیر اس کام میں مہارت پانا مشکل اور ناممکن ہے۔ جس شخص کو اللہ کا نور حاصل نہیں ہے۔ اُسکے لئے اس نظام معانی اور طریقہ کار کو جاننا اور سمجھنا بے حد دشوار ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ادراک وفہم کی کنجیاں اپنے پاس رکھتا ہے جو وہ ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جو علم والے خادم ہوتے ہیں۔ جن میں عاجزی وانکساری بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو منتخب کر لیتا ہے۔ اور پھر اُن کو اپنا نور دکھاتا ہے۔ اس لئے ان علماء اکرام میں قرآن آیات کی صحیح تفسیر لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

جب اس قسم کی بلا لحاظ کوئی چاہے یا نہ چاہے وضاحت دی جاتی ہے۔ تو وہ پہلی مرتبہ دی جاتی ہے جو سچ کی شناخت کرتی ہے۔

موجودہ دور میں اسلام کے شاید ہی چند ایک علماء اکرام اس معیار پر پورے اترتے ہوں۔ جنہوں نے مکمل قرآن حکیم کے نظام معانی کو اپنی گرفت میں لے لیا ہو۔ اس کتاب کا مصنف یقیناً ان میں سے ایک نہیں ہے۔

ہم نے قرآن حکیم میں اس موضوع سے متعلق نظام معانی کو گرفت میں لینے کی پوری کوشش کی ہے۔ ہمارا اصولوں کا مطالعہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم نظام معانی کو تلاش کریں اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق جو معلومات ہم نے حاصل کی ہیں اُن کا آپس میں مکمل رابطہ قائم ہو جائے ہم آہنگی اور ارتباط پیدا ہو جائے۔

نظام معانی ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اُن قرآن آیات اور احادیث کی پہچان کر سکیں جن میں قدرے اختلاف یا تضاد موجود ہے اور موضوع سے متعلق ہماری معلومات کو مسترد کرتی ہیں۔

جب قرآن حکیم نے اعلان فرمایا کہ اس کے متن میں جو اغلاط، تضادات وغیرہ پائے جاتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ کسی اور ذریعے سے آئے ہیں۔ لیکن حقیقی متن کے مفہوم میں (ظاہری یا باطنی) کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

نظام معانی کے ضمن میں ہمارا طریقہ کار بتدریج پھیلتا جا رہا ہے جس کو ہم نے قرآن حکیم سے ہی اخذ کیا ہے۔ ان احادیث کے ارتباط سے جن میں قیامت کی نشانیاں کا ذکر ہے اُن احادیث اور قرآن حکیم میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ ہم ایسی احادیث اور ان کی وضاحت کو اپنے مطالعہ سے خارج کرتے ہیں جن میں تضاد ہے اور اختلاف ہے وہ نظام معانی کے معیار پر پوری نہیں اُترتیں۔

دوسرے وہ لوگ جنہوں نے مطالعہ کے مختلف اصول اپنائے ہیں۔ اُن میں سے ایک کو ہم نے بیان کر دیا ہے۔ کون ہوگا جو ان احادیث کو مطالعہ سے خارج نہ کرے گا جن میں اختلاف اور تضاد

موجود ہے۔ عین ممکن ہے کہ اپنی سوچ کے مطابق اُن سے ایسے نتائج اخذ کرے جو ہمارے نتائج سے مختلف ہوں۔

ہم نے اپنے مطالعہ کے دوران میں قیامت کے موضوع کے متعلق ایک ایسی حدیث تلاش کی ہے اس حدیث سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کے بعد رہا ہوں گے اور اُس کے بعد وہ دجال کو قتل کریں گے۔

ان حالات میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الفاظ منکشف کرے گا۔

مجھے میرے حواریوں میں سے آگے لایا گیا اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ کوئی جنگ کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔تم لوگوں کو پہاڑی پر حفاظت سے لے جاؤ۔ (پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا یا اٹھائے گا) اور وہ ہر طرف پھیل جائیں گے اور وہ فائدہ مند اچھی اچھی جگہوں پر قابض ہو جائیں گے اُن میں سے پہلا شخص جھیل تبریاس (گلیلی سمندر) کے پاس سے گزرے گا۔ اُس میں سے پانی پیئے گا اور جب اُن میں سے آخری شخص وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا۔ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

ناقص طریقہ کار جو اس علیحدہ اور جداگانہ حدیث پر توجہ دے گا اور دوسروں کو پیروی کرنے کی ترغیب دے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت یاجوج و ماجوج کو رہا کرے گا جب وہ اپنی مرضی سے ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار (بیریئر) کو مسمار کر دے گا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی اور دجال کے قتل کے بعد ایسا ہوگا۔

اس حدیث میں الفاظ Send اور Raise استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں Release کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔

نظام معانی کے جس طریقہ کار سے ہم اس موضوع کو اپنی گرفت میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ ایک طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے اور دوسری طرف بتاتا ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰےﷺ کی حیات طیبہ میں ہی یاجوج و ماجوج کی رہائی شروع ہو چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دیوار کو منہدم کر دیا (روم) جو ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی۔ چنانچہ یاجوج و ماجوج کی رہائی بتدریج اُس وقت سے شروع ہے اور اب تک جاری ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں جن کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی سے ہے اور یاجوج و ماجوج کی رہائی کی تکمیل سے ہے۔ اُس میں بتایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہوگا جب گلیلی سمندر خشک ہو جائے گا اور پھر دنیا دیکھے گی کہ اُس وقت یاجوج و ماجوج کے درمیان بہت بڑی جنگ (Star war) ہوگی۔ اور اُس کا عروج بیت المقدس کے اردگرد ہی ہوگا۔

اس سے زیادہ ہم کیا وضاحت کریں۔

- ☆ بیت المقدس کے شہر یروشلم میں یہودیوں کا واپس آنا۔ اور اس شہر کی ملکیت کا دعویٰ کرنا اور بیت المقدس میں اسرائیل ریاست کا بحال ہونا۔
- ☆ گلیلی سمندر کا پانی اب اس قدر نیچے جا چکا ہے کہ اس کے خشک ہونے میں اب زیادہ دیر نہیں ہے۔
- ☆ اُس جگہ ذوالقرنین کی تعمیر کردہ آہنی دیوار کا کوئی وجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شہادت ہے اگر وہ موجود ہے تو روئے زمین میں کسی اور جگہ ہوگی۔
- ☆ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان گنت ایسی احادیث موجود ہیں جن میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے غیر معمولی واقعات درج ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ذوالقرنین کی تعمیر کی ہوئی دیوار میں سوراخ ہو چکا ہے جس کو یاجوج و ماجوج کی رکاوٹ کیلئے بنایا گیا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ دیوار گر چکی ہے اور یاجوج و ماجوج کی رہائی شروع ہو چکی ہے۔

- ☆ بالآخر کائناتی فساد (جو انتشار اور تباہی کا باعث ہوگا) اسلام کے ساتھ جنگ کی وجہ سے پھیلتا جا رہا ہے مسلمانوں کی غلامی اور قتل عام کے ساتھ یہ فتنہ وفساد پوری اسلامی دنیا میں زہر کی طرح سرایت کر گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس فتنہ وفساد نے غیر مسلموں کے ان علاقوں پر قبضہ جما لیا ہے۔ جو ان کی حکمرانی کے خلاف مزاحمت کر رہے ہیں۔

بیرونی اعداد و شمار کے تجزیہ کے ذریعے قرآن کے ابلاغ کا طریقہ کار:

ہمارے مرتب کئے ہوئے اُصول اللہ تعالیٰ کی حکمت کو بھی ظاہر کرتے ہیں اور قرآن حکیم کی آیات اور ان کے معانی ہم تک پہنچاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان اصولوں سے قرآن حکیم کے علاوہ

فراہم کردہ معلومات واعداد وشمار کے جانچنے اور پرکھنے کے بعد قابل فہم اور دور رس معانی ہم پر منکشف ہوتے ہیں۔ایسی آیات میں سے کلاسیک مثال قرآن حکیم کی سورۃ آل عمران ہے جس میں اللہ نے اعلان فرمایا ہے کہ ''سچے خدا کی عبادت کیلئے پہلا گھر (قرآن حکیم سورۃ آل عمران 3:96) انسانوں کے لئے بکہ میں تعمیر کیا گیا۔

تمام مستند علما اس بات پر متفق ہیں کہ مکہ معظّمہ کا قدیم نام بکہ تھا۔لیکن آیت میں پہلا نام بکہ (Bakkah) استعمال کیا گیا۔جبکہ قرآن حکیم کی دوسری آیت میں لفظ مکہ استعمال ہوا ہے۔

اس سوال کا جواب بائبل کے مطالعہ کے بغیر نہیں دیا جا سکتا جب ہم بائبل کا اس غرض سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے تمام حوالے بائبل سے غائب ہیں۔

☆ حضرت ابراہیمؑ کئی مرتبہ سعودی عرب تشریف لائے۔
☆ حضرت بی بی حاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کو ویران وادی میں اکیلے چھوڑ گئے۔
☆ زم زم عرب کی ویران وادی میں ایک چشمہ ہے۔
☆ پہلی مسجد عرب کے ویرانے میں تعمیر کی گئی اور
☆ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے عرب کے خاص مقام پر عمارت تعمیر کی۔
☆ حضرت ابراہیمؑ نے عرب کے اس بیت اللہ میں حج کی رسم کا آغاز کیا۔
☆ عرب میں ہی قربانی کا واقعہ پیش آیا۔

تاہم بائبل کے اصل متن میں اب تک لفظ بکہ ان لوگوں کے دماغ سے نکل گیا جنہوں نے مقدس بائبل کو دوبارہ ترتیب دیا اور رقم کیا اس لفظ کی تحریف کر دی اور متن سے نکال دیا۔یوں وہ لوگ یعنی تحریف کرنے والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔

عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان سے یہ لفظ چھڑوایا ہو،مگر یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم میں دوبارہ پرانے نام کو استعمال کرنے کا منشا یا نیت یہ ہو کہ بائبل کی تحریف کے بعد بھی پرانا نام قرآن حکیم میں موجود رہے۔یہ صداقت کی سب سے بڑی شہادت ہے۔یوں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بائبل میں تحریف کی گئی ہے اور اس کا متن تبدیل کیا گیا ہے۔

(گیت نمبر 84 نیا بین الاقوامی متن)

اے میرے قادر مطلق خدا۔ تمہارا گھر کتنا پیارا ہے
میری روح مشتاق بلکہ سرشار ہے
اپنے آقا کے گھر کے لئے
اس زندہ خدا کے لئے میرا دل اور روح
چیخ و پکار کر رہے ہیں
یہاں تک کہ چڑیا نے گھر حاصل کر لیا ہے
اور اپنے لئے گھونسلا بنا لیا ہے
اس نے کہاں اپنی جوانی گزاری
جہاں تیری قربان گاہ موجود ہے
اب میرے خدا تو ہی میرا مالک اور بادشاہ ہے
وہ کس قدر نیک لوگ ہیں
جو تیرے گھر میں رہتے ہیں
ہر ایک تیری تعریف کرتا ہے
وہی لوگ نیک ہیں جو تجھ پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ جنہوں نے حج کی طرف اپنے دل لگائے
جب وہ بیکہ کی وادی میں سے گزرے
تو انہوں نے اس جگہ چشمہ بنا دیا
موسم خزاں کی بارش بھی ان تالابوں کو بھر دیتی ہے

اوپر استعمال کئے گئے الفاظ شہادت دیتے ہیں مثلاً بیکہ کی وادی، چشمہ، تالاب، قربان گاہ، عدالت، حج، تمہارا گھر اور تمہارے رہنے کی جگہ یہ تمام الفاظ بیت اللہ کہ طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مکہ (اللہ کا گھر) زم زم۔ مکہ میں چشمہ اس وقت جاری ہوا جب حضرت حاجرہ بی بی نے حضرت اسماعیلؑ کے لئے پانی تلاش کیا۔

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران 96 میں اوپر وضاحت کی گئی ہے اور وہ ہمارے اصولوں کی تائید کرتی ہے۔ جس سے آیت کی معانی کی مکمل تفہیم ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہوسکا جب ہم

نے قرآن سے باہر اعداد وشمار اور معلومات کا مطالعہ کیا اور اس قسم کے معاملہ فہم معانی تک رسائی حاصل کی۔

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس قسم کی معلومات قرآن حکیم کے نزول کے وقت موجود تھیں یا قرآن پاک کے نزول کے بعد طویل تاریخی عمل سے ظاہر ہوئیں۔ بالآخر قرآن حکیم نے خود بیان کیا ہے کہ حقیقت میں خدا کی نشانیاں مستقبل میں ظاہر ہوں گی جو قرآن حکیم جیسی مقدس کتاب کی سچائی ثابت کریں گی۔

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

ترجمہ: وقت آنے پر ہم تمام نشانیاں سمجھادیں گے جو آفاق میں موجود ہیں اور جو ان کے نفوس میں موجود ہیں۔ان کے لئے سب کچھ واضح ہوجائے گا کہ وہ حقیقت میں سچ ہے۔ (سورۃ فصلت 53)

(ان کے لئے یہ جاننا کافی نہیں ہے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا گواہ ہے)

ہم قیامت کی نشانیوں کے متعلق بحث کررہے تھے۔حقیقت میں یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ قرآن پاک کی کچھ ایسی آیات ہیں۔جن کا ادراک اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تاریخی تناظر میں کچھ واقعات ظہور پذیر نہیں ہوجاتے۔

ان واقعات میں سے شاید ایک واقعہ یہودیوں کا بیت المقدس میں واپس آنا اور اسے اپنا وطن ہونے کا دعویٰ کرنا ہے اس سرزمین کو اسرائیل کہتے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ان ظہور پذیر ہونے والے ایسے واقعات کے گہرے مشاہدے سے قرآن حکیم کی چند ایک خاص آیات کو جن کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہے سمجھا جاسکتا ہے۔

دوسرے صحائف میں یاجوج وماجوج کا ذکر:

آخر کار ہمارا طریقہ کا اخلاقی طور پر غلط قسم کے جوابات کو نظرانداز کرتا ہے۔خواہ پرانے صحائف میں یاجوج وماجوج کا ہی ذکر کیوں نہ ہو۔کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو قرآن حکیم اور احادیث میں بیان کئے گئے مضمون کے مطالعے تک محدود کرلیا ہے ہم نے صرف موضوع کو آسان اور سادہ

بنانے کے لئے ایسا کیا ہے تا کہ ہمارے قارئین کو اس کتاب کا مقام متعین کرنے میں کسی قسم کی غیر ضروری الجھنوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسا تب ہی ممکن ہے جب ہر شخص تسلیم کرے کہ اُس نے کتاب کے مطالعے سے اس موضوع کا مکمل ادراک اور تفہیم حاصل کر لی ہے۔ جو کچھ قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے۔ اور احادیث میں حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں قدیم صحائف میں اس موضوع کے متعلق جو مواد موجود ہے۔ جو کچھ بائیبل میں اور ہندی کتابوں میں یعنی کالکی کا پران (جس میں کوکا اور وکوکا کا ذکر ہے جو کالکی کے خلاف جنگ لڑیں گے) میں موجود ہے ان سب کا احاطہ تجزیہ اور مطالعہ کر کے نظام معانی کی کسوٹی پر پرکھ کر کھرے کھوٹے کا فیصلہ کیا جائے۔ جو قرآن پاک اور احادیث سے مطابقت رکھتا ہے اُسے تصرف میں لایا جائے باقی نظر انداز کر دیا جائے چنانچہ اس قسم کے اعداد و شمار اور معلومات سے موضوع پر جائز اور مزید روشنی پڑ سکتی ہے۔

باب (3)

اصطلاحات کی وضاحت

اصطلاحات کی وضاحت

مثال کے طور پر ناقدانہ انداز میں وہ آیت بے حد اہمیت کی حامل ہے جو کسی شخص یا کسی چیز کی شناخت کرتی ہے اور ساعۃ کے متعلق علم دیتی ہے۔

وہ کوئی شخص یا کوئی چیز ایسی کلید کی صورت میں اختیار کر لیتی ہے جس سے دونوں میں موضوعات کے تالے کھل جاتے ہیں۔

ایک قیامت کی نشانیاں، دوسرے (ساعۃ) قیامت ہے وہ کب آتی ہے۔

یہ سب کچھ ہم علم سے معلوم کرتے ہیں جو ہم اس موضوع کے متعلق نظام معانی کے بطن سے حاصل کرتے ہیں۔

یاجوج و ماجوج کا مضمون قیامت (الســـــــــــ) میں موجود ہے۔ اس اصطلاح کا تعلق دوسری کئی ایک اصطلاحات سے ہے ان اصطلاحات کا عصر جدید میں یاجوج و ماجوج کی وضاحت سے پہلے سمجھنا ضروری ہے۔

آیئے ہم ان اصطلاحات کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے مابین جو فرق ہے اسکو بیان کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں عام طور پر ''یوم الاقیامت'' لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبر سے اُٹھانے کا جشن یا اُستخیز کا دن ہے۔ یہ لفظ انصاف کے دن (یوم الدین) کیلئے بھی استعمال ہوا ہے تاہم یہ مادی دنیا ســـاعۃکے وقت پہلا صور پھونکنے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی اس کو یوم القیامت، یوم الدین بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور اصطلاح یوم الآخر ہے یعنی آخری دن ان ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اس مادی دنیا کو ختم ہونے سے پہلے یعنی یوم الاخرت تک اللہ تعالیٰ نے چند ایک علامتیں مقرر کر دی ہیں۔ جو قیامت سے پہلے دنیا کے سامنے ظہور پذیر ہوں گی ان کو علامات الســـاعۃ (یوم الاخر کی نشانیاں) کہتے ہیں۔ ان میں کچھ بڑی اور کچھ چھوٹی نشانیاں شامل ہیں۔

ان چھوٹی نشانیوں میں سے (حالانکہ اس کتاب کا مصنف ان کو چھوٹی نشانیاں نہیں سمجھتا) ایک نشانی یا علامت یہ ہے کہ عورتوں کا نیم برہنہ لباس ہوگا۔ عورتیں مردوں کا لباس پہنیں گی اور مرد، عورتوں کا لباس پہن کر خوش ہوں گے۔ لوگ گدھوں کی طرح سر عام لوگوں کے سامنے جنسی ملاپ کریں گے۔ بدترین لوگ حکمران بن جائیں گے اور قبیلے کے سب سے بُرے لوگ یعنی بدمعاش لوگ قبیلے کے سردار بن جائیں گے اور ان کی بدفطرتی کی وجہ سے لوگ خوف وڈر سے ان کا حکم مانیں گے۔

دوسری اس قسم کی بڑی نشانیاں ہیں جو عام لوگ جانتے ہیں۔ اُن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے جبکہ ان کا اجمالاً ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔

حزیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے کہ

> ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اچانک ہمارے پاس تشریف لائے (اس وقت ہم بحث میں مشغول تھے) آپ ﷺ نے پوچھا تم لوگ کس چیز پر بحث کر رہے ہو؟

اصحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم یوالاخرت کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔

اُسی وقت آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو اس سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

> دھوآں، دجال، جانور، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ابن مریم حضرت مسیح موعود کا ظاہر ہونا، یاجوج و ماجوج، تین مقامات سے زمین کا دھنس جانا ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں، آخر میں یمن سے آگ بھڑک اُٹھے گی جو سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی اور لوگوں کو جمع ہونے والی جگہ سے بھگا دے گی۔'' (صحیح مسلم)

جو کچھ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے۔ سب قارئین کو احتیاط سے نوٹ کر لینا چاہیے۔ اور زمانی ترتیب سے جب یہ دس علامتیں ظاہر ہوں گی۔

تاہم ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور یاجوج و ماجوج کی رہائی اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کے بعد ہی یاجوج و ماجوج کی دنیا میں رہائی ہوگی۔

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے مشاہداتی تجربے اور الہام سے فرمایا تھا کہ اس دیوار (ردم) میں سوراخ ہو چکا ہے جس کو ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔ یعنی یاجوج و ماجوج کی رہائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہو چکا ہے اور رہائی شروع ہو چکی ہے۔

حضرت زینب بنت جیش سے روایت ہے کہ

> اللہ کے رسول ﷺ ایک مرتبہ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور یہ الفاظ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر تھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عربوں کی تباہی اُن کے گناہوں کی وجہ سے ہوگی جو اُن میں رواج پا چکے تھے۔ آج سے اس طرح کا بڑا سوراخ (ردم) دیوار میں بن گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے سوراخ بنا کر دکھایا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اس کے بعد پھر حضرت زینب بنت جیش نے بتایا کہ

> اللہ کے رسول ﷺ میرے گھر میں خوف زدہ داخل ہوئے اور فرمایا۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ عرب کے باشندوں کو برائیوں سے محفوظ رکھے۔ جو اُن کے قریب آ چکی ہیں۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار (ردم) میں یوں سوراخ بن گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور انگوٹھے کو ملا کر سوراخ بنایا۔

حضرت زینبؓ بنت جیش فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا ہم عرب کے باشندے تب بھی تباہ ہو جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان متقی لوگ موجود ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔

> ہاں (قیامت اس وقت آئے گی) جب برائیاں اور شرارتیں بڑھ جائیں گی۔ (گناہ، برا سلوک، جنسی بے راہروی) وغیرہ دنیا پر غالب آ جائے گی اس سے مراد نہ صرف عربوں پر سیاسی، اقتصادی اور فوجی ظلم و ستم ہی نہیں بلکہ وہ ہر قسم کی عریانی اور گندے طریقے سے آسیب زدہ ہوں گے۔
> (صحیح بخاری)

یوم القامت کے متعلق حضرت محمد ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی دو مبارک انگلیاں اُٹھائیں اور اعلان فرمایا جو ذیل میں درج ہے۔

میں اور یوم الاقیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

(آپ ﷺ نے شہادت کی انگشت اور درمیانی انگشت دکھائی)

اوپر بیان کئے گئے دو واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کا آخری زمانہ ســـاعة یوم الاقیامت کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ جس کا آغاز حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہو چکا تھا۔ یہ ساعۃ کی اصطلاح قیامت کی دوسری نشانیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ نشانیاں حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے زمانے سے ہی وقتاً فوقتاً متواتر ہوتی جائیں گی۔

اس کتاب کے مصنف نے اپنی کتاب ''یروشلم ان قرآن'' میں اس موضوع پر خاصی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جھوٹے مسیح یعنی دجال کی رہائی حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے زمانے سے ہی شروع ہو چکی تھی۔

دجال کے زمین پر چالیس دن سے مراد یہ ہے کہ شروع میں ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، پھر ایک دن ایک ماہ کے برابر، پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر باقی تمام دن ہمارے دنوں کی طرح ہوں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ پہلے دن اُس کا ہیڈ کوارٹر برطانیہ، دوسرے دن امریکہ اور تیسرے دن اسرائیل ہے۔ اور جب دجال ہمارے دن میں یا ہماری دنیا (جو زمان و مکان کی دنیا ہے) میں داخل ہوا۔ جس میں مغرب اور مشرق ہیں۔ وہ مشرق سے ایک اڑتے ہوئے گدھے پر سوار ہو کر آئیگا۔ (اُس کا طیارہ مدینہ کے مشرق میں فوجی ہوائی اڈے سے اڑان بھرے گا)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار خبردار کیا ہے کہ انسانوں کو اللہ کے مقرر کردہ امتحان میں سے گزارا جائے گا۔ جس سے مراد یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھتے ہیں یا نہیں؟

ان امتحانات اور آزمائش کا قرآن میں فتنہ کے طور پر ذکر آیا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝

ترجمہ: اُس امتحانات اور آزمائشیوں سے خبردار ہو جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں ورنہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ (سورۃ انفال 25-8)

علاوہ ازیں اللہ سبحان وتعالیٰ نے اور بھی تنبیہات جاری کی ہیں۔ جن کو وعد (Waad) کہا جاتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی پیشین گوئیاں جو آنے والے فتنہ کی خبر دیتی ہیں اور وہ مختلف اوقات اور مختلف واقعات کی صورت میں رونما ہوں گے۔

قرآن حکیم میں اُس قادر مطلق نے فرمایا ہے کہ مثال کے طور پر اسرائیلی لوگوں کو اُس وقت خاص آزمائش اور سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اُن کے خلاف ان لوگوں کے سامنے لا کھڑا کرے گا جو اُن کے ساتھ جنگ کریں گے۔ یہاں تک کہ یوم الاقیامت تک آجائے گا یہودیوں کیلئے وہ سب سے سخت اور بُری سزا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے جب آپ کے رب نے یہ بات بتا دی کہ وہ اُن (یہود) پر قیامت کے قریب تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا۔ جو اُن کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا۔ بلا شبہ آپ ﷺ کا رب واقعی (جب چاہے) جلد ہی سزا دیتا ہے۔ بلاشبہ واقعی اگر کوئی باز آجائے تو وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔'' (سورۃ الاعراف 167)

یاجوج و ماجوج کے علاوہ کوئی دوسرے لوگ نہیں ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اُن کے سامنے لاکھڑا کرے گا۔ ان کا مشن اسرائیلی لوگوں پر سزا چوٹ لگاتے رہنا ہوگا۔ ان کا مشن قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔

ســـــا؏یوم الاخر دراصل وقت کی طوالت ہے۔ جس کا ایک آغاز اور ایک انجام ہوگا۔ جن کے درمیان مختلف واقعات وحادثات ظاہر ہوتے رہیں گے اور نتیجہ آخر میں تاریخ کے خاتمے پر ہوگا۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ تاریخ ایک دن ختم ہو جائے گی اور تاریخی عمل کے خاتمے کا مطلب ہے دنیا کا خاتمہ اُس وقت سچ اور جھوٹ کا ڈرامہ انتہائی عروج پر ہوگا جس کو دنیا دیکھے گی۔ تاریخی عمل میں آخر کار سچ کی فتح ہوگی اور اس کے تمام دشمنوں یعنی جھوٹ کے علمبرداروں کو شکست فاش ہوگی۔

ساعۃ کا مطلب ہے مادی کائنات کا خاتمہ اُس وقت کائنات اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔ جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ اس وقت پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اُڑتے پھریں گے اور مردے قبروں سے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

قرآن حکیم نے انسانیت کو متنبہ کیا ہے کہ یہ سب کچھ مادی کائنات کے خاتمے پر منتج ہوگا۔ اور وہ حقیقت میں بے حد دردناک اور اذیت ناک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت کے دن کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی۔ (سورۃ الحج 1-22)

اس مادی کائنات کے آخر میں جب ســـــاعۃ عروج کو پہنچ گیا ہوگا۔تو یوم القیامت اپنی بلندیوں کو یوم الحشر تک جاری رکھے گا۔ اُس وقت رذی روح کو دوبارہ زندہ کیا جاوے گا۔ اور پھر اس کا حساب کتاب ہوگا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس دن ایسا دن ہوگا جب زندگی کے طریقوں کی بنیاد سچ پر قائم ہوگی اور وہ تمام مخالفین پر چھا جائے گا۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے کہ یوم حشر کے واقعات میں ایک واقعہ وزن کی آزمائش ہوگی لوگوں کو ترازو میں تولا جائے گا۔ ان کی نیکیوں اور ایمان کا وزن کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ہر مرد یا عورت کے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ تھما دیا جائے گا اور سب کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنا اپنا اعمال نامہ پڑھیں۔ اُس کے بعد ہر ایک کو حکم دیا جائے گا کہ وہ پل صراط پر سے گزرے اس پل کو عبور کر کے ہی ہر مرد یا عورت جنت میں داخل ہوگی لیکن اُس پل کے نیچے جہنم کی آگ روشن ہوگی ایمان سے محروم لوگ اس میں جا گریں گے۔

پل بے حد تنگ اور اس قدر تاریک ہوگا کہ جو لوگ باطنی روشنی سے محروم ہوں گے وہ اپنے ہاتھوں سے چہروں کو چھپالیں گے تاریکی کی وجہ وہ اپنے ہاتھوں کو بھی دیکھ نہ پائیں گے اللہ سبحان و تعالیٰ اُن لوگوں کو دلوں کی روشنی عطا فرمائے گا جو اُس پر ایمان رکھتے ہوں گے اور نیک سلوک ہوگا۔ نیکیاں مارکیٹ میں فروخت نہیں ہوتیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہ سـاعۃؑ واقعہ ہوگی کیونکہ سـاعۃؑ آغاز میں تاریخ عروج پر پہنچ جائے گی اور سـاعۃؑ آخر میں یہ مادی کائنات ختم ہو جائے گی مردوں کو پھر سے زندہ کیا جائے گا اور پھر انسانوں کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا ہوگی۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہی ہے۔ اُس کے وقت پر اس کے سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں بڑی بھاری حادثہ ہوگا۔ اس لئے وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں کہ جیسے گویا آپ اسکی تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورۃ الاعراف 187-7)

کوئی شخص نہیں جانتا کہ مادی کائنات اور تاریخ کے خاتمے کے بعد کس قدر طویل یا مختصر وقت ہوگا جو لوگوں کو انتظار میں گزارنا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ وقت اتنا طویل ہو جتنے کہ چند سال ہوتے ہیں لیکن مذہب اسلام نے خاص معلومات کے ساتھ وضاحت مہیا کی ہے کہ مادی دنیا کے خاتمے اور قیامت کی نشانیاں کس طرح ظاہر ہوں گی۔ اسلام نے اس ضمن میں خاص معلومات فراہم کی ہیں جن کے ذریعے سـاعۃؑ وقت یا لمحات کی آسانی سے شناخت کر سکتے ہیں جو دراصل تاریخ کا خاتمہ ہوگا اور یہی کتاب کا موضوع ہے۔

مادی کائنات کا خاتمہ:

قرآن حکیم نے اعلان فرمایا ہے کہ اس مادی کائنات کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب اُسے کسی نئی چیز یا مختلف چیز میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾

ترجمہ: جس روز اس زمین کے علاوہ دوسری زمین بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب کے سب زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔ (سورۃ ابراہیم 48-14)

اُس وقت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے نئی زندگی عطا کی جائے گی۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۷﴾

ترجمہ: اور کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ عجیب خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اس کے بعد قیامت کو) ضرور تم ایک نئے جنم میں آؤ گے۔ (سورۃ السبا 7-34)

قرآن حکیم کا یہ بیان جاری ہے کہ اس روز زمین کلام کرے گی اور تمام راز اُگل دے گی۔

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ (سورۃ لزلزال 4)

ترجمہ: اُس روز زمین اپنی سب (اچھی بری) خبریں بیان کرنے لگے گی۔

وہ ''وحشی'' جو نا قابل یقین بات پر یقین کر لیتے ہیں۔ اُس جھوٹ کو ہر روز سنتے، دیکھتے اور نگلتے ہیں۔ جو ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے جو امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کی حکومتیں اُن دہشت گردوں کے بارے میں ظاہر کر رہی ہیں جو 11 ستمبر 2002ء کے امریکہ پر حملے میں ملوث تھے۔

اب اس جھوٹ کے سننے والوں یا نگلنے والوں کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ وہ لوگ خوفناک حد تک اُس دن حیران و پریشان ہوں گے۔ جب زمین بولے گی اور ان لوگوں کی شناخت ظاہر کرے گی۔ جنہوں نے امریکہ پر حملے کی منصوبہ بندی کی اور دنیا کے تجارتی مرکز پر حملہ کیا۔ اس کے علاوہ میڈرڈ اور ممبئی کے حملے میں ملوث تھے۔

اسرائیل کی موساد تنظیم، امریکہ کی سی آئی اے اور دوسرے ممالک جو اُن کی مدد کر رہے تھے اُن سب کو زمین بے نقاب کر دے گی۔ اور وہ معصوم بے گناہ مسلمان، جن کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ تختہ دار پر لٹکایا گیا اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ گوانتا نامو بے جیل میں اذیتیں دی گئیں۔ ابوغریب اور

دوسری ایسی جگہوں پر جہاں ظلم وتشدد کے ادارے ہیں۔ مسلمانوں پر ظلم وستم روا رکھا گیا۔ قیامت کے روز ان سب کا حساب دینا ہوگا۔

یہ سب کچھ ظلم وستم مسلمانوں پر اس لئے کیا گیا کہ امریکہ کو شبہ تھا کہ نیو یارک میں 11 ستمبر کو حملہ مسلمانوں نے کیا تھا۔ لہٰذا اُن کو اُس دن کے لئے فکر مند نہیں ہونا چاہیے جس دن زمین بولے گی، یہودیوں کی سچی اور مکمل کہانی بیان ہوگی۔ زمین اُس کہانی کو بھی بیان کرے گی جس میں ساٹھ لاکھ یہودیوں کا یورپ میں قتل عام ہوا تھا۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ النحل 77)

حضرت محمد ﷺ نے ایک حدیث میں اُس لمحے کے اچانک آنے کا بارے میں فرمایا ہے:

> ''قیامت اُس وقت آئے گی جب دو آدمی تجارت کرنے کے لئے آمنے سامنے کپڑا بچھائیں گے مگر وہ اُسے فروخت نہیں کر سکیں گے۔ اور ان کو کپڑا لپیٹنے کی مہلت نہ ملے گی کہ اُس سے پہلے ہی قیامت آجائے گی۔''
>
> قیامت اس وقت آئے گی جب ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دھو کر لے جائے گا مگر اُسے پینے کی مہلت نہ ملے گی۔ اُس کے دودھ پینے سے پہلے ہی قیامت آجائے گی اسی طرح بیان ہوا کہ قیامت اُس وقت آئے گی جب ایک آدمی اپنے مویشوں کے پینے کے پانی کے تالاب کی مرمت کر رہا ہوگا۔ لیکن وہ ایسا کر نہیں پائیگا کہ قیامت آجائے گی۔ یوں ہی قیامت اُس وقت آئے گی جب ایک آدمی روٹی کا لقمہ اٹھا کر منہ تک لے جائے گا لیکن کھا نہیں پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرمارہے تھے۔

کہ قیامت یوں اچانک آجائے گی کہ ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دھورہا ہوگا کہ دودھ برتن کے کناروں تک پہنچ نہ پائیگا کہ قیامت جائے گی۔ پھر جب دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت میں مصروف ہونگے ان کالین دین ابھی مکمل نہ ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔

اسی طرح ایک آدمی مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے تالاب درست کررہا ہوگا۔ اُس نے مشکل سے اُسے درست کیا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔ (صحیح مسلم)

تاریخ کا اختتام:

اسلام کا نظریہ ہے کہ تاریخ کا اختتام اُس وقت ممکن ہوگا۔ جب وہ مذاہب یا نظریات جن کی اساس سند اور صداقت پر قائم ہوگی اپنی انتہا تک پہنچ جائیں گے اور تمام مخالف مذاہب اور نظریات پر آخری اور واضح فتح حاصل کرلیں گے۔

یہ نہایت ہی اہم بات ہے کہ سچائی وصداقت کا مستند اثر اُن تمام مذہبی اور نظریاتی مخالف فرقوں پر ہوتا ہے۔

قرآن حکیم نے ایک ہی آیت کو تین مرتبہ دہرایا ہے جو اس قسم کی تاریخ کے اختتام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مثلاً

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴿۳۳﴾

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے۔ تاکہ اُسکو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔'' (سورۃ التوبہ 33-9، الصاف 9-61)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴿۲۸﴾ۭ

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت دی اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دنیا میں) بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔ (سورۃ الفتح 28-48)

دنیا میں جس قدر بھی نظریات ظاہر ہوئے۔ انہوں نے اپنے بہت اعلیٰ، شاندار اور سب سے بہتر ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ مغربی سیکولر تہذیب جب ظاہر ہوئی تو اُس نے اُس وقت کے تمام نظریات میں سب سے اعلیٰ اور بہتر ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ اس مغربی تہذیب کے ساتھ مغرب سے سورج اپنی تمام تر فتوحات اور شان وشوکت کے ساتھ طلوع ہونے لگا۔

انہوں نے بانگ دُہل اعلان کیا کہ جن مذاہب کے لوگوں نے اپنے اعلیٰ تر ہونے اور سچائی وصداقت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہم نے ان تمام کو منسوخ، مسترد اور ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ سب کے سب مذاہب ونظریات ہشوو زوائد یا فضول اور بے معنی ہیں۔

آرنلڈ ٹائن بی مشہور تاریخ دان اور بہت دیانتدار انسان تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ مغربی تہذیب کا مقصد کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ تمام انسانیت کو صرف ایک سوسائٹی کے پلیٹ فارم پر متحد کیا جائے اور زمین، ہوا اور سمندر یعنی ہر چیز پر قبضہ جمایا جائے۔ (Civilization in trial by Tognbee) چنانچہ وہ مغربی تہذیب نہ صرف دنیا پر چھاجانے میں کامیاب ہوئی بلکہ مزید جرأت مندانہ یہ دعویٰ کیا کہ وہ خود تاریخ کو انجام تک پہنچائیں گے۔

تاریخ کے مغربی فلاسفر جیسا کہ فرانس فوکویاما نے دلیل دی ہے کہ تہذیب تاریخ کے عمل کو بلندیوں پر پیش کرتی ہے۔ اور تاریخ کے اختتام کے وقت کچھ بھی تبدیلی ممکن نہیں جس کے دعوے کے سچ ہونے کا کوئی امکان نہیں کہ وہ تمام انسانیت اور اسلام سمیت تمام مخالفین پر فتح پالے گی۔

تاہم فوکویاما تاریخ کی حقیقی تحریک سے بالکل انجان اور معصوم تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ تاریخ اس وقت بلندی یا عروج پر ہوگی جب ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ڈرامائی انداز میں دنیا میں واپس آئیں گے۔

اس کتاب کا مصنف تسلیم کرتا ہے کہ اس کی حیران کردینے والی عقل پر اور مغرب کے سورج طلوع ہونے کے عجیب وغریب منظر پر جو فاتحانہ انداز میں روز طلوع ہوتا ہے۔ اسے تو کم از کم جھوٹا ہونے اور جعلی سورج کہا جاسکتا ہے۔ جو درحقیقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی پوری ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

''ایک دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا''

مذکورہ بالا آیت کا تین مرتبہ قرآن حکیم میں ذکر آیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے یقین دلایا ہے کہ تاریخ مختلف طریقے سے اختتام پذیر ہوگی اور تاریخ کے خاتمے پر اسلام جدید مغربی سیکولر تہذیب پر چھا جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ دوسرے مخالفین پر بھی فوقیت حاصل کرلے گا۔

اس موضوع کے بارے میں اسلام کا نظریہ قرآن حکیم کی آیات میں مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کی بھی پشین گوئیاں ہیں جن سے سچ کی آخری فتح ظاھر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس فتح کا بھی ذکر ہے جو تاریخ کے اختتام پر ظاہر ہوگی یعنی حضرت عیسیٰ ؑ واپس دنیا میں تشریف لائیں گے اور جب امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اور وہ دونوں یروشلم سے پوری دنیا پر انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور یہ حکومت بھی پوری دنیا پر سچائی کی فتح اور مذھب اسلام کی تمام مخالفین پر فتح ثابت کرتی ہے۔

اسلام نے اس وقت کے لمحات کو مقرر کردیا ہے۔ جو بڑا اور آخری ساعہ کا نشان ہے، اور جن کا تعلق یوم الآخر سے ہے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم یعنی مسیح موعود کی دنیا میں ڈرامائی انداز میں واپسی ہوگی۔ وہ اسلام کی سچائی کے دعوے کی تائید کریں گے۔ عین ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے ساتھ ہی قیامت کی گھڑیاں شروع ہو جائیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ جب تک مادی کائنات ختم نہیں ہو جاتی اُس وقت تک قیامت ختم نہیں ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی سے قبل کی ایسی نشانیاں ہیں۔ جو قیامت کے نزدیک آنے کے بارے میں اطلاع کرتی ہیں۔ ان میں سے کچھ نشانیاں صاف نظر آتی ہیں۔

قرآن حکیم میں ان میں سے ایک ڈرامائی مثال درج ذیل ہے کہ مکہ کے کفار نے حضرت محمد ﷺ کو طعنہ دیا تھا۔ کہ اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو پھر چاند کے ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ پھر ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں اس معجزے کی توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ کا حکم سے چاند کو انگلی سے اشارہ کیا اور وہ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔ نصف چاند صفا کے پہاڑ پر دیکھا گیا اور دوسرا نصف کیکان کے پہاڑ پر نظر آیا۔

قرآن حکیم نے اس معجزے کا حوالہ دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ یہ ایک ایسی علامت ہے جو قیامت کے قریب آنے کا اطلاع دیتی ہے۔

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ (سورۃ القمر 1-54)

ترجمہ: چاند کا ٹکڑے ہونا قیامت کے نزدیک آنے کا (اشارہ ہے)۔

قیامت کے موضوع کا لب لباب:

قرآن حکیم نے قیامت اور قیامت کی نشانیوں کے بارے میں آیات میں مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ اُن آیات کی توضیح اور تفسیر کی ضرورت ہے۔ کہ جو لوگ فتنہ پرور ہیں۔ وہ ان آیات کا غلط یا اُلٹ مفہوم نکالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس طرح وہ ان لوگوں کو مزید گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو لوگ پہلے ہی ان آیات کی غلط تشریح و تفسیر سے دھوکہ کھا چکے ہیں۔
مثال کے طور پر ایسی آیت تنقیدی اہمیت کی حامل ہے جو کسی شخصیت یا کسی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس میں ساعۃ کے بارے میں علم ہے۔

اس آیت میں کسی شخص یا کسی چیز کے ذکر سے واقعی ایسی چابی ہاتھ لگتی ہے۔ جس میں یوم الآخرت اور قیامت کی شناخت دونوں موضوعات کے تالے کھلتے ہیں۔

یہ چابی اس موضوع کے نظام معانی کے بطن سے اخذ ہونے والے علم سے ہی ہاتھ آتی ہے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوۡنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ

ترجمہ: اور وہ (یعنی عیسیٰ) قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں۔ تو تم لوگ اس (کی صحت) میں شک مت کرو۔ اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا رستہ ہے۔ (سورۃ الزخرف 43-61)

قرآن حکیم کے بہت سے مفسرین اسم ضمیر ''وہ'' سے مراد عیسیٰ مسیح علیہ السلام لیتے ہیں جبکہ اس سے مطلب اُن کی واپسی ہے۔ مگر کچھ جدید مفسرین یا شارحین ایسے ہیں۔ مثلاً (محمد اسد) جنہوں نے لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اس لئے وہ حضرت مسیح موعود کی دنیا میں واپسی کو جھٹلاتے ہیں یا اسے مسترد کرتے ہیں (ہمارا پروگرام ہے کہ اس موضوع کو اپنی آئندہ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے متعلق اسلامی نظریہ کو تفصیل سے بیان کیا جائے)

اُن کا نظریہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں اسم ضمیر کو قرآن کے حوالے سے سمجھنا چاہیے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے دیکھنا چاہیے۔

عربی قواعد کے مطابق اسم ضمیر سے تین معانی مراد ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ، حضرت عیسیٰ اور قرآن لیکن جس متن میں اسم ضمیر استعمال ہوا ہے اُس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور اُس سے پہلے دجال کا نمودار ہونا ایسے واقعات ہیں۔ جن کی وجوہ کے بارے میں ہمیں علم ہونا ضروری ہے۔ کہ قیامت آچکی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مراد ہے اور نہ ہی قرآن مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار ہمیں مطلع فرمایا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو قیامت کے آنے کا علم نہیں ہے۔ اس طرح قرآن حکیم ہمیں قیامت کے آنے کے بارے میں کوئی ترغیب نہیں دیتا اور صرف اتنا بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی سے پہلے جھوٹا مسیح دجال ظاہر ہوگا اور یہ دونوں واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ قیامت آچکی ہے۔ یہ دونوں واقعات صرف قیامت کی نشانیاں ہی نہیں بلکہ قیامت کے متعلق حقیقی علم ہے۔

متن کا احتیاط سے مطالعہ (جس میں آیات نازل ہوئی ہیں) ہی اس بات کی درستگی کی تصدیق کرتا ہے یا ایسی تفسیر یا تشریح جس میں اسم ضمیر وہ یا یہ جس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہے۔ یہاں ایک حوالہ موجود ہے جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس پیرا میں اسم ضمیر کے استعمال پر قاری کو محتاط انداز میں توجہ دینی چاہیے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝

ترجمہ: جب عیسیٰ ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو یکا یک آپکی قوم کے لوگ اس سے (مارے خوشی کے) چلانے لگے۔ (سورۃ زخرف 57)

وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝

ترجمہ: اور (اس معترض کیساتھ ہوکر) کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسیٰؑ ان لوگوں نے جو یہ (مضمون عجیب) آپ سے بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ (سورۃ زخرف 58)

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ: یقیناً وہ (عیسیٰؑ) تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا اور اُن کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا۔ (سورۃ زخرف 59)

یہاں اسم ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

پھر ارشاد ربانی ہے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کرتے۔ (سورۃ زخرف 60)

وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

ترجمہ: اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں۔ تو تم لوگ اُس (کی صحت) میں شک مت کرو۔ اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (سورۃ زخرف 61)

اس آیت میں بھی اسم ضمیر کا مطلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس میں اسم ضمیر جو مونث کے صیغہ میں ہے۔ اس سے مراد قیامت ہے۔ میرا دراصل واحد کا صیغہ ہے پھر قرآن حکیم میں درج ہے۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: اور تم کو شیطان (اُس راہ پر آنے سے) روکنے نہ پائے۔ وہ بے شک تمہارا صریح دشمن ہے۔ یہاں اسم ضمیر صرف شیطان کے لئے استعمال ہوا ہے۔ (سورۃ زخرف 62)

وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾

ترجمہ: اور جب عیسیٰؑ معجزے لے کر آئے تو اُنہوں نے (لوگوں سے) کہا۔ میں تمہارے پاس سمجھ کر باتیں لے کر آیا ہوں تا کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو۔ تم سے بیان کر دوں۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ (سورۃ زخرف 63-43)

اس آیت میں بھی انہوں نے اسم ضمیر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پھر بعد میں اسم ضمیر باتوں کے لئے مستعمل ہے۔

ایک اور آیت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: بے شک اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو اُسی کی عبادت کرو۔ یہی (توحید) سیدھا رستہ ہے۔ (سورۃ زخرف 64-43)

اس آیت میں اُسی اسم ضمیر ہے جو اللہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾

ترجمہ: سو مختلف گروہوں نے (اس سے متعلق) باہم اختلاف ڈال لیا سو اُن ظالموں کے لئے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی ہے۔ (سورۃ زخرف 65-43)

اس آیت میں بھی اسم ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے استعمال ہوا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی پیشین گوئیوں سے ہم پر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائیں گے تو وہ اس حقیقت کے چہرے سے ہر قسم کے نقاب اٹھا دیں گے۔ جن کے بادلوں نے اس موضوع یعنی قیامت کی نشانیوں کی شناخت اور تفہیم کو چھپا رکھا ہے۔ وہ اپنی کوششوں سے اُس کو زود فہم اور جلد سمجھ میں آنے والا بنا دیں گے سب کو معلوم ہو جائے کہ قیامت آ گئی ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بھیجیں گے اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینارے پر اتریں گے۔ انہوں نے ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے اور دونوں ہاتھ فرشتوں کے پروں پر رکھیں ہوں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اُن کے سر سے پسینے کے قطرے موتی بن کر گریں گے اور جب وہ اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی ہیروں کے طرح بکھر جائیں گے۔ ہر کافر (ایمان نہ لانے والا) جو اُن کے جسم کے خوشبو سونگھے گا۔ فوراً مر جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سانس اتنی دور تک جائے گا جہاں تک نظر جاتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

نوٹ: اس کتاب کا مصنف اس بات سے حیران ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ واپسی یروشلم کی بجائے دمشق میں ہوگی؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے۔

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم بہت جلد منصف کے طور پر تمہارے درمیان اُتریں گے۔ وہ صلیبیں توڑ دیں گے۔ خنزیروں کو مار دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور دولت اس قدر تقسیم کریں گے کہ کوئی بھیک مانگنے والا نہ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے والا اُن لوگوں سے بہتر ہوگا جو دنیا اور اسکی چیزوں سے محبت کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ جس وقت ابن مریم یعنی سچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس آئیں گے تو وہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف دانشمندی سے مکمل طور پر مبذول کرالیں گے اور اپنی پُر اثر گفتگو سے لوگوں کو اسلام کے سچے دعوے کا قائل کرلیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آیات کی صحیح تفہیم ہی اس کو ممکن بنا سکتی ہے کہ مخالفین کو بھی یوم الاخرت یا قیامت کی تمام نشانیوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ جن کا ایک طرف براہِ راست قیامت سے ہے اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی سے ہے۔

بالا لفاظ دیگر علماء نے نظام معانی کی بنیاد اسی موضوع یعنی قیامت کی نشانیاں پر قائم کی ہے کیونکہ دونوں واقعات ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی اور دوسرے اس مادی کائنات کا خاتمہ اچانک اور آناً فاناً ہوگا۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) جیسے آنکھ جھپکنا۔ بلکہ اس سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (سورۃ النحل 77-16)

قرآن حکیم نے فیصلہ کن اہم اعلان کیا ہے اس وقت کے متعلق جب حضرت مسیح موعود واپس تشریف لائیں گے۔ قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ ہر عیسائی اور یہودی (جس نے اسلام کی

صداقت کو جھٹلایا اور اسلام کے خلاف جنگ لڑی) جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی اور پھر مر گیا ایسے لوگوں کو اس مخالفت کی وجہ سے سخت ترین نتائج (سزا) کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت سے پہلے اُن لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے (ایک سچے مسیح اور اللہ کے سچے پیغمبر کے طور پر)

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا‌ۚ

ترجمہ: اگر کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے۔ اور قیامت کے روز وہ اُن پر گواہی دیں گے۔

(سورۃ النساء 159-4)

قرآن پاک اُن ڈرامائی لمحات کے متعلق پہلے ہی بیان کر دیتا ہے کہ جب ہر عیسائی اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیگا اور اپنی موت سے قبل قیامت کو مانے گا۔ لیکن آیات بیان کرتی ہیں کہ اس ایمان کے اعلان کے باوجود حساب کتاب کے دن (یوم محشر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے خلاف شہادت پیش کریں گے۔

قرآن پاک کی اس آیت کی تشریح میں اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ہر عیسائی اور یہودی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ یقیناً ان پر اسی طرح ایمان لے آئے گا جس طرح مسلمان ان کو برحق اور سچا عیسیٰ مسیح مانتے ہیں۔ اور ایک خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف نے ایک مرتبہ امریکہ کے شہر نیو جرسی میں یہودیوں کے ایک عبادت خانے میں بہت سے یہودیوں سے خطاب کیا۔ اور اُن کو قرآن حکیم کے اُس بیان کے متعلق بتایا جو اُن یہودیوں کے مستقبل کے بارے میں تھا۔ وہ اُس خبر کو سن کر گونگے بہرے ہو گئے۔

خطاب کے بعد وہ میرے اردگرد جمع ہو گئے اور مجھ سے اِس بات کی تشریح کا مطالبہ کرنے لگے کہ اُن سے کونسی ناانصافی ہوئی ہے۔ ’’ہم جس بات سے انکار کر چکے ہیں ہمیں کیوں اسی بات کو ماننے اور ایمان لانے پر مجبور کیا جا رہا ہے‘‘

اس ضمن میں ہمارا جواب یہ تھا کہ

اُس دن ان کی آنکھوں پر پڑے پردے ہٹا دیئے جائیں گے تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے سچائی کو دیکھ لیں۔ جس کو اپنی ساری زندگی مسترد کرتے آئے ہیں اور ماننے سے انکاری رہے ہیں اُس وقت یوں ہوگا (اُس سے پہلے نہیں) کہ اس قسم کے مذہبی اعلان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ہی عیسائیوں اور یہودیوں کو ہولناک تباہی و بربادی سے بچا سکے گا۔

ہمارا ایمان ہے کہ وہ لمحہ قیامت کے آغاز کی منادی کا ہوگا اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ اب ہم یہاں قرآن حکیم کے اس اعلان کو سمیٹتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام **ساعۃ کا** علم ہیں اور یہ اشارہ ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی واپسی کے ساتھ ہی قیامت آئے گی۔

قرآن حکیم نے اُس عظیم الشان نشانی کو ظاہر کر دیا ہے جو ڈرامائی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ خاص عیسائی اور یہودی (سب نہیں) اس احساس سے مر جائیں گے کہ وہ سچے دین اور اللہ کے نیک بندوں کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اور ان سے لڑتے رہے ہیں اس لئے اب اُن کو اپنے کئے ہوئے گناہوں کے ہولناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا بالکل اسی طرح کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب فرعون ڈوب رہا تھا۔ اُس کی موت کے وقت اُسکی آنکھیں پر سے تمام پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ سچائی اُس کے سامنے عیاں ہوگئی تھی۔ اُس وقت سچائی کو ماننے کے سوا اُس کے پاس کوئی چارا نہ تھا کیونکہ سچائی (صداقت) اس کے سامنے صاف اور واضح تھی۔ لیکن اُس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ اپنے عقیدے پر قائم رہا۔ اس کے بعد فرعون کو جہنم واصل کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمان جاری کیا تھا کہ فرعون کی نعش محفوظ رکھی جائے جب پانی سے باہر نکالی جائے تا کہ آنے والے لوگوں کیلئے عبرت کا نشان بن جائے۔ اس نشانی کا مقصد یہ تھا کہ اُن لوگوں کو نصیحت حاصل ہو جو فرعون کے نقش قدم پر زندگی بسر کر رہے تھے (یعنی سچائی کو جھٹلاتے اور ایمان رکھنے والوں پر ظلم و جبر کرتے تھے)

تا کہ ان معلوم ہو کہ وہ بھی فرعون کی طرح بری موت مریں گے۔

چنانچہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر عیسائی اور یہودی اسلام پر جنگ مسلط کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو جبر و تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یا اس قسم کی جنگ یا دنیا میں دہشت پھیلا رہے ہیں۔ ایسے سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر مر جائیں گے۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۟

ترجمہ: آج ہم تیری لاش کو (پانی کی تہہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو اُن کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی) عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالف احکام الہیہ سے نہیں ڈرتے) (سورۃ یونس 92-10)

آج دنیا کی حقیقت کو سمجھنے اور معانی جاننے کیلئے ہمیں احتیاط سے جائزہ لینا ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرعون کی لاش کو پانی سے باہر کیوں لے آیا۔ (1898-1881)

اسی وقت اُسی لمحے (1897ء) میں یورپ میں صہونیت (Zionist) تحریک کا آغاز ہوا۔ اور اُس کا پراسرار یورپی یہودی اور عیسائی اتحاد کے ساتھ تعلق محض دھوکہ تھا۔ فرعون کی لاش حقیقت میں اس وقت ظاہر ہوئی جبکہ دنیا دجال کی کوششوں کو آخری موقع پر دیکھنے والی تھی۔ جس وقت دجال یروشلم کی مقدس سرزمین، مسلمانوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی آخری کوششوں میں مصروف تھا۔ اور وہ بیت المقدس میں اسرائیل ریاست قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس وقت فرعون کی لاش کا ملنا نہ صرف اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی کو سچ ثابت کر رہا تھا۔ بلکہ وہ قیامت یعنی ساعۃ کی نشانی بھی بن گیا تھا۔

وعد الاخیرہ (آخری تنبیہ)

قرآن حکیم نے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کو وعد الاخیرہ کا نام دیا ہے۔ وہ قیامت سے پہلے کی آخری تنبیہ ہوگی جو انسانیت کو گھیر لے گی۔ وہ آخری تنبیہہ اُس وقت آئے گی جب اللہ کی مشیت سے یہودی بیت المقدس میں واپس لائے جائیں گے۔

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝

ترجمہ: اس کے بعد ہم نے اسرائیل کے لوگوں سے کہا۔ تم یہاں ہی زمین پر رہو گے (تمام زمین پر پھیلے ہوئے) لیکن (یاد رکھو) کہ جب اللہ تعالیٰ کی آخری پیشین گوئی (قیامت کے آنے کے بارے میں) پوری ہوگی۔ ہم تو تم کو واپس لے آئیں گے (بیت المقدس میں) اور پھیل جاؤ جہاں تم چاہو۔ زمین کے ہر حصے میں۔ (سورۃ بنی اسرائیل 104)

اسرائیلی لوگوں کی 2000 سال بعد اس بیت المقدس میں واپسی جہاں سے وہ نکالے گئے تھے۔اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتی تھی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا۔ تاہم وہ یاجوج و ماجوج کے بغیر اس معاملے میں فریبی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ بات قرآن حکیم کے اس اعلان سے بالکل واضح ہے جو سورۃ الانبیاء میں موجود ہے۔

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

ترجمہ: ہم جن بستیوں کو فناہ کر چکے ہیں ان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ (دنیا میں) پھر لوٹ کر آویں۔ یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے۔ اور وہ (کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے معلوم ہوں گے۔

(سورۃ الانبیاء 96-95-21)

یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ قیامت کی تمام نشانیاں جن میں یاجوج و ماجوج کی رہائی شامل ہے جو قیامت سے پہلے دنیا میں رونما ہوں گی۔ وہی وقت ہے جب قیامت کا آغاز ہوگا اس واقع سے پہلے ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی ہوگی۔ اور جو نشانی حضرت مسیح موعود کی واپسی کے بعد ظاہر ہوگی وہ یوم الآخرت کی واضح نشانی ہوگی۔

ایک نشانی حضرت مسیح موعود کی واپسی کے بعد قیامت کی نشانی کے طور پر فعال نہیں ہوسکتی جب تک ان کی واپسی سے پہلے ہی قیامت آچکی ہوگی۔ اور قابل فہم انداز میں اُس کا آغاز ہو چکا ہوگا۔ مزید برآں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یروشلم واپسی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پشین گوئی کر رکھی ہے کہ وہ لوگوں کے لئے آخری تنبیہ ہوگی۔ اس وقت ممکن نہیں ہوسکتی جب تک یاجوج و ماجوج دنیا میں رہا نہیں ہو جاتے۔

ہم نے اس کتاب میں شہادتوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں اور انبار لگا دیئے ہیں۔ مؤثر اور نتیجہ خیز دلائل پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج دنیا میں رہا ہو چکے ہیں۔

ہمارے قارئین کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی پشین گوئی پر غور کرنا چاہیے جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اور جس میں وضاحت کی گئی ہے۔

''یاجوج و ماجوج کی رہائی کے بعد لوگ حج اور عمرہ ادا کرتے رہیں گے''

اسی پشین گوئی میں مزید کہا گیا ہے کہ حج اور عمرہ پر پابندی لگنے سے پہلے قیامت نہیں آئے گی یعنی حج کرنا بند کر دیا جائے گا۔ یا صحیح حج کا وجود ختم کر دیا جائے گا۔

باالفاظ دیگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ قیامت اُس وقت نہ آئے گی جب تک حج کے فرض کی ادائیگی پر پابندی نہیں لگ جاتی یا اُس کی اہمیت ختم نہیں ہو جاتی (جس طرح عرب کے زمانہ جاہلیت میں پابندی تھی) لیکن یاجوج و ماجوج اس واقعہ سے پہلے ہی رہا ہو چکے ہوں گے۔ لہٰذا اس کا مطلب ہے کہ یاجوج و ماجوج قیامت کے آنے کے بعد نہیں بلکہ قیامت کے آنے سے پہلے ہی رہا ہو چکے ہوں گے۔

اس کتاب میں ہم نے مستند علماء سے پوچھا ہے کہ ایک حدیث جو صحیح مسلم میں درج ہے شاید کسی اور جگہ بھی موجود ہو۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سچے نبی عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی واپسی کے بعد ہی یاجوج و ماجوج کی رہائی دنیا میں ہوگی اور جب وہ جھوٹے مسیح یعنی دجال کو قتل کر دیں گے۔

یہ سب کچھ ان حالات میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الفاظ منکشف کر دے گا۔ ''میں اپنے بندوں میں سے اُن کو سامنے لایا ہوں جن کے مقابلے میں کوئی لڑ نہیں سکتا۔ تم اپنے لوگوں کو حفاظت سے پہاڑ پر لے جاؤ۔ (پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا یا اٹھائے گا) اور وہ ہر طرف پھیل جائیں گے اور ہر فائدہ مند جگہوں پر قبضہ جمالیں گے ان میں سے پہلا شخص جھیل تبریاس (گلیلی سمندر) کے قریب سے گزرے گا اور اُس میں سے پانی پیئے گا۔ اور جب اُن کا آخری آدمی وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا۔ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ اب نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم)

اب ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ جس کے باب میں سوال پوچھا گیا ہے کہ کیا یاجوج و ماجوج دنیا میں رہا ہو چکے ہیں؟

ہم یہاں نوٹ کر سکتے ہیں کہ مذکورہ موضوع کے متعلق لوگوں میں روایتی سوچ کا فرق ہے اگر ہم یقین رکھتے ہوتے کہ یاجوج و ماجوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے بعد ہی رہا ہوں گے اور اس واپسی کے ساتھ ہی یہ خبر ملتی کہ قیامت آ چکی ہے۔ تو اس قسم کے یقین کے ساتھ اختلاف کیا جا سکتا ہے اور شہادت کے طور پر گلیلی سمندر کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جو خشک ہوتا جا رہا ہے۔ اور کسی ایک شخص نے آج تک وہ دیوار نہیں دیکھی جس کو یاجوج و ماجوج کو روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

اگر اب تک یاجوج و ماجوج رہا نہیں ہوئے تو وہ دیوار یقیناً زمین پر کہیں نہ کہیں موجود ہوگی یہ کتاب اس بات کی بھی وضاحت کرتی ہے کہ ایسا یقین یا سوچ نظام معانی کے سخت خلاف ہے جو اس موضوع کے متعلق قرآن حکیم اور احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا یاجوج و ماجوج کی رہائی کے بارے میں صاف اور سادہ بیان موجود ہے۔

باب (4)

یاجوج وماجوج کی حیثیت

یاجوج و ماجوج کی حیثیت

جب سے قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کا علم ظاہر کیا ہے۔ ہماری رائے میں اُس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دنیا میں واپسی قیامت کی زبردست نشانیوں میں سے آخری نشانی ہوگی۔ اس کے بعد یاجوج و ماجوج کی حیثیت کے تمام حصوں کو نہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا جائے بلکہ اُن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے ساتھ بھی تعلق قائم کیا جائے جب ہم ایک دفعہ آج کی دنیا میں یاجوج و ماجوج کی حیثیت کے کسی ایک حصے کو شناخت کر لیتے ہیں۔

(ہم اس کو ان کے نقش قدم کے حوالے سے لیں گے) تو یہ نقش قدم ہمیں اُن کے دوسرے نقوش پا کی طرف راہنمائی کرے گا۔ جو یقیناً ہمیں کسی بہت بڑے واقعہ کی طرف لے جائے گا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم یاجوج و ماجوج کی حیثیت کا ایک حصہ قرآن حکیم سے حاصل کر لیتے ہیں۔ تو یہ بہت بڑی شناخت یا کامیابی ہوگی۔ اور اُن تمام نقوش پا یا نشانیوں سے بہتر اور اعلیٰ ہوگی جو احادیث میں موجود ہیں۔

ہم نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ یاجوج و ماجوج کے متعلق پیدا ہونے والے تمام سوالات کا جواب دیں جیسے۔

- ☆ یاجوج و ماجوج کون ہیں۔
- ☆ کیا اُن کو اب تک دنیا میں (اللہ کی مرضی سے) رہا کر دیا گیا ہے؟
- ☆ اُن کی رہائی کا کیا مفہوم ہوگا۔ اور دنیا پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔
- ☆ کیا ہم ان کو پہچان سکتے ہیں۔
- ☆ یاجوج و ماجوج کا انجام کیا ہوگا؟

ذیل کے پیراگراف میں ہم صرف پہلے سوال کا جواب دیں گے۔

ہم نے اس پہلے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے پاس سے گذرے جو آپس میں بحث کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ لوگ کس موضوع پر بحث کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم قیامت (ساعة) کے موضوع پر بحث کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو واحدہٗ لاشریک ہے کے سچے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

قیامت یا ساعة وقت تک نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں دنیا میں ظاہر نہیں ہو جاتیں۔

اُن دس نشانیوں میں سے ایک نشانی یاجوج و ماجوج کے بارے میں تھی۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اس پشین گوئی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت اُس وقت نہیں آسکتی جب تک اُس سے متعلق دس نشانیاں پہلے ظاہر نہیں ہو جاتیں۔ وہ سب نشانیاں یوم الاخرت سے متعلق ہیں جیسے یاجوج و ماجوج، دجال، مغرب سے سورج کا طلوع ہونا وغیرہ وغیرہ۔ تاہم ان رونما ہونے والے واقعات کا احتیاط سے مشاہدہ ضروری ہے۔ جن کا تعلق قیامت سے ہے اور مشاہدہ کرنے والے کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ قیامت کے آنے کے متعلق وقت کی شناخت کر سکے۔ لہٰذا کسی نشانی کا اکیلے مطالعہ نہیں کرنا چاہیے بے شک وہ نشانی یاجوج و ماجوج سے متعلق کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ تمام نشانیاں ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہیں جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضاء ہوتے ہیں اور وہ سب اعضاء مل کر جسم کی تشکیل کرتے ہیں۔

جب سے قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آئیں گے اور وہ قیامت کا علم ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اُن کی واپسی قیامت کی نشانیوں کا بہت بڑا آخری میلہ (Grande Finale) ہوگا اس کے بعد یاجوج و ماجوج کی حیثیت کے تمام حصے ایک دوسرے کے ساتھ نہ صرف جوڑے جائیں بلکہ اُن کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے ساتھ جوڑنا ضروری ہے۔ جب ہم آج کی دنیا میں یاجوج و ماجوج کی حیثیت کے کسی ایک حصے کی شناخت کر لیتے ہیں تو یہ ہمیں دوسرے حصوں یا نقوش پا کی طرف راہنمائی کرے گا۔ جو وقت آنے پر حقیقت میں بہت بڑے آخری جشن یا میلے (Grande Finale) کی طرف لے جائے گا۔

دوسرے جو بے حد اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآن حکیم میں یاجوج و ماجوج کی حیثیت کے متعلق کوئی حصہ موجود پاتے ہیں۔ تو یہ ہمارے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہوگا۔ اور ہم اُس کو دیگر نقوش پا اور احادیث میں موجود نشانیوں پر ترجیح دیں گے۔

یاجوج و ماجوج کے موضوع سے متعلق غلط معلومات جو مسلمانوں میں مسائل پیدا کرنے کا باعث ہیں اور اس موضوع کو جو قرآن حکیم اور احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اس کو سمجھنے میں دشواری اور رکاوٹ پیدا کر رہی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ قرآن پاک کی آیات میں بیان ہوا ہے کئی مرتبہ اُسکی تشریح کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ گذشتہ زمانے میں ان آیات کی غلط تشریح و توضیح کی جاتی رہی ہے اور قرآن حکیم نے ان آیات کی ممکنہ تشریح کی طرف اشارہ کیا ہے اور حوالہ دیا ہے جن کی متشابہات آیات کہا گیا ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ

ترجمہ: سو جن لوگوں کے دلوں میں سچ کی طرف سے کجی ہے وہ اُس کے اُسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جو مشتبہ المراد ہے۔ (دین میں) شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس کا (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے (فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے) ہمارا جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی سورۃ الکھف سے خاص طور پر یاجوج و ماجوج کی احتیاط سے حیثیت اخذ کرتے ہیں۔ اور دوسرے اس موضوع میں مزید وضاحت کے لئے احادیث سے استفادہ کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران 3-7)

قرآن حکیم میں یاجوج و ماجوج کا تعارف:

آیئے ہم قرآن پاک کی بے حد اہم سورۃ الکھف سے (18-82-97) شروع کرتے ہیں۔ جس میں یاجوج و ماجوج کے موضوع کا تعارف کرایا گیا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

ترجمہ: (اے محمد) وہ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کے بارے میں فرما دیجئے کہ میں ان سے متعلق تمہیں ضرور کچھ بتاؤں گا۔ (سورۃ الکھف 83)

تبصرہ:

ذوالقرنین کا صحیح مطلب ہے کہ ایسی شخصیت جو دوقرن رکھتی ہو۔عربی لفظ قرن کے معنی ہیں۔''سینگ'' لیکن اس کے دوسرے معانی ہیں۔''علوم اور دَور یا زمانہ۔لیکن جب یہ لفظ قرآن پاک میں استعمال ہوتا ہے تو یہ ہمیشہ دور کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔یہاں سورۃ الکھف جو پیش کی گئی ہے اُس میں لفظ ذوالقرنین استعمال ہوا ہے جن کا مطلب ہے دو دور یا دو زمانے۔

ہمارا خیال ہے کہ ایک وہ دَور یا ماضی میں تھا اور گزر چکا ہے اور دوسرا دَور وہ ہے جو آخری زمانہ ہوگا۔یہ دونوں دَور ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد معلوم پڑتے ہیں۔

یثرت میں ایک رابیس نامی یہودی تھا (جس کا آج کل نام مدینہ ہے) اُس یہودی نے حضرت محمد ﷺ سے سوال پوچھا کہ وہ کونسا عظیم مسافر تھا۔جس نے زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کیا تھا؟

اگر آپ ﷺ نے اس سوال کا جواب دے دیا۔(اسی طرح کے دو اور سوالات کا جواب دے دیا) تو یہ ہمارے لئے حتمی ثبوت ہوگا کہ آپ ﷺ واقعی ایک خدا کے رسول ﷺ ہیں۔

چنانچہ یہودی کے اس سوال کا جواب قرآن حکیم نے یوں دیا۔

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾

ترجمہ: ہم نے اُن کو (طاقت کے ساتھ) روئے زمین پر حکومت دی تھی۔اور ہم نے اُن کو ہر قسم کا سامان کافی دیا تھا۔اپنا سفر مکمل کرنے کے لئے جو وہ کرنا چاہتا تھا۔

(سورۃ الکھف 84)

تبصرہ:

ذوالقرنین صاحب ایمان شخص تھا۔اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس دور میں سیاسی اور فوجی قوت حاصل تھی۔جس کی بنیاد پختہ ایمان پر قائم تھی۔جس کا سیاسیات اور اخلاقیات کے درمیان ہونا از حد ضروری ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی طاقت جس کی بنیاد ایمان پر قائم ہو۔تو پھر اس کا قائم کیا ہوا ورلڈ آرڈر (عالمی ترتیب) کیسا ہوگا؟ وہ کس قدر پائیدار اور قائم رہنے والا ہوگا۔سورۃ الکھف میں

آ گے چل کر بیان ہوتا ہے۔ جس سے سبق ملتا ہے اور ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم حقیقت کو شناخت کر سکیں۔ اور دونوں زمانوں کو سمجھ سکیں جو واقعی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ چنانچہ ہمارا نظریہ ہے کہ آج جو دور گزر رہا ہے۔ یہ دوسرا دور یا قرن ہے۔ جس میں یہودی اور عیسائی کی جدید تہذیب نے جنم لیا ہے۔

فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ (سورۃ الکھف 85)

یہاں ایک مثال موجود ہے کے اُس نے کس طرح اپنی طاقت استعمال کی۔ اُس نے مغرب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے، اچھے نتائج حاصل کرنے کے لئے صحیح ذرائع کا استعمال کیا۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝

ترجمہ: (اس نے سفر کیا) یہاں تک کے جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب اُن کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر اُنہوں نے ایک قوم دیکھی (ہم نے الہاماً) کہا۔ اے ذوالقرنین (تمہیں اختیار ہے) خواہ تم اُن کو سزا دو یا ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھو۔'' (سورۃ الکھف 86)

تبصرہ:

طاقت ہمیشہ وہاں استعمال کی جاتی ہے۔ جہاں سیاسی کلچر قائم کرنا ہو۔ اور جس کی بنیاد اخلاقی اور روحانی اقدار پر رکھی جاتی ہے۔ اقدار کو فروغ اور ترقی دینے کے لئے طاقت کو مددگار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے علاوہ ازیں ناانصافی اور ظلم کے خلاف بھی طاقت استعمال کی جاتی ہے اس سفر کی کہانی کا مقصد صرف یہ بتلانا تھا کہ طاقت کس طرح استعمال کی جاتی ہے جب اس کی اصل ایمان پر استوار ہو۔

اسلام کے بہت سے علمائے اکرام نے صدیوں پہلے کالے اور گدلے سمندر کی نشاندہی کی ہے جس کو آج کل بحر اسود کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝

ترجمہ: اُس نے وقت پر جواب دیا (ہم اپنی طاقت استعمال کریں گے) جو ظلم کرتے، ناانصاف ہیں۔ غلط کام کرنے والے گناہگاروں کو سزا دیں گے وغیرہ اور جب وہ ظالم شخص اپنے خدا کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کو سزا دیتا ہے۔ (سورۃ الکھف 87)

تبصرہ:

جب طاقت کا انحصار مضبوط ایمان پر ہو۔اور وہ انصاف کے ساتھ ظلم کرنے والوں نا انصافی کرنے والوں کے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔اُس نا انصاف دنیا میں امن اور خوشیاں ممکن ہیں۔

انصاف کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے سے ذوالقرنین نے دنیا کو اس انداز سے ترتیب دیا کہ اس روئے زمین پر امن اور خوشیاں قائم ہونا ممکن ہوگا۔

اگر تمام انسان حضرت محمد ﷺ کے اسلام کو مان لیتے اور اُس پر عمل کرتے تو یقیناً یہ دنیا امن اور خوشیوں کا گہوارہ بن سکتی تھی۔

قرآن حکیم کی سورۃ الکھف ہمارے لئے اسے ممکن بنا سکتی ہے کہ ہم دونوں زمانوں (قرنین) کی حقیقت کو پہچان سکیں۔آخری دور فتنہ وفساد کا دور ہے۔

اس دوسرے دور میں جب لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کو اپنانے سے صاف انکار کر دیا تو پھر ان لوگوں کو ذوالقرنین کے ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) کے خلاف واقعات وتجربات کا سامنا کرنا پڑا۔

اس دور میں طاقت کا انحصار دراصل ایسی بنیادوں پر قائم ہوگا جو خدا کے تصور کے بغیر ہوگا۔ (جس کو سیکولر کہیں گے) اور طاقت ظالموں کو سزا دینے کی بجائے معصوم لوگوں کو دبانے کے لئے نا انصافی کے ساتھ استعمال کی جائے گی۔اس دنیاوی ظلم کی وجہ سے امن اور خوشیاں دنیا میں غائب ہو جائیں گی۔

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

ترجمہ: اور جو شخص ایمان لے آئیگا اور نیک عمل کرے گا تو اُس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلے میں بھلائی ملے گی۔اور ہم (دنیا میں بھی) اپنے برتاؤ میں اسکو آسان اور نرم بات کہیں گے۔ (سورۃ الکھف 88)

تبصرہ:

جب طاقت کی بنیاد ایمان پر قائم ہو اور یہ ان لوگوں کی مدد نیک کام کی جزا کے لئے استعمال کی جائے جو زندگیاں ایمان کے مطابق بسر کرتے ہیں۔جن کا چال چلن نیک ہے یہی دنیا کے حق میں بہتر ہے۔اور یہ دنیا میں رہنے والوں کو حد سے زیادہ امن اور خوشیاں بہم پہنچائے گا۔

دوسرے جب کوئی شخص ناانصافی کرنے والوں ظلم وستم کرنے والوں کے خلاف طاقت استعمال کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو ایمان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اور جن کا رویہ اور چال چلن نیک ہے تو ذوالقرنین اُس ضروری ہم آہنگی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اُس کے ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) میں موجود ہوگی۔ (امن قرنین) جس میں نیچے دنیا اوپر جنت ہوگی۔

سورۃ الکھف میں اس جگہ سخت تنبیہ بیان کی گئی ہے کہ دونوں زمانوں میں سے دوسرا زمانہ ورلڈ آرڈر (ترتیب دینا) کا حادثہ دیکھے گا۔ جس میں طاقت کا انحصار بے دینی پر ہوگا جو روحانی اور اخلاقی اقدار سے محروم ہوگا۔ مصلحت کوشی، موقع پرستی، ظلم و جبر، ایمان رکھنے والوں کی بے عزتی، خداوند کریم کے منکروں کی عزت وتوقیر، پارسائی کا مذاق، نیکی اور راستی کا تمسخر، اُس ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) کی خصوصیات ہوں گی۔

اس قسم کے ورلڈ آرڈر کے ظلم کا نشانہ وہ لوگ ہوں گے جو مذہبی زندگی کو خلوص کے ساتھ اختیار کئے ہوئے ہوں گے۔ درحقیقت یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ ہوگی جس کے نتیجے میں (ورلڈ آرڈر) اس دنیا اور اگلے جہان کے درمیان بدنظمی اور انتشار پیدا ہو جائے گا۔ حقیقت میں یہ وہی دنیا ہے جس میں ہم زندہ ہیں۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ (سورۃ الکھف 89)

دوبارہ (دوسری مرتبہ) وہ جائز طریقوں سے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تبصرہ:

یہاں ایک دوسری مثال پیش کی جاتی ہے کہ اُس نے (ذوالقرنین) نے کس طرح اپنی طاقت کو استعمال کیا۔ اُس نے مشرق کی طرف سفر کیا اور دوبارہ اُس نے درست ذرائع کا انتخاب کیا۔ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ (سورۃ الکھف 90)

یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کرکے) طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے۔

(مشرق میں بعید مقام جہاں تک وہ جا سکتا تھا اور اُس سے آگے کوئی زمین نہیں تھی اور اس مقام سے آگے سے سورج طلوع ہوتا تھا)

تو آفتاب کوایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا۔جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑنہیں رکھی۔(سورج کی دھوپ سے بچنے کے لئے موسم اور ماحول سے حفاظت کے لئے کچھ نہ تھا)

تبصرہ:

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے اُسے ایک اور بڑا سمندر ملا۔جیسا کہ اس نے مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا تھا۔اُس نے سمندر کے اُس پار سورج کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔اگر وہ مغرب میں بحرا سود تھا۔تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرق میں جو سمندر تھا وہ بحرکیسپئین (Caspian Sea) تھا۔

سورۃ الکھف اب طاقت کے استعمال کا دوسرا سبق بیان کرتی ہے۔اُس وقت ذوالقرنین نے طاقت کس طرح استعمال کی ہوگی۔مثال کے طور پر ایسی مادی ترقی میں ان قدیم لوگوں کے حقوق راستے میں حائل ہوں گے۔جیسا کہ موجودہ زمانے میں بحرکسپئین کے علاقے میں موجود تیل کے اُس بڑے ذخیرے سے بہت سا فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔کیا اُس نے تیل کے مادی فائدے کو ان غریب قدیم زمانے کے وحشی لوگوں کے حقوق اور اقدار پر ترجیح دی ہوگی۔کیا اُس نے بحرکسپئین کے تیل پر قبضہ جمانے کے لئے وہاں ہولناک تباہی و بربادی کی ہوگی اور ان پر جنگ مسلط کی ہوگی۔پھر تیل کے ذخائر کے لالچ پر انسانی حقوق اور انسانی ہمدردی کو فوقیت دی ہوگی۔

یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اس سرزمین کے اُس علاقے پر رہنے والے لوگوں کو شاید ایک دن قدرت کی دی ہوئی نعمتوں سے زیادہ موسمی آلودگی اور نیوکلیر کی تابکاری شعاعوں سے بچنے کی زیادہ ضرورت ہوگی۔

كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ (سورۃ الکھف 91)

اس طرح (کیا وہ اُن سے ملا اور اس طرح اُس نے دانشمندی اور ہمدردی سے ان کو کسی پریشانی کے بغیر قدرتی طور سے زندگی گزارنے کیلئے چھوڑ دیا۔) اور ہم (اللہ تعالیٰ) نے اپنے علم سے اُسکو گھیر لیا۔)

تبصرہ:

جب طاقت کی بنیاد ایمان پر قائم ہو۔تو وہ عدل وانصاف اور دانائی، انسانی ہمدردی اور عمدہ احساس کا معیار قائم رکھتی ہے اور لوگوں کو جو قدیم انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں۔اور جو بدترین

حالات میں بھی قناعت پسند رہتے ہیں اُن کے لئے آسانیاں پیدا کرتی ہے۔(جس طرح شمالی امریکہ اور آسٹریلیا کے ہمسایہ قبیلے جو یورپ کی جدید تہذیب آنے سے پہلے موجود تھے) انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کیونکہ انہوں نے کسی قسم کی جدیدیت صنعتی اور وسائل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔

یہاں سورۃ الکھف دونوں زمانوں میں سے دوسرے زمانے کے متعلق زبردست تنبیہہ بیان کرتی ہے۔کہ جب انہوں نے دنیا میں طاقت حاصل کرلی۔ جو یقیناً بے دین ہوگی اور اُس طاقت کا استعمال مکمل طور پر ذوالقرنین کے استعمال کے اُلٹ یا مخالف ہوگا۔اس کے علاوہ اُن کے پاس عدل وانصاف کا کوئی خاص معیار نہ ہوگا۔حکمت، انسانی ہمدردی، یہاں تک کہ اچھا شعور اور عقل بھی نہ ہوگی۔ بلکہ اُس کی بنیاد کسی خودغرضی اور مصلحت پر بنی ہوگی۔(جب اُن کے لئے ایسا کرنا فائدہ مند ہوتا ہے) وہ زبردستی اور سختی سے زمین کے وسائل زیادہ دولت کے حصول کی تلاش میں استعمال کرتے ہیں حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی بہت سی دولت کے مالک ہیں۔ وہ اُس طرز زندگی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ جو انہوں نے خود تخلیق کیا ہے۔ وہ ایسا بے دین، جدیدیت دنیا کے متحد کرنے، ایک دوسرے کے قریب لانے اور اقتصادی ضروریات کی وجہ سے کرتے ہیں اور ان کو انسانی حقوق پر ترجیح دیتے اور مقدم رکھتے ہیں۔

علاوہ ازیں جو لوگ اپنی محدود معاشیات کو وجہ سے قناعت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔اُن کے طرز زندگی پر حملہ کیا جائے گا اور تباہ کردیا جائے گا اور ان کو ناقابل تصور مصائب اور نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی قسم کے حالات پہلے شمالی امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ پر چھائے ہوئے تھے درحقیقت باقی دنیا کے بیشتر حصے اور خاص طور پر بحر کسپیئن کے تیل والے علاقے ایسی ہی قسمت کے منتظر ہیں۔

ذوالقرنین شاید دونوں زمانوں میں سے دوسرے زمانے سے واقف تھا۔ جو ایسا زمانہ ہے۔جس میں درحقیقت مشرقی علاقوں میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے۔ وہ واقعات بے حد پُر اسرار ہوں گے اور اُن کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ذوالقرنین نے اُس علاقے تہہ و بالا کیئے بغیر ہی چھوڑ دیا تھا۔

اب ایسا ممکن ہوسکتا ہے کہ بحر کسپیئن کے تیل پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بڑی جنگ چھڑ جائے جس کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہوسکتا ہے۔

☆......☆......☆

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا﴿۹۲﴾ (سورۃ الکھف 92)

آخری ایک تیسری مثال یہاں موجود ہے کہ کس طرح ذوالقرنین نے اپنی طاقت استعمال کی۔ اُس نے پھر سے تیسری طرف سفر اختیار کیا اور اُس نے صحیح منزل کو حاصل کرنے کیلئے نیک اور درست ذرائع استعمال کیے۔

☆......☆......☆

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا﴿۹۳﴾

ترجمہ: (اور وہ سفر کرتا رہا) حتیٰ کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان درے (سد) کے قریب پہنچ گیا اور وہ ایسے لوگوں سے ملاؔ۔ جن کی زبان بمشکل سمجھ میں آتی تھی۔ (اپنی زبان بولتے تھے) (سورۃ الکھف 93)

تبصرہ:

اس مثال کا اطلاق ان لوگوں پر یوں ہوتا ہے۔ جو سادہ لوح ہیں اور دنیا کے حکمرانوں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یا تو ان حکمرانوں کی زبان سب سے الگ ہے۔ جس کا دنیا کے مختلف حصوں میں بولی جانے والی زبانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے یا پھر وہ دنیا سے الگ تھلگ کسی ملک میں رہتے ہیں۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا﴿۹۴﴾

ترجمہ: (حقیقت میں جب وہ ایک دوسرے کی زبان سمجھنے کے قابل تھے) انہوں نے کہا اے ذوالقرنین، ٹھہرو، یاجوج و ماجوج اس سرزمین کو تباہ کر رہے ہیں (جس میں ہم رہتے ہیں) ہم اس شرط پر تمہاری تعریف کر سکتے ہیں۔ اگر تم اُن کے اور ہمارے درمیان دیوار تعمیر کردو (اُن سے ہمیں محفوظ رکھنے کے لئے) (سورۃ الکھف 94)

تبصرہ:

یاجوج اور ماجوج کون ہیں؟ دو قبائل ہیں۔ جو نبی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں یاجوج و ماجوج طاقت کے سلسلے میں ذوالقرنین جیسے ہیں۔ اور حقائق سے یہ بات واضح ہے کہ جو لوگ

یاجوج و ماجوج کے حملوں کا شکار تھے۔انہوں نے ذوالقرنین سے درخواست کی کہ اُن کی حفاظت کے لئے دیوار تعمیر کر دے۔ اگرچہ وہ خود جو طاقت رکھتے تھے۔اُسکی تصدیق بھی حدیث قدسی سے ہوتی ہے۔جو صحیح مسلم میں درج ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''کہ میں نے اپنی مخلوق پیدا کی ہے'' (یاجوج و ماجوج) وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اور اُن کو تباہ کر سکتا ہے۔

سورۃ الکھف میں یہ بھی بیان ہوا ہے جو غیر معمولی خبر ہے کہ یاجوج و ماجوج جو طاقت رکھتے تھے۔ اُسے وہ ذوالقرنین کے طریقوں کے اُلٹ دوسرے طریقے سے استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے زمین پر فساد پھیلایا۔ اور ہر چیز تباہ و برباد کر دی۔ انہوں نے اپنی بے پناہ ظالمانہ طاقت سے ہر چیز کو اپنا شکار بنایا۔انہوں نے بلاوجہ قتل، سوچا سمجھا قتل، دہشت کا پھیلاؤ، ظلم و ستم وغیرہ وغیرہ زمین پر فساد پھیلایا۔اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اُن کے زمین پر فساد پھیلانے کی سزا ملنی چاہیے یا پھر ان کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے یا پھر اُن کے ہاتھ اور پاؤں دوسری جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا پھر اُن کو معاشرہ سے جلاوطن کر دینا چاہیے۔(قرآن المدیحہ 36-5)

یہ سزائیں مختلف قسم کے فسادات کے مطابق ہونی چاہئیں۔ یہ خداوند کریم کی مقرر کردہ ایسی سزائیں ہیں جن کی تشہیر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

اس مذکورہ بالا بات کا دلچسپ مفہوم یہ ہے کہ جب یاجوج و ماجوج بالآخر دنیا میں رہا کر دیئے جائیں گے تو تمام انسانیت اُن کے ورلڈ آرڈر (ترتیب دنیا) کی ماننے والی رعایا بن جائے گی جو یقیناً ذوالقرنین کے دور لوح بوسہ (Pax Qarnian) کے بالکل اُلٹ اور مخالف ہوگا۔

ان دونوں زمانوں میں سے دوسرا زمانہ یقیناً وہی ہوگا جس میں یاجوج و ماجوج پوری دنیا کے انسانوں میں فساد پھیلائیں گے۔ چنانچہ سورۃ الکھف کی یہ آیت بے حد اہمیت کی حامل ہے جس میں جدید زمانے کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔

☆......☆......☆

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۙ

ترجمہ: اُس نے جواب دیا۔ جو تم میری تعریفیں کرتے ہو اُس سے زیادہ میرے خدا نے مجھے بہتر انداز میں مضبوط اور محفوظ بنایا ہے۔ (سورۃ الکھف 95)

☆......☆......☆

تبصرہ:

ذوالقرنین دیوار تعمیر کرنے پر رضا مند ہوگیا۔قرآن پاک میں اُس دیوار کو روم کے نام سے پکارا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس دیوار سے متعلق خاص قسم کی وضاحت فرمائی ہے اور اُس کے لئے سدن کا لفظ استعمال کیا ہے جس کو ذوالقرنین تعمیر کرنے والا تھا۔دو پہاڑوں کے درمیان خلاء کو پُر کرنے کا عمل یا طریقہ بالکل ایسا تھا جس طرح کسی ڈیم کی تعمیر میں پہلے بھرتی ڈالی جاتی ہے۔ ذوالقرنین نے پہلے اُس خلاء کو ملبے سے بھرا جو دو پہاڑوں کے درمیان کھائی یا درے کی صورت میں تھا۔

اُس نے لوہے کے بڑے بڑے بھاری ٹکڑے ایک دوسرے پر رکھے۔اُس نے تہہ سے شروع کیا اور پہاڑوں کی چوٹی تک لے گیا۔اُس نے درے کی چوڑائی کو پہاڑوں کی بلندی تک پر کر دیا۔

اس طرح ذوالقرنین نے اس امر کی تصدیق میں مزید ثبوت فراہم کیے ہیں کہ یاجوج و ماجوج منفرد طاقت کے مالک تھے۔جس کو روکنے کی صرف اُسی میں (ذوالقرنین) جرأت یا ہمت تھی تاہم وہ اُن کو نیست و نابود نہ کرسکا۔

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ؕ﴿۹۶﴾

ترجمہ: تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب درے ملاتے ملاتے اُن کے دونوں سروں کو بیچ کے خلا کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہوگیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارہ کر دیا تو اُس وقت حکم دیا۔سب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ (جو پہلے سے تیار کرلیا گیا تھا) اُس پر ڈال دوں۔ (سورۃ الکھف 96)

جو دیوار تعمیر کی گئی تھی وہ ممکنہ مضبوط ترین دھات سے بنائی گئی تھی اور اُسی سے یاجوج و ماجوج کو روکا جاسکتا تھا۔(قرآن حکیم نے سورۃ الحدید 25-57) میں اس کی تصدیق کی ہے۔

کہ وہ لوہا بے حد مضبوط دھات تھی۔ذوالقرنین نے وہ دیوار تعمیر کرنے کے بعد اُس پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا، اغلب ہے کہ اُس نے زنگ کو روکنے کیلئے ایسا کیا

مذکورہ بیان سے مراد یہ ہے کہ جب دونوں زمانوں میں سے دوسرے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے یاجوج و ماجوج کو دنیا میں رہا کر دیا۔ برائیوں اور بدیوں کی حکمرانی شروع ہوگئی اور انسانیت کو دہشت گردی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

لیکن جب دیوار تعمیر کی گئی تھی تو اُس وقت مقلدین نے اپنے آپ کو اُس اپنی دیوار کے پیچھے محفوظ خیال کیا ہوگا۔ جس دیوار نے یاجوج و ماجوج کو روکے رکھا۔ اس واقعہ ایک یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ اُس وقت مقلدین ایک اور غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) دیوار بھی دو چیزوں سے تعمیر کر سکتے تھے۔ اور وہ لوہے اور تانبے کا نعم البدل یا متوازی ہوسکتی تھیں۔

قرآن حکیم کی آیات میں بیان ہوا ہے کہ وہ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے (بلاک) تھے۔ چنانچہ قرآن پاک کی آیات اُن لوہے کے بلاکوں کا کام دے سکتی تھیں اور سنت رسول ﷺ اُن لوہے کے بلاکوں پر پگھلے ہوئے تانبے کا کام دے سکتا تھا جو بلاکوں کی تہوں میں سما جاتا۔ اس طرح کبھی نہ دکھائی دینے والی ناقابل تسخیر دیوار تعمیر ہوسکتی تھی۔

ہم نے تجویز پیش کی ہے کہ ایک ایسی ہی غیر مرئی دیوار مسلمانوں کے اُن قصبوں کے چاروں طرف تعمیر ہونی چاہیے جو شہر کے ہنگاموں سے دور صرف مسلمانوں کے لئے آباد کئے جائیں۔

اس آیت میں ان دو پہاڑوں کا حوالہ موجود ہے جو سمندری گھونگے کی مانند ہیں۔ اور اُس تنگ درے کے دونوں اطراف میں جغرافیائی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں وہ ہند یورپی پہاڑ ہیں اور وہ پہاڑ بحر اسود اور بحر کسپیئن کے درمیان موجود ہیں۔

فَمَا اسْطَاعُوٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا

ترجمہ: اس طرح (دیوار تعمیر ہوگئی اور یاجوج و ماجوج) وہ نہ تو اُس دیوار کو پھاند سکتے تھے اور نہ ہی اُس میں سے داخل ہوسکتے تھے۔ (اسے کھود کر) جس کے نتیجے میں لوگ ان کے حملے اور شر سے محفوظ ہوگئے۔ (سورۃ الکھف 97)

تبصرہ:

ذوالقرنین نے جو دیوار طویل عرصہ پہلے تعمیر کی تھی ایک عرصہ تک قائم رہی اور انسانیت یاجوج و ماجوج کی پامالی اور تباہی سے محفوظ رہی۔

اب ہم ان دونوں زمانوں کے مابین امتیاز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کا تعلق ذوالقرنین سے ہے۔

پہلا زمانہ یاجوج و ماجوج کی پامالی سے تحفظ کا ہے اور وہ زمانہ اُس وقت چلتا رہا۔ جب تک اپنی جگہ محفوظ رہی اور قائم رہی۔ دوسرا زمانہ فتنہ وفساد کا زمانہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ دیوار کی مسماری اور بربادی چاہے گا اور یاجوج و ماجوج کو دنیا میں رہا کر دیا جائے گا کہ وہ انسانیت پر غلبہ پائیں اور دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائیں۔

اب دوسرا زمانہ (قرن) ہے۔ جس میں قیامت کی نشانیاں تواتر سے ظاہر ہوتی جائیں گی۔

ایمان والے لوگ جن کے نیک اعمال ہوں گے اُن کو اُس وقت یاجوج و ماجوج کے فتنہ و فساد سے اپنے آپ کو بچانا پڑے گا۔ (دنیا کی تباہی، خرابی سے) ان کو اپنے اردگرد ایک غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) دیوار تعمیر کرنا پڑے گی۔ جو قرآن اور سنت رسول ﷺ سے تعمیر ہوگی۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

ذوالقرنین نے کہا (ہماری کامیابی دیوار کی تعمیر میں ہے) یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا (یعنی دیوار کے فنا کا وقت) تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا جائے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ حق ہے۔ (سورۃ الکھف 98)

تبصرہ:

سورۃ الکھف میں یہاں ایک بہت شاندار تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن خود ہی اس دیوار کو مسمار کر دے گا اور زمین کے برابر کر دے گا اور یاجوج و ماجوج کو دنیا میں رہا کر دے گا۔

جب اللہ تعالیٰ ایسا کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس وقت طاقت کی بنیاد خدا کے انکار پر قائم ہوگی جس سے دنیا میں ظلم و بربریت، خرابی، تباہی اور اسلام کے خلاف جنگ پھیلے گی۔ اُس وقت (ورلڈ آرڈر ترتیب دینا) دنیا کے دو کنارے ہوں گے ایک کنارے پر یاجوج اور دوسرے کنارے پر ماجوج ہوں گے۔ یہ بالکل ایسا ہی ورلڈ آرڈر ہے جس میں ہم زندہ ہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾

ترجمہ: ہم اُس روز اُن کی ایسی حالت کر دیں گے کہ وہ لہروں کی طرح کہ ایک میں ایک گڈ مڈ ہو جائیں گے اور صُور پھونکا جائے گا۔ پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے۔" (سورۃ الکھف 99)

تبصرہ:

قرآن حکیم ہمیں خبردار کرتا ہے کہ کئی موقعوں پر یعنی دو مرتبہ صُور پھونکا جائے گا۔ (18,99,23,101,36,51,39,68) (50,20,69,13) ان آیات میں صُور پھونکنے کا مطلب ہے کہ فتنہ کا دور شروع ہو چکا ہے اور قیامت (السـاعة) تعقیب آ چکی ہے یعنی ایک ایسا لمحہ جس میں تباہی و بربادی عام ہوگی جس کے بعد مردوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا۔

لیکن سورۃ الکھف کی یہ ایک غیر معمولی پیش گوئی بیان کرتی ہے کہ دُنیا میں اس بڑی جنگ کی وجہ ندیدے یاجوج و ماجوج کا ورلڈ آرڈر (ترتیب دُنیا) ہوگا اور گلوبلائزیشن (دُنیا کو قریب لانا) کا حیران کن تماشا ہوگا۔

ڈاکٹر تمام آدمی جو قرآن حکیم کے سائنسدان اور فلاسفر ہیں۔ وہ درحقیقت اپنے کام بے حد شعوری حس کے مالک ہیں اُن کی رائے یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج کی جب رسی کھول دی جائے گی تو بعد ازاں وہ سمندری لہروں کی طرح ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

ایک لہر اگر ناکام ہو جاتی ہے تو دوسری لہر کامیاب ہو جاتی ہے اور بتاتی ہے کہ پہلے کیا کچھ ہو چکا ہے یاجوج و ماجوج تمام اقوام اور مذاہب میں سمندر کی لہروں کی مانند ایک کے بعد دوسری لہر کی طرح گزریں گے۔ پھر وہ سب لہریں ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو جائیں گی۔ جس طرح مظلوم اور کمزور قومیں دوسری قوموں میں ضم ہوگئیں اور گھل مل گئیں۔ اکثر نے نہایت سلیقے سے اس پر عمل کیا۔ لیکن یاجوج و ماجوج نے بعض لوگوں کو سوچی سمجھی سکیم کے تحت بے دینی کی طرف دھکیل دیا جس طرح لوہے کو پگھلانے کے لئے بھٹی میں ڈالتے ہیں۔

ایسا امریکہ میں ہوا جہاں مختلف نسلوں اور قوموں سے لوگ آئے۔ اکھٹے ہوئے اور پھر ایک دوسرے میں ضم ہوگئے۔ یوں تمام قوموں کی تباہی عمل میں آئی۔ (کتاب کے مصنف سے ذاتی

خط و کتابت) بالآخر اس آیت کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ ہولناک ایٹمی جنگ (Starwar) یاجوج و ماجوج کے درمیان ضرور ہوگی۔ جس کی وجہ سے زمین کا بیشتر حصہ بنجر ہو جائے گا اور ریگستان میں تبدیل ہوجائے گا۔(دیکھئے قرآن حکیم۔سورۃ الکھف 8-18)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یقیناً وقت مقررہ پر ہم اس زمین کو بنجر ریت میں تبدیل کر دیں گے پھر اس کے بعد دنیا کا خاتمہ شروع ہوجائے گا اور مردے زندہ ہو جائیں گے۔ درحقیقت اس آیت میں خاص طور پر واضح کیا گیا ہے یاجوج و ماجوج ایک دوسرے کے خلاف تلاطم خیز موجیں بن جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج ورلڈ آرڈر (ترتیب دینا) کے دونوں کناروں پر متفق نہ ہوں گے اور ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہوں گے اور کوشش کریں گے کہ اس ورلڈ آرڈر کا صرف ایک ہی کنارہ ہو کیونکہ دجال کو ایک ہی کنارے والے ورلڈ آرڈر کی ضرورت ہے جس کو وہ آسانی سے کنٹرول میں رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ دنیا پر حکمرانی کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ ایسی جنگ شروع کرے گا جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے تک جاری رہے گی۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾

ترجمہ: اور اُس دن (جب یاجوج و ماجوج کے درمیان ہولناک جنگ ہوگی اور آسمان پر بے شمار نیوکلیر کے بادل ظاہر ہوں گے اور اُن سے دھواں ہر طرف پھیل جائے گا) (سورۃ الکھف 100)

ہمیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا ان لوگوں کو دیکھنے کیلئے جنہوں نے پہلے سچ کو ماننے سے انکار کیا تھا۔

تبصرہ:

ان آیات سے واضح ہے کہ اُن جنگوں میں بے شمار لوگ ہلاک ہوں گے اور اس زمین کی بہت سی آبادی کم ہوجائے گی۔ ان ہلاک ہونے والے لوگوں میں زیادہ تعداد اُن کی ہوگی جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دوزخ کی ہولناکی کو پھیلتے ہوئے دیکھا ہوگا۔

مسلمان جو اس دنیا میں رہ رہے ہیں۔ اُن کو تصدیق کے لئے مزید شواہد کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اُن مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو بے دین قسم کے بڑھتے ہوئے خیالات اور زوال

پذیر معاشرے کے دھارے سے علیحدہ رکھیں۔ کیونکہ موجودہ معاشرہ ہولناک بربادی کی طرف جا رہا ہے اور اسی معاشرے اور دور میں یاجوج و ماجوج کے درمیان جنگ ہوگی۔

☆......☆......☆

الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾

ترجمہ: (جن کی آنکھوں پر دنیا میں ہماری یاد سے (دین حق دیکھنے سے) پردہ پڑا ہوا ہے اور وہ سُن بھی نہ سکتے تھے) (سچائی کے الفاظ) (سورۃ الکھف 101)

تبصرہ:

اس آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو بینائی رکھنے کے باوجود دیکھ نہیں سکتے۔ وہ کان رکھتے ہیں مگر سن نہیں سکتے دل رکھتے ہیں مگر ادراک سے محروم ہیں۔ ایسے لوگ دوسرے زمانے (قرن) کو شناخت کرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ نہ ہی وہ دنیا کے زوال اور بے دین دنیا کو پہچاننے کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں وہ دوسرے زمانے کو پہچاننے سے یکسر قاصر ہیں۔ جو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (سورۃ الکھف 101-83)

یہ قرآن حکیم کے اوپر بیان کئے گئے میں سے ایک پیرا (حصہ) ہے (جس کے ساتھ ہمارا تبصرہ شامل ہے) اس کا تعلق اُن احادیث سے بھی ہے جن کا اس کتاب میں جگہ جگہ حوالہ دیا گیا ہے۔ جن سے ہم نے نہایت احتیاط سے یاجوج و ماجوج کی حیثیت کو اخذ کیا ہے۔

ہم نے اُن کو انسان دریافت کیا ہے جن کے دو دو چہرے ہیں۔ اور وہ تیزی سے اور پُھرتی سے حرکت کرتے ہیں۔ وہ غیر معمولی فوجی طاقت کے مالک ہیں لیکن وہ دوسروں کو دبانے اور نیچا دکھانے کے لئے طاقت استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان بحرانی حالات میں قرآن حکیم میں اُن کی پہچان بہت واضح ہے کہ یاجوج و ماجوج ان لوگوں کی وطن واپسی کو ممکن بنا دیں گے جہاں سے مشیت ایزدی نے ان کو نکالا تھا۔ (برباد کر دیا تھا) وہ لوگ ایک دن واپس اپنے وطن لوٹیں گے اور اُس شہر کی ملکیت کا دعویٰ کریں گے۔ (سورۃ الانبیاء 96-95-21) جب کہ یاجوج و ماجوج قیامت کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی ہیں اور اُن یاجوج و ماجوج کی رہائی بھی قیامت کی ایک نشانی ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

اُس کے بعد یوں ہوا کہ وہ شہر جس کو تباہ و برباد کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے لوگوں کو نکال دیا گیا تھا۔ یاجوج و ماجوج نے ان لوگوں کو واپس لا کر آباد کرنے میں مدد کی۔ اس بات کا بھی تعلق قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

اس کتاب کا سب سے اہم اور حساس وہ باب ہے جو روش کار سے متعلق ہے جس میں ہم نے قیامت کی نشانیوں کے موضوع کو نظام معانی کے ذریعے واضح کیا ہے۔ لہٰذا یاجوج و ماجوج کے متعلق قرآن کی آیات اور احادیث کی تشریح اور تفہیم کے لئے نظام معانی کا جاننا ضروری ہے۔

گذشتہ باب اصطلاحات کے لئے مخصوص تھا۔ ہم نے بحث کی تھی کہ قرآن مجید نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کے علم کا نام دیا ہے یا وہ ایسی کلید ہیں۔ جس کے ذریعے قیامت کے مضمون کو سمجھا جاسکتا ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اُس شہر کے متعلق ہماری نشانیوں کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔ جو ہم نے اپنی روش کار (methodology) کے اطلاق سے ثابت کیا ہے کہ وہ شہر یروشلم ہے۔ اسی طرح وہ لوگ یاجوج و ماجوج کو زبردست ایکٹر ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ جنہوں نے بیت المقدس میں اسرائیلی ریاست کو بحال کیا۔ اس بڑھتے ہوئے دباؤ میں دھوکے باز اسرائیلی ریاست دنیا میں حکمرانی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ مگر انہوں نے روشن اور واضح حقائق سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ جو بیت المقدس کی سرزمین میں ڈرامہ کھیلا جائے گا وہ ڈرامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی پر نقطہ عروج کو پہنچ جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُس دنیا میں معجزانہ واپسی ہی ساعۃ کا علم ہے۔

قرآن پاک کی وضاحتیں ایسے شکی مزاج لوگوں کے لئے چیلنج ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ بیت المقدس کی سرزمین پر کھیلئے گئے ڈرامے سے ایسی باتیں ظاہر ہوں گی جن کا قرآن حکیم میں ذکر موجود ہے۔ (قرآن حکیم۔سورۃ النحل 89-66)

یاجوج و ماجوج انسان ہیں: (قرآن اور حدیث)

کیا یاجوج و ماجوج عجیب وغریب مخلوق ہیں جن کی عجیب شکلیں اور قد ہیں یا وہ عام انسانوں کی طرح ہیں؟ کیا وہ جن ہیں یا فرشتے کیا وہ انسان نہیں اور دجال کی طرح جھوٹے مسیح ہیں۔

یا وہ جن یا فرشتے نہیں بلکہ دجال کی طرح ایک دن انسان کی شکل میں ظاہر ہوں گے؟

اس سوال کا جواب ہم قرآن پاک کے حوالے سے پیش کریں گے۔

سورۃ الکھف کی آیت نمبر 94 ہمیں خبردار کرتی ہے کہ انسانوں کی اس قوم نے اپنے علاقے میں یاجوج ماجوج کے فتنہ وفساد کی شکایت ذوالقرنین سے کی (جو خرابی اور تباہی پیدا کر رہی تھی) انہوں نے ذوالقرنین سے درخواست کی کہ وہ یاجوج ماجوج اور ان کے درمیان ایک دیوار تعمیر کردے تاکہ وہ ان کے فساد اور تباہی سے محفوظ رہیں۔

ذوالقرنین نے ان کے جواب میں لوہے کے ٹکڑوں سے دیوار تعمیر کردی، اس طرح وہ یاجوج وماجوج کو ان سے دور رکھنے میں کامیاب رہا۔

اسلامی ضابطہ اخلاق گناہ اور جرم میں امتیاز پیدا کرتا ہے، گناہ وہ ہے جس کی سزا اگلے جہاں میں ملے گی اور جرم وہ ہے جس کی سزا اس دنیا میں دی جاتی ہے۔ اسلامی تعزیرات میں فساد سے مراد ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنا، بنک کا سود (اس سے مارکیٹ تباہ ہو جاتی ہے)، ڈاکہ زنی، بھوک وافلاس، قحط، ویکسین (Vaccine) اور نشہ آور ادویات سے لوگوں میں زہر پھیلانا، بتوں کی زبردستی پوجا، (روحوں کی تباہی)، یہ تمام جرائم معاشرے کو تباہ کرسکتے ہیں۔ یہ فساد کو سزا سے باز رکھنے کا ایک نسخہ ہے جس میں جلاوطنی، ہاتھ پاؤں کا دوسری طرف سے کاٹنا اور پھانسی دینا شامل ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اُن کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جاویں یا سُولی پر چڑھا دیئے جاویں یا اُن کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین پر سے نکال دیئے جاویں یا اُن کے لئے دُنیا میں سخت رسوائی ہے اُن کو آخرت میں عذاب عظیم ہوگا۔ (سورۃ المائدہ 33)

یہاں لفظ فساد استعمال کرنے سے یاجوج و ماجوج کا رویہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ جس سے معلوم پڑتا ہے کہ وہ انسان ہیں۔ جو اپنے اعمال کے خود ذمہ دار نہیں۔ لیکن ایسا تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جبکہ یاجوج و ماجوج کو اپنی مرضی سے کام کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ یوں وہ اپنے گناہوں کے لئے جوابدہ ہوسکتے ہیں۔

فرشتوں کو اپنی مرضی پر اختیار حاصل نہیں ہے۔اس لئے وہ گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے اس لئے وہ کہیں بھی فساد پیدا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی نظر نہ آنے والے فرشتوں کو مادہ سے بنی ہوئی دیوار کے پیچھے بند رکھا جا سکتا ہے۔ البتہ جنوں کو اپنی مرضی پر اختیار حاصل ہے اس لئے وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ جن انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اس لئے انسان اُن کو فساد برپا کرتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے۔

علاوہ ازیں دکھائی نہ دینے والے جن بھی فرشتوں کی مانند ہمارے مقامات اور اوقات سے باہر رہتے ہیں۔ اس لئے اُن کو مادے سے بنائی گئی دیوار کے پیچھے بند نہیں کیا جا سکتا۔ اب صرف انسان ہی باقی رہ جاتا ہے جس کو اپنی مرضی پر اختیار حاصل ہے اور وہ اپنی مرضی سے گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔اس لئے صرف انسان ہی فساد پیدا کر سکتا ہے۔

علاوہ ازیں جنوں اور فرشتوں کے برعکس انسان کو مادے سے تعمیر کی گئی دیوار کے پیچھے بند رکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ان دلائل سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور جس سے کوئی مضر نہیں کہ یاجوج و ماجوج انسان ہیں۔

جب ہم حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ یاجوج و ماجوج انسان ہیں۔

حدیث ہے۔

ابو اسعد الخذری بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ وہ اپنی
> اولاد میں سے اُن لوگوں کو چُن لیں جو دوزخ میں جلائے جائیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے۔اے اللہ! وہ کون لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ایک ہزار میں سے 999 لوگ دوزخ میں جائیں گے جبکہ صرف ایک شخص جنت میں جائے گا۔
یہ سُن کر لوگوں پر لرزہ طاری اور وہ پوچھنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جنتی ایک شخص کون ہے؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔فکر مند نہ ہو۔ وہ 999 یاجوج و ماجوج ہوں گے اور تم لوگ جنت میں جانے والے ایک ہو گے۔ (تمہاری تعداد اُن کے مقابلے میں ایک ہزار میں سے ایک کے برابر ہوگی) (بخاری، مسلم)

بے شک یاجوج و ماجوج حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

(کنز الاعمال حدیث 2158)

مذکورہ بالا حدیث کے حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج انسان ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث قدسی ہے جو صحیح مسلم میں درج ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے کہ یاجوج و ماجوج اُس کے بندے ہیں۔

میں نے اپنے بندے (یاجوج و ماجوج) پیدا کئے ہیں۔ جو اس قدر طاقتور ہیں۔ کوئی انسان اُن کے ساتھ جنگ نہیں کر سکتا۔ (صحیح مسلم)

وہ اللہ کے بندے ہیں اور اُن میں جنگ لڑنے اور فوج کو شکست دینے کی صلاحیت ہے کیونکہ وہ انسان ہیں۔

ہمارا نتیجہ ان ٹھوس شواہد پر مبنی ہے۔ جو ہم نے قرآن حکیم اور احادیث دونوں سے اخذ کیے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یاجوج و ماجوج انسان ہیں۔

☆......☆......☆

وہ دو چہروں والے لوگ ہیں۔ وہ پُھرتی سے حرکت کرتے ہیں:

یاجوج و ماجوج دو ایسے نام ہیں۔ جو قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر تمام آدمی جو قرآن پاک کی زبان اور معانی کے ماہر ہیں۔ انہوں نے کمال مہارت سے ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج دو الفاظ ہیں جن کا مادہ ء۔ج۔ج عربی ہے۔ جو گرائمر کے اعتبار سے فاعل ہے اور اس طرح ماجوج مفعول ہے۔

ان الفاظ سے اُن کے کردار کی خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو چہروں والے لوگ ہیں اور اُن کا رویہ بھی جوار بھاٹا کی مانند اُتار چڑھاؤ کی مانند ہے۔

وہ حملہ کرتے ہیں اور قبضہ جماتے ہیں۔ (یاجوج) پھر کسی بہانے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں (ماجوج) وہ ظلم کرتے ہیں (یاجوج) پھر اور امن کے پجاری بن جاتے ہیں۔ (ماجوج)

وہ مذہبی لوگوں کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ (یاجوج) حقیقت میں وہ مذہب سے محروم اور بے دین ہیں (ماجوج)

قرآن حکیم خود اس بات کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور خبردار کرتا ہے کہ یہ واقعی دو چہرے والے لوگ ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ؀ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ؀

ترجمہ: جب اُن سے کہا گیا ہے کہ زمین پر فساد نہ پھیلاؤ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو امن پسند لوگ ہیں۔ یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں۔ لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔ (سورۃ البقرہ 12-11)

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ؀

ترجمہ: جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (تمہاری طرح) اور جب خلوت میں جاتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں۔ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 14)

گرائمر کے ماہرین نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے الفاظ عربی زبان ء۔ج۔ج یا ءج ءج سے ماخوذ ہیں جو گرائمر کے صیغہ یفعل اور مفعل کے برابر ہیں۔ ء ج ج کا مطلب ہے سنگدلانہ رویہ۔ آگ کے شعلے بھڑکانا۔ لیکن ء ج ج سے یہ بھی مراد ہے۔ اسری تیز چلنا (یاجوج) اس کے علاوہ ماجوج وہ لوگ ہیں۔ جن کی حرکات میں تیزی اور پُھرتی ہے۔ احتجاج میں شدت جلد بازی ہے۔

جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اولمپک کھیلوں میں کچھ لوگوں کے پاس بہت سے تمغے ہوتے ہیں اور وہ مستقل طور پر انسانیت سے نرم اور مخلص ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا گیا ہے آگ کے شعلے، حرکات میں تیزی، جلد بازی ہوتی ہے جب وہی لوگ ظلم وتشدد اور بربریت کی جنگ لڑتے ہیں۔ پھر دھوکے سے کامیاب ہو جاتے ہیں اور قبضہ جما لیتے ہیں اور زمین کے بیشتر حصے پر نئی آبادیاں قائم کر لیتے ہیں۔

شاید اس سے بھی زیادہ خطرناک اُن کا دو چہروں والا کھیل ہے اور اُن کا تمسخرانہ رویہ ہے جب وہ مذہبی لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بے دین لوگ ہیں۔ اُن کے

برعکس لوگ سچے دین کے پیروکار ہیں اوراس کے مطابق پارسائی کی زندگی بسر کرتے ہیں یاجوج عربی زبان کے اعتبار سے صیغہ فاعل ہے اور ماجوج صیغہ مفعول ہے۔ بعدازاں ان دونوں کے درمیان جنگ ہوگی جس میں یاجوج اپنے مقابل ماجوج پر غالب آجائیں گے۔

اس کتاب میں ہم کوشش کریں گے کہ موجودہ دور میں ان دونوں یعنی یاجوج و ماجوج کی شناخت کرائی جائے۔ ایسا کرنے میں ہم تاریخ کے ختم ہونے کی چند جھلکیاں بھی پیش کریں گے جب یاجوج اور ماجوج کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوگی۔

☆......☆......☆

وہ غیر معمولی فوجی قوت ظاہر کرتے ہیں: (قرآن اور حدیث)

قرآن حکیم نے واضح طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ یاجوج و ماجوج ایسے لوگ ہیں جو غیر معمولی فوجی قوت کے مالک ہیں۔ سورۃ الکھف کے ایک حصے میں وہ بیان موجود ہے جس میں ذوالقرنین کو اُن کے فساد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ بدقماش، شرارتی، ناانصاف اور ظالمانہ رویے کے مالک ہیں۔ ذوالقرنین سے درخواست کی گئی کہ وہ ایک ایسی دیوار تعمیر کر دے جو ادھر کے لوگوں کو یاجوج و ماجوج کی لوٹ مار اور قتل و غارت سے محفوظ رکھے۔

یہ درخواست اُس وقت ذوالقرنین سے کی گئی جب وہ مشرق و مغرب کا سفر کر چکا تھا۔ چنانچہ مغرب کے سفر کے دوران وہ اُن مبتلا لوگوں سے ملا۔ تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا وہ ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرے؟

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ وہ اُن لوگوں کو ان کے ظلم اور ناانصافی کی ضرور سزا دے گا۔ قرآن حکیم مزید بیان کرتا ہے کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل تھی۔ جس میں طاقت بھی شامل تھی۔ وہ جو بھی راستہ اختیار کرے مگر اُس کا فطری تقاضا یاجوج و ماجوج کو اُن کے ظلموں کی سزا دینا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کو سزا نہیں دی بلکہ وہ ان کے درمیان دیوار تعمیر کرنے پر رضا مند ہوگیا۔ جس کی وجہ سے یاجوج و ماجوج کو اُس پار روکا جاسکتا تھا۔ اس حوالے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج فوجی طاقت رکھتے تھے۔ جس کو ذوالقرنین تسخیر یا مغلوب نہ کرسکا تھا۔ جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ جب یاجوج و ماجوج اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اس دنیا میں رہا کئے جائیں گے تو وہ بے مثال صلاحیتوں والی فوجی طاقت کے ذریعے دنیا کا کنٹرول سنبھال لیں گے۔

اُن کی طاقت ایسی ہوگی کہ دنیا کے متحدہ ممالک کی فوجی طاقت اُن سے مقابلہ نہ کر سکے گی۔یعنی اُن کے مقابلے میں دنیا کے ملکوں کی طاقت کم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی حیثیت کی تصدیق کی ہے۔جو قرآن اور حدیث قدسی سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ صحیح مسلم میں بھی درج ہے جس میں یاجوج و ماجوج سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے۔

''میں نے اپنے ایسے بندے پیدا کیئے ہیں جن کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔
مگر میں اُن پر جنگ مسلط کرسکتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب یاجوج و ماجوج اللہ کی مرضی سے اِس دنیا میں رہا کیے جائیں گے تو حقیقتاً وہ دنیا میں ایسی طاقت ہوں گے کہ دنیا پر حکمرانی کریں گے۔مخالفین کا کوئی گروہ اُن کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور دنیا کے لوگ یاجوج و ماجوج کے ورلڈ آرڈر (ترتیب دینا) میں اُن کی رعایا ہوں گے۔

☆......☆......☆

جبر کیلئے طاقت کا استعمال:

قرآن حکیم کی سورۃ الکھف میں ہمیں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ جب طاقت اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ حاصل ہوتی ہے تو اُسے پھر کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ذوالقرنین اللہ تعالیٰ پر اس حد تک یقین رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے دنیا پر حکمرانی عطا فرمائی۔اور اُسے اپنی حکمت سے ایسے ذرائع عطا کیئے جن کے ذریعے وہ جو چاہتا حاصل کرسکتا تھا۔اللہ تعالیٰ خود اُس کا نام لے کر اس سے ہمکلام ہوا۔اور اُسے اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو اس طاقت سے اُن کو سزا دے سکتا ہے یا پھر کوئی اور شاندار اور رحمدلانہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے۔اسکی مرضی اور جواب کیلئے دیکھئے (سورۃ الکھف 18-87-88) جو بلاشبہ عزت و وقار پر مبنی جواب تھا۔

سورۃ الکھف میں ذوالقرنین کے طاقت استعمال کرنے سے متعلق دوبارہ وضاحت کی گئی ہے۔جس کی دوسری مثال یوں پیش کی گئی ہے کہ

جہاں اُس نے اُن لوگوں کا مقابلہ کیا۔جن کے پاس قدرتی آسمان کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ تھی۔اور سروں پر کوئی چھت نہ تھی۔

ذوالقرنین کا جواب اُن کے انسانی حقوق کی عزت کرنا اور کسی شرط کے بغیر اُن کے حقوق کو تسلیم کرنا تھا۔ اُس نے بغیر کسی فائدے کے اُن کے قدیم طرز زندگی اُن کے علاقہ پر قبضہ جمانے کا کانوں سے ہیرے اور سونا نکالنے یا بحرۂ کسپیئن کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کی بجائے اُن کو اُسی حالت میں چھوڑ دیا جس حالت میں وہ رہتے تھے۔

لیکن ذوالقرنین کا نام استعمال کرتے ہوئے (جس کا مطلب ہے دو سینگ والا یا دو زمانوں والا) سورۃ الکھف میں اُسکی وضاحت ملتی ہے۔

ہماری رائے میں یہاں ذوالقرنین سے مراد دو (قرن) زمانے ہیں۔ اُن میں سے ایک کا ذکر سورۃ میں موجود ہے جبکہ دوسرا زمانہ وہ ہے۔ جو آنے والا ہے اور سورۃ میں اُسکی طرف اشارے ملتے ہیں۔ جس کے لئے ذوالقرنین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ اس کا مطلب اُس وقت واضح ہوگا جب یاجوج و ماجوج اِس دنیا میں رہا کئے جائیں گے۔ اُس وقت دنیا دیکھے گی ایسی طاقت جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی بجائے بے دینی اور اللہ کے بغیر معاشرے پر ہوگی۔ اُس وقت ذوالقرنین کے برعکس انداز سے طاقت استعمال کی جائے گی۔

اُس وقت طاقت ظالموں کو اُن کے ظلم و جبر کی سزا دینے کیلئے نہیں بلکہ اُن لوگوں پر ظلم و ستم کرنے اور جبر کا نشانہ بنانے کے لئے طاقت استعمال کی جائے گی۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے اور نیکی کی راہ پر چلنے والے ہوں گے۔

اُس وقت دنیا مشاہدہ کرے گی کہ خاص طور پر اسلام اور مذہب کے ماننے والوں پر جنگ مسلط کی جائے گی۔ دوسرے وہ لوگ جو طاقت کے مالک ہوں گے وہ انسانی حقوق کا ذرہ بھی خیال نہ رکھیں گے بلکہ وہ ظلم و جبر کو بڑھاوا دیں گے اور کمزور لوگوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں گے۔ (جو پرانے انداز سے زندگی بسر کررہے ہوں گے)

وہ ظالم لوگ سخت ناانصافی سے ہیرے، سونا، تیل اور پانی جیسے وسائل والے علاقوں کا محاصرہ کرلیں گے۔ اُن لوگوں یعنی یاجوج و ماجوج کا رویہ طوائف الملوکانہ، ظالمانہ اور قابضانہ ہوگا۔

☆......☆......☆

وہ لوگوں کی اپنے گھروں کو واپسی ممکن بناتے ہیں:

ہمارے نزدیک قرآن حکیم کی سورۃ الانبیاء (96-95-21) میں یروشلم میں یہودیوں کی واپسی کا حوالہ موجود ہے اور اسرائیلی ریاست کی بحالی کے بارے میں وضاحت بھی ہے یا وجوج و ماجوج کی حیثیت والے اس حصے میں (جس کو ہم نے نقش پا کہا ہے) جو قرآن حکیم کی سورۃ الانبیاء میں موجود ہے اُس میں سب سے زیادہ اہمیت والے وہ پاؤں کے نشانات ہیں جن سے یاجوج و ماجوج کی آسانی سے شناخت کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم ایک حیران کُن خبر دیتا ہے کہ

اُس شہر کے لوگ (جس شہر کو اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کر دیا تھا) کبھی بھی اپنے شہر میں واپس آنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُنکے شہر سے نکال دیا تھا اور ان کی واپسی پر پابندی عائد کر دی تھی) جب تک یاجوج و ماجوج رہا نہیں ہو جاتے۔ اس کے علاوہ چاروں طرف وہ پھیل نہیں جاتے اور دنیا کا مکمل کنٹرول سنبھال نہیں لیتے۔ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی اور یروشلم پر اُن کی ملکیت کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ قیامت برپا نہیں ہوگی ہم نے اپنی کتاب ''قرآن میں یروشلم'' میں بحث سے ثابت کیا تھا کہ یہ وہی یروشلم شہر ہے جہاں سے یہودیوں کو اللہ کے حکم سے نکالا گیا تھا اور ان کی واپسی پر پابندی عائد کر دی تھی۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

اُس شہر پر پابندی لگا دی گئی (یروشلم) جس کو تباہ کر دیا گیا تھا (جس شہر کے لوگوں کو نکال دیا گیا تھا) کہ وہ (لوگ) کبھی واپس نہیں آسکتے تھے۔ (اپنے شہر کی ملکیت کا دعویٰ کرنے کے لئے) جب تک یاجوج و ماجوج رہا ہو نہیں جاتے اور ہر طرف پھیل نہیں جاتے۔ (اس طرح وہ دنیا کا کنٹرول سنبھال لیں گے اور یاجوج و ماجوج ورلڈ آرڈر (ترتیب دُنیا) قائم نہیں کر لیتے۔ (سورۃ الانبیاء 96-95)

قرآن حکیم کی ایک ایسی ہی آیت کی ڈرامائی مثال موجود ہے۔جس کو صحیح طور پر صرف نظام معانی کی روش کار سے سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کے علاوہ دیگر ذرائع سے معلومات حاصل کر کے اُن کی مدد سے قرآن حکیم کی آیت کی توضیح وتشریح یوں کی جائے کہ آیت کے معانی واضح ہوجائیں۔

مثلاً یاجوج و ماجوج کے نقشِ قدم ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قرآن پاک میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔جن کی شناخت بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ جو مخالف نقش قدم احادیث میں موجود ہیں اُن پر قرآنی نقش قدم کو ترجیح دینا ہوگی۔

☆......☆......☆

انہوں نے انسانیت کو دنیا کے بے دینی کے برتن میں ڈھال لیا ہے:

قرآن حکیم کی سورۃ الکھف میں اللہ تعالیٰ کی وہ تنبیہ موجود ہے جو ذوالقرنین کو فرمائی تھی اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک دن دیوار کو مسمار کر دیں گے۔ جو اُس نے لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے تعمیر کی تھی۔ چنانچہ جب دیوار مسمار ہوگئی تو یاجوج و ماجوج اللہ کی مرضی سے دنیا میں آزاد ہوجائیں گے۔تو پھر وہ تمام عالمی اقوام اور قبائل میں سمندر کی لہروں کی طرح ضم ہوجائیں گے۔

ان کے علاوہ وہ لوگ جنہوں نے دانائی سے انسانیت کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو محفوظ رکھا۔ایسے نیک لوگ بھی یاجوج و ماجوج کے بے دین اور زوال پذیر پگھلتے ہوئے برتن میں ڈھل جائیں گے یعنی اُن کے رنگ میں رنگے جائیں گے۔

حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ قیامت کے دن ایک ہزار انسانوں میں سے 999 یاوجوج ماجوج ہوں گے اور وہ سب کے سب جہنم واصل ہوں گے۔

ابوسعد الخذری بیان کرتے ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اے آدم۔ جو حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے۔ لبیک میرے آقا پھر اُس کے بعد آواز بلند ہوگی جو کہے گی

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اولاد میں سے دوزخ کے لئے گناہگاروں کو پیش کرو۔

حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے۔

میرے اللہ۔ دوزخ میں جھونکے جانے والے کتنے ہیں؟

تو اللہ تعالیٰ کہے گا۔ وہ ایک ہزار میں سے 999 ہیں۔

اُس وقت حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ بچوں کے بال سفید ہوں گے تم انسانوں کو دیکھو گے کہ وہ بن پیئے بدمست ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی اذیت بے حد دردناک ہوگی۔ (قرآن۔ سورۃ الحج۔ ص 2-22)

جب رسول اکرم ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرمایا تو لوگ اس قدر ڈر گئے کے اُن کے چہروں کے رنگ فق ہوگئے۔ پھر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

کہ وہ 999 یاجوج و ماجوج ہوں گے اور ہزار میں سے ایک تم لوگ ہوگے۔ تم مسلمانوں (بے شمار لوگوں کے مقابلے میں تعداد میں بہت کم ہوگے) جس طرح سفید بیل کے کوئی کوئی کالا بال ہوتا ہے یا کالے بیل کے کوئی کوئی سفید بال ہوتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جنت کے لوگوں کا چوتھا حصہ ہوگے۔ یہ سُن کر سب لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم لوگ جنتیوں کا ایک تہائی حصہ ہوگے۔

اس پر پھر لوگوں نے کہا۔ اللہ اکبر۔

تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جنت کے لوگوں کا نصف حصہ ہوگے پھر ہم سب نے نعرہ مارا۔ اللہ اکبر۔

دُنیا میں بہت ہی کم لوگ رہ جائیں گے (ایک ہزار سے ایک) جو یاجوج و ماجوج کے ظلم و جبر اور سخت آزمائشوں کا کامیابی سے مقابلہ کرسکیں گے۔ وہ اُس چوڑی کھونٹی کی طرح ہوں گے جو یاجوج و ماجوج کے گول سوراخ میں سما نہیں سکے گی۔ وہ وہی لوگ ہونگے جو رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کی خلوص نیت سے پیروی کرتے رہے ہوں گے۔

☆......☆......☆

ستاروں کی جنگ:

وہ یاجوج و ماجوج نہ صرف تربیت یافتہ فوجی طاقت رکھتے ہوں گے بلکہ اس کے علاوہ حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ وہ جنگ میں ''تیر'' استعمال کرتے تھے اور وہ ایسی جنگ بھی لوگوں پر مسلط کر سکتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں ستاروں کی جنگ (Star war) کا نام دیتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

جو لوگ اس مجلس میں حاضر ہیں۔ اُن پر لازم ہے کہ میرا پیغام اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں۔

عین ممکن ہے کہ اُن میں کوئی میرے اس پیغام کو اُن لوگوں سے بھی اچھی طرح سمجھ لیں جو اس مجلس میں موجود ہیں اور جنہوں نے میرا پیغام سُنا ہے۔ (صحیح بخاری)

یاجوج و ماجوج چلتے سفر کرتے رہیں گے۔ یہاں تک وہ الخمر پہاڑ تک پہنچ جائیں گے اور یہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے۔ اُس وقت وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین پر رہنے والے سب لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم اُن کو قتل کریں جو آسمان میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے جو واپس گر کر اُن کو ہی خون میں نہلا دیں گے۔ (صحیح مسلم)

☆......☆......☆

وہ ظلم و جبر میں عربوں کو نشانہ بنائیں گے:

ہمارے رسول مقبول ﷺ نے یاجوج و ماجوج کی بدفطرتی، برائیوں اور خصلتوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یاجوج و ماجوج کا ظالمانہ اور مخاصمانہ رویہ خاص طور پر عربوں کے خلاف ہوگا۔ پھر آپ ﷺ کو الہام سے معلوم ہوا کہ جس دیوار کو ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔ اب اُس میں سوراخ ہو چکا ہے اور یاجوج و ماجوج نے اُس کے ذریعے دنیا میں آنا شروع کر دیا ہے یا پھر بہت جلد آنا شروع کر دیں گے۔

علاوہ ازیں جن معلومات کا آپ ﷺ پر انکشاف ہوا اُن کے نتیجے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''عربوں پر افسوس ہے''

حضرت زینب بنت جیش بیان کرتی ہیں کہ

ایک دفعہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ اُس وقت آپ خوف زدہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' افسوس۔ اللہ تعالیٰ اُن کو (عرب کے لوگوں کو) بڑی مصیبت سے بچائے جو اُن کے قریب پہنچ چکی ہے۔ یاجوج وماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو چکا ہے۔

آپ ﷺ نے شہادت کی اُنگلی اور انگوٹھے کو ملا کر دائرہ بنایا۔

حضرت زینب بنت جیش نے عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول ﷺ جبکہ ہمارے درمیان مذہبی اور راست باز لوگ موجود ہیں تو کیا پھر بھی ہم برباد ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں

یہ مصیبت اور تباہی اُس وقت آئے گی جب دنیا میں برائیاں بڑھ جائیں گی (غلط کام، بے عزتی، بے قدری، جنسی بے راہ روی وغیرہ دنیا پر چھا جائے گی)

اس طرح سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں پر اُن کا نہ صرف سیاسی، معاشی اور فوجی غلبہ ہوگا۔ بلکہ ہر کام میں جنسیت، گھٹیا پن، کینہ پروری اور خباثت پیدا ہو جائے گی۔ (صحیح بخاری)

یاجوج و ماجوج اُس وقت عربوں کو خاص اذیت اور غلبے کا نشانہ بنائیں گے اور وہ حج کے متعلق اور اسلامی سلطنت کے خلیفہ کے بارے میں نہایت بدشگون اور منحوس خیالات رکھتے ہوں گے۔ عرب کے لوگ اُن کے شدید حملوں سے محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ اور نہ ہی وہ اُس وقت تک حج کو صحیح انداز میں بحال کرا سکیں گے اور نہ ہی وہ سُنّی اسلامی خلافت کو دوبارہ قائم کر سکیں جب تک یاجوج و ماجوج کا ورلڈ آرڈر (ترتیب دینا) قائم رہے گا۔

عربوں کی سخت اذیت اور مغلوبیت میں نسلی حیثیت، بدنامی اور نحوست بھی شامل ہوگی لہٰذا عرب کے انسانوں کے دماغوں کو کوری سلیٹ کی طرح صاف کر کے اُن پر بے عزتی، بے قدری اور رُسوائی لکھ دی جائے گی۔

☆......☆......☆

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور دجال کے قتل کے بعد یاجوج و ماجوج بھیجے جائیں گے؟

یہ اُس حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الفاظ منکشف کرے گا۔

> ''میں اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو سامنے لایا ہوں جن کے ساتھ کسی کو جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔تم اپنے لوگوں کو حفاظت سے پہاڑ پر لے جاؤ۔ پھر (تاریخ کے اُس زمانے میں جو اُن واقعات کی طرف لے جائے گا) اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا (یہ ضروری نہیں کہ یاجوج و ماجوج کی رسی کھول دی جائے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کے بعد) یاجوج و ماجوج دنیا میں ہر طرف پھیل جائیں گے اور فائدہ دینے والی جگہوں یا مقامات پر قابض ہو جائیں گے۔ اُن میں سے پہلا شخص تبریاس جھیل کے پاس سے گزرے گا۔ (گلیلی سمندر) اور وہ اُس میں سے پانی پیئے گا۔ پھر جب اُن میں سے آخری آدمی وہاں سے گزرے گا۔ وہ کہے گا یہاں کسی وقت پانی ہوا کرتا تھا (یعنی گلیلی سمندر خشک ہو جائے گا) (صحیح مسلم)

اس حدیث کو تمام دنیا کے لوگ سمجھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں یاجوج و ماجوج کی رہائی اُس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتی۔ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی نہیں ہوتی اور وہ دجال کو قتل نہیں کر دیتے۔

اس کتاب میں ہم اس قسم کی خام روش کار کے استعمال کو مسترد کرتے ہیں جو صرف ایک ہی حدیث پر مرکوز ہو۔ اور اس انداز سے پیش کی گئی ہو۔ جو اُن تمام شہادتوں کی نفی کرتی ہو جن قرآن و احادیث سے استنباط کیا گیا ہو۔

☆......☆......☆

وہ پانی زیادہ استعمال کرتے ہیں:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اُس نے ہر ذی روح کو پانی سے پیدا فرمایا۔ (سورۃ الانبیاء 30-21) گویا پانی کو ماں کی حیثیت حاصل ہے۔جس نے ہر ذی روح اور انسان کو بھی جنم دیا۔

قرآن حکیم مزید بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش (جہاں سے وہ تمام مخلوق کو کنٹرول کرتا ہے) بھی پانی پر قائم ہے۔(سورۃ ہود 17-11)

اس اعتبار سے تمام مخلوق میں پانی کی حیثیت منفرد ہے۔

چنانچہ مذہبی زندگی میں پانی کی عزت وتوقیر پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کے زیادہ استعمال کرنے اور ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

لیکن حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ سے جو حیثیت یاجوج و ماجوج کی اُبھرتی ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ پانی کا بے دریغ اور احمقانہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک بیت المقدس کا سمندر گلیلی حقیقت میں خشک ہو جائے گا۔

تاہم وہ لوگ اپنی تباہی کے خود ہی لکھنے والے ہوں گے۔

☆......☆......☆

حدیث ہے کہ یاجوج و ماجوج سے جب پہلا شخص تبریاس جھیل کے پاس سے گزرے گا اور وہ اُس میں سے پانی پیئے گا اور جب اُن میں سے آخری آدمی وہاں سے گزرے گا کہے گا ''یہاں کبھی پانی ہوتا تھا''۔

(اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کے اس بے دریغ استعمال کے مقابلے میں قدرت اُس قدر پانی دوبارہ بھرنے سے قاصر ہوگی۔ پھر آہستہ آہستہ جھیل کے پانی کی سطح نیچے اُترتی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ جھیل ایک دن خشک ہو جائے گی)۔(صحیح مسلم)

وہ (یاجوج و ماجوج) دنیا کا اس قدر پانی پئیں گے (یا استعمال کریں گے) کہ جب اُن میں سے کچھ لوگ اس ندی کے پاس سے گزریں گے اور اس ندی کا سارا پانی پی لیں گے اور اُسے خشک کر دیں گے۔(کنز الاعمال نمبر 2157)

علاوہ ازیں وہ فساد پیدا کریں گے اور اُن سے دنیا میں بدامنی اور تباہی کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔ وہ دنیا میں صرف پانی کے وسائل بلکہ پانی کی حرمت پر بھی حملہ کریں گے۔

اس سے بدشگونی یہ ہے کہ وہ سنت کے خلاف کام کریں گے۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ پانی کی حرمت کے ساتھ ساتھ پانی کی مقدار اور صاف وشفاف رکھنے کے لئے بھی احتیاط سے کام لو کیونکہ پانی وضو اور غسل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

یاجوج وماجوج اور گلیلی سمندر:

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے وہ گلیلی سمندر کے پانی کی سطح مسلسل نیچے جا رہی ہے یہاں تک کہ ایک دن وہ خشک ہو جائے گا۔ یہ اس بات کی شہادت ہے کہ یہ یاجوج وماجوج کا مسلسل راستہ ہے جو یروشلم کے بڑے جشن کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جو علماء اس موضوع کے بارے میں علم رکھتے ہیں وہ یاجوج وماجوج کی حیثیت پر ناقدانہ نظر ڈالنا بھول جاتے ہیں جو گلیلی سمندر کی سطح آب سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ ایسے علماء سخت غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

وہ خود بے دین اور گناہگار ہیں اس لئے بیشتر لوگوں کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائیں گے:

ابو اسعد الخدری سے ایک حدیث مروی ہے جو صحیح امام بخاری میں درج ہے اس میں حدیث قدسی بھی شامل ہے۔ کہ (اللہ تعالیٰ کا براہ راست فرمان)

انسانیت میں سے یاجوج وماجوج ایک ہزار لوگوں میں سے 999 کو اہل یاجوج وماجوج (گھر کے افراد) میں تبدیل کرلیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمام لوگ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ جس کا یقیناً مطلب یہ ہے کہ یاجوج وماجوج کا طرز زندگی بے دین اور گناہوں سے بھرپور ہوگا جو سب کو دوزخ میں لے جائے گا اور دوزخ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اُن کا مقصد حج کو روکنا ہے:

صحیح بخاری میں ایک حدیث درج ہے۔جس کا تعلق یاجوج و ماجوج کے حج کے فریضے کو روکنے سے ہے۔

ابوسعد الخذری بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ یاجوج و ماجوج کے رہا ہونے کے بعد بھی خانہ کعبہ میں لوگ حج اور عمرہ ادا کرتے رہیں گے۔لیکن اُس وقت قیامت نہیں آئے گی۔جب تک حج بند نہیں ہوجاتا۔

با الفاظ دیگر جب حج کرنے پر پابندی لگا دی جائے گی پھر یاجوج و ماجوج کی دُنیا میں رہائی کے بارے میں انکار کرنا کسی بھی مسلم کے لئے ممکن نہ ہوگا۔یعنی اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یاجوج و ماجوج رہا ہو چکے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف کا خیال ہے کہ حج کا فریضہ ادا کرنا اُس وقت مکمل طور پر بند ہوجائے گا جب اسرائیل جنگ شروع کرے گا اور اُس علاقے پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے گا جو دریائے مصر اور دریائے فرات کے درمیان موجود ہے۔

توریت کے پہلے بات (18-15) میں لکھا ہے کہ

> ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک معاہدہ کیا
> کہ میں تمہاری اولاد کو دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک کی
> زمین (علاقہ) عطا کرتا ہوں۔

اب کسی وقت بھی اسرائیل کی جنگ چھڑ سکتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی سے پہلے یہ جنگ ضرور شروع ہو چکی ہوگی۔یاجوج و ماجوج کی دنیا میں اہمیت و حیثیت ظاہر ہونے کے لئے ہمیں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

اس معاملے میں وہ نقاد کیوں خاموش ہیں جو ہمارے اس نظریئے کی مخالفت کرتے ہیں کہ دنیا میں یاجوج و ماجوج رہا ہو چکے ہیں۔

وہ اپنی صد پر اڑے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج ابھی رہا نہیں ہوئے۔

باب (5)

یاجوج و ماجوج کی شناخت

یاجوج وماجوج کی شناخت

یاجوج اینگلوامریکن ہیں جن کا اسرائیل اتحادی ہے اور ماجوج روس ہے۔

اس کتاب میں یہ باب بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ ہمیں محتاط انداز سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے خاص طور پر اُس وقت جب ہم یاجوج و ماجوج کی شناخت کے لئے موروثی حدود کا جائزہ لیں گے۔

سب سے پہلے ہمیں اُس علاقے کا جغرافیائی جائیزہ لینا ہوگا جس علاقے میں یاجوج و ماجوج اُس وقت رہتے تھے۔ جب ذوالقرنین نے وہاں دیوار تعمیر کر کے اُن کو وہاں ہی روک دیا تھا۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ قرآن پاک اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث نے مکمل جغرافیائی معلومات بہم پہنچا دی ہیں اور ایسی ایسی وضاحتیں پیش کی ہیں جن کی مدد سے ہم دونوں خطوں اور علاقوں کو شناخت کر سکتے ہیں۔ ایک وہ علاقہ جہاں ذوالقرنین نے سفر اختیار کیا اور دوسرے وہ خاص مقام جہاں اُس نے لوہے کی دیوار تعمیر کی تھی۔

سب سے پہلے ہم اُس علاقے پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں جو بیت المقدس میں واقع ہے اور جس کے متعلق ہم نے اس کتاب کے گذشتہ اوراق میں حضرت محمد ﷺ کی حدیث مبارکہ کا حوالہ پیش کیا تھا۔

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ یاجوج و ماجوج یروشلم جاتے ہوئے گلیلی سمندر کے قریب سے گزرے تھے۔ اور گلیلی سمندر یروشلم کے شمال میں واقع ہے اس موقع پر موضوع سے متعلقہ دو احادیث ہیں۔

نمبر 1: یہ ایسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الفاظ منکشف کرے گا۔

''میں اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو سامنے لے آیا ہوں جن کے مقابلے میں کوئی

جنگ نہیں لڑسکتا تم ان لوگوں کی حفاظت کے ساتھ پہاڑ کی طرف لے جاؤ (تاریخ کے اُس دور میں واقعات کی طرف لے جائے گا) اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا یا اُٹھائے گا۔ (اس سے یہ مراد ہے لینا ضروری نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں واپسی کے بعد یاجوج وماجوج ضرور رہا ہو جائیں گے اور ان کی رسی کھول دی جائے گی) پھر وہ ہر سمت میں پھیل جائیں گے اور ہر فائدہ مند مقام پر قبضہ جمالیں گے۔

ان میں سے پہلا شخص تبریاس جھیل کے پاس سے گزرے گا (گلیلی سمندر) وہ اُس میں سے پانی پیئے گا لیکن جب اُن میں سے آخری آدمی وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی کسی زمانے میں پانی ہوا کرتا تھا۔ (دونوں واقعات کے درمیان لمبا عرصہ ہوسکتا ہے) پھر یاجوج وماجوج چلتے رہیں گے یہاں تک وہ الخمر (Al Khamr) پہاڑ پر پہنچ جائیں گے اور (صحیح مسلم) وہ بیت المقدس (یروشلم) کا ایک پہاڑ ہے۔ (صحیح مسلم)

اب ہمیں اس بیت المقدس کے شمالی علاقے کو تلاش کرنا چاہیے جہاں گلیلی سمندر موجود ہے جس کا ذکر ذوالقرنین کے مغرب کی طرف سے سفر کرنے کے حوالے سے قرآن حکیم میں ملتا ہے۔

یہ پانی کے بے حد وسیع سمندر ہے اور اُس وقت ذوالقرنین کیلئے اُسے عبور کرنا اور مغرب کی طرف سفر جاری رکھنا بے حد مشکل تھا اور یہ غیر معمولی کالے سیاہ رنگ کا سمندر تھا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۬ ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۝۸۶ (سورۃ الکھف 86)

(اُس نے سفر کیا) یہاں تک کہ وہ اُس جگہ آیا (زمین) جہاں سورج غروب ہوتا ہے کیونکہ اُس سے آگے کوئی زمین نہیں تھی اور ایسے لگتا تھا جیسے زمین کا آخری کنارہ ہو۔ اُس نے دیکھا کہ سورج اندھیرے میں غروب ہورہا تھا وہ سیاہ سمندر تھا۔ اُس کے قریب اُسے کچھ لوگ ملے ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تمہیں اختیار حاصل ہے کہ ان لوگوں کو سزا دو یا نرمی سے پیش آؤ) ذوالقرنین نے مشرق کی طرف سے سفر کیا اور اُسے ایک اور سمندر نظر آیا۔ اگر ہم دونوں سفروں کی قرآن پاک کے حوالے سے وضاحت کریں تو اُس نے مشرق میں اُس مقام تک سفر اختیار کیا جہاں سے سورج طلوع ہوتا تھا۔

جیسا کہ مدینہ کے یہودی عالم نے بتایا کہ اُس نے زمین کے ایک سرے سے لے کر دوسرے تک سفر کیا تھا۔

یہاں کچھ ایسے سوالات ہیں جو یہودی عالم نے پوچھے تھے۔جس کا ذکر میں نے اپنی کتاب Surahalkahf and Modem Age کے باب (The Historical Background to the Revelatio of Surahalkahf) میں کیا ہے۔ جن کو میر ویب سائیٹ سے www.jmranhosein.org سے نقل کیا جا سکتا ہے۔

وہ سوال کچھ اس طرح سے ہیں۔

نمبر1: اُن سے پوچھیں:

اُن جوانوں کے ساتھ کیا ہوا جو قدیم زمانے میں غائب ہوگئے تھے اُن کی نہایت ہی شاندار کہانی ہے۔

نمبر2: اُن سے پوچھیں:

اُس عظیم مسافر کے بارے میں بتایئے جس نے مشرق اور مغرب میں زمین کے دونوں سروں تک سفر اختیار کیا؟

نمبر3: اُن سے پوچھیں:

روح کیا ہے؟

اگر وہ تمہیں جواب دے سکتے ہیں تو پھر اُن کی تقلید کرو کیونکہ وہ پیغمبر ہیں اور اگر وہ جواب نہیں دے سکتے پھر وہ جعلساز ہیں۔ پھر تم جو چاہو اُن سے سلوک کرو۔

ابن اسحٰق۔ سیرتِ رسول اللہ

مترجم اے گلیلویم (A. Guillaume)۔آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی 1967

یہاں ذوالقرنین کے مشرق کی جانب سفر کے بارے میں قرآن پاک سے تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًاۙ۝

ترجمہ: یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کر کے) طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی۔(شاید دھوپ سے بچنے کیلئے موسم، ماحول اور آلودگی وغیرہ سے) (سورۃ الکھف 90)

زمین کے جس پھیلاؤ کو ہم دیکھ رہے ہیں وہ مشرق اور مغرب میں صرف دو بڑے سمندروں سے محدود نہیں ہے بلکہ جغرافیائی اعتبار سے ایسے پہاڑی سلسلے سے گھرا ہوا ہے جن کو عبور کرنا بے حد دشوار ہے۔

ہمیں ضرورت ہے کہ ایسے پہاڑی سلسلے کو تلاش کریں جو ایک ساحل سمندر سے لے کر دوسرے ساحل سمندر تک ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے اور پھیلے ہوئے ہیں۔

اس طرح ہم اُس دیوار کی تعمیر کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ جو لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے بنائی گئی تھی۔ اُس جگہ جہاں دو پہاڑوں کے درمیان گزرنے کے لئے واحد راستہ تھا۔ جس کو پہاڑی سلسلے میں راہزنوں لٹیروں قبائل کے درمیان مؤثر انداز میں بند کیا جا سکتا تھا۔

فَمَا اسْطَاعُوٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۝ (سورۃ الکھف 97)

ترجمہ: سو نہ تو یاجوج و ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور غائیت استحکام کے باعث نہ اُس میں نقب دے سکتے تھے (اس کی کھدائی کر کے) اُن کے پاس دو اختیار تھے اور دیوار کی تعمیر اللہ کی مہربانی تھی اس طرح وہ قوم یاجوج و ماجوج کے ظلم لوٹ مار سے محفوظ ہو گئے)

ذوالقرنین نے اُس دیوار کے لئے عربی لفظ ردم استعمال کیا جس کو وہ تعمیر کرنے والا تھا جبکہ عربی لفظ سڈن کا مطلب ہے رکاوٹ اور ردم لفظ کا مطلب ہے ایسی تعمیر جو خلاء کو پُر کرتی ہے جس طرح ڈیم تعمیر کیا جاتا ہے۔

آیئے ہم اس بات کو دہراتے ہیں ہمیں بیت المقدس کے شمالی علاقے کے جغرافیائی حالات کو ضرور دیکھنا چاہیے جس کے مشرق اور مغرب دونوں اطراف میں بڑے بڑے سمندر ہیں، مغربی سمندر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کالا سیاہ ہے۔ ان دونوں سمندروں کے درمیان سخت چٹیل دشوار گزار پہاڑی سلسلہ ہے اور ان پہاڑوں کے درمیان ایک ہی خلا یعنی درہ ہے جو شمالاً جنوباً اور جنوباً شمالاً گزرگاہ ہے۔

قرآن حکیم نے ان پہاڑوں کی دونوں اطراف کو بیان فرمایا ہے۔ یہ درہ آگے چل کر سمندری سیپ کی سی شکل اختیار کر لیتا ہے جو دونوں طرف سے کھلی ہو اور نیچے سے آپس میں جڑی ہوئی اور اوپر جا کر علیحدہ ہو جاتی ہو۔

اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ انۡفُخُوۡا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَیۡہِ قِطۡرًا ﴿ؕ۹۶﴾

ترجمہ: اچھا تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب (درے ملاتے ملاتے) اُن کے دونوں سروں کے (بیچ کے خلاء) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہوگئے) یہاں تک جب اسکو لال انگارہ کر دیا تو اُس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ اور اس پر ڈال دو۔ (سورۃ الکھف 96)

جب ہم بیت المقدس کی سرزمین کے شمال میں پانی کے بہت بڑے ذخیرے کو تلاش کرتے ہیں تو ہم فوراً ہی بحرہ روم اور سمندر کے مشرقی حصہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور وہ اوپر بیان کی گئی وضاحت کے مطابق نہیں ہیں اور اس کا ممکنہ جواب یہ رہ جاتا ہے جو ہر قسم کی وضاحت کے مطابق ہے۔

بحیرۂ روم کے شمال میں بحرا سود ہے اُس کا نام بحرا سود اسلئے ہے کہ یہ غیر معمولی گہرا سمندر ہے اسلئے اُس کا رنگ سیاہ ہے۔ بحر روم کی بجائے اگر شمال کی طرف آگے جائیں تو بہت کم شور اور نمکیات ہیں۔ جن کی وجہ سے کالا رنگ زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بحر روم کے مقابلے میں بحیرۂ اسود کے پانی کے اندر کچھ نظر نہیں آتا۔ جبکہ بحر روم کے پانی کے اندر بھی دکھائی دیتا ہے۔ بحیرۂ اسود کی سیٹلائٹ کے ذریعے لی گئی فوٹو میں کالا رنگ نمایاں ہے لہٰذا اب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ذوالقرنین نے مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے جس سمندر کو دیکھا تھا وہ بحرا سود کے علاوہ اور کوئی سمندر نہ تھا۔

نقشہ 1: بحیرۂ اسود کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

چنانچہ ہم نے مکمل طور پر شناخت کر لی ہے کہ ذوالقرنین نے مغرب کی طرف سفر کرتے
ہوئے جب زمین کے کنارے پر پہنچا تو اُس نے بحر اسود دیکھا اور پھر ظاہر ہے کہ اُس کے دائیں
طرف بحر کسپیئن واقع ہے۔

نقشہ 2: بحیرہ اسود اور بحیرہ کسپیئن اور اس کے اردگرد علاقوں کا نقشہ

چنانچہ بحر اسود اور بحر کسپیئن کے درمیان کا کیشیا پہاڑ ہیں اور یہ پہاڑی سلسلہ ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ جو یورپ اور ایشیاء کے درمیان سرحد کا کام دیتا ہے۔

نقشہ 3: بحیرہ اسود اور بحیرہ کسپیئن کے درمیان کا کیشیا کے پہاڑ

اب ہم نے دونوں سمندر تلاش کر لیئے ہیں اور ساتھ ہی وہ پہاڑی سلسلہ بھی ڈھونڈ لیا ہے جو ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک پھیلا ہوا ہے اب ہمیں اُس واحد راستے کو تلاش کرنا ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان موجود ہے۔ جہاں ذوالقرنین کی تعمیر کی ہوئی دیوار کے کھنڈرات اور لوہے کے استعمال کی شہادت موجود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی میں روس نے جارجیا کی فوجی ہائی وے سڑک تعمیر کی تھی۔صرف وہی ایک سڑک ہے جو شمالی پہاڑی علاقے کو جنوبی علاقے سے ملاتی ہے۔ یہ بڑی شاہراہ 220 کلومیٹر طویل ہے اور جارجیا میں تبلیسی (Tblisis) سے روس کے شہر وادیکا واکز (Vadikavkaz) تک جاتی ہے۔

اس سڑک کا نام سکندر اعظم کے نام پر اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ راستہ ایک صدی قبل مسیح بھی مشہور اور موجود تھا۔اب بھی یہ مشہور گزرگاہ ہے جو کہ کا کیشیا کے سفید پہاڑوں کے درمیان سے روس جانے کا اہم راستہ ہے۔

انٹرنیٹ پر جو معلومات حاصل ہوتی ہے اُن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک عظیم الشان شاہراہ ہے جو بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی ہے اور کرسٹووی درہ پر اس کی بلندی 2300 میٹر ہو جاتی ہے۔

تبلیسی سے شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے مسافر سب سے پہلے انا نوری کی قرون وسطیٰ کے بنے ہوئے قلعے پر پہنچتا ہے اور وہاں سے وہ اراگوئی دریا اور اُس کی وادی کا نظارہ کرتا ہے۔

روس کی سرحد میں داخل ہوں تو سب سے پہلے کزبیگی (Kazbegi) نام کا قصبہ آتا ہے۔ وہاں سے قدیم کزبیگی کے کھنڈرات دیکھ سکتے ہیں جو 5033 میٹر بلند پہاڑ پر موجود ہیں۔ یہ جارجیا کے سفید پہاڑوں میں سب سے بلند چوٹی ہے۔آخری نکتہ دریال جارج (Daryal George) ہے۔ جہاں سے کچھ میٹر تک چھوٹی سڑک گرے نائٹ ڈھلوان چٹان تک جاتی ہے جس کی بلندی صرف 1500 میٹر ہے۔

دریال جارج بے حد تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کا کیشیا کے سفید پہاڑوں میں سے صرف یہی واحد راستہ ہے جو 1500 ق م سے موجود ہے۔ یہاں قدیم قلعہ کے کھنڈرات اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔

ہم نے ان پہاڑوں کے درمیان درّہ تلاش کرلیا ہے اور اب ان کھنڈرات میں کھدائی وغیرہ کر کے ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کی تلاش باقی ہے۔

ڈاکٹر تمام آدی نے اس کتاب کے مصنف کے ساتھ نجی خط وکتابت میں بیان کیا ہے کہ مجھے توقع ہے کہ وہ ملبہ کہیں نہ کہیں موجود ہوگا۔ جس سے ذوالقرنین نے دیوار تعمیر کی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ جارج کے نیچے دبا ہوا ہے جس میں لوہا، تانبہ اور کانسی وغیرہ شامل ہے۔

ہمیں کاکیشیا کے سفید پہاڑوں کے جنوبی علاقوں میں اِدھر اُدھر لوہے کی شہادت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں سے ذوالقرنین کی دیوار تعمیر کرنے کے لئے لوہے کے بڑے بڑے بلاک لائے گئے تھے۔

برطانوی انسائیکلوپیڈیا (11 ایڈیشن) میں دریال جارج پر ایک مضمون شامل ہے اُس میں جارج نام کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ جارج کا مطلب ہے درآلان، جو فارسی لفظ ہے اور جس کا مطلب آلانز کا گیٹ (دروازہ) ہے۔ جارج کے متبادل معنی ہیں ابرین گیٹس یا کیشین گیٹس جس کا ذکر جارجین رکارڈ میں رلانی دارگانی اور دار یلانی کے نام سے موجود ہے۔

بالفاظ دیگر دریال نام میں تاریخی واقعات موجود ہیں۔ جن کا تعلق ذوالقرنین کی دیوار کی تعمیر سے ہے اور جارج میں وہ دھات موجود تھی جو دیوار کے تعمیر میں استعمال کی گئی تھی۔

ذریال جارج کے پہاڑ کی دو اطراف سمندری سیپ کی مانند کھلی ہوئی ہیں۔ بالکل ایسے ہی ہیں جس طرح قرآن پاک میں ان کے لئے لفظ سدّفین استعمال ہوا ہے۔

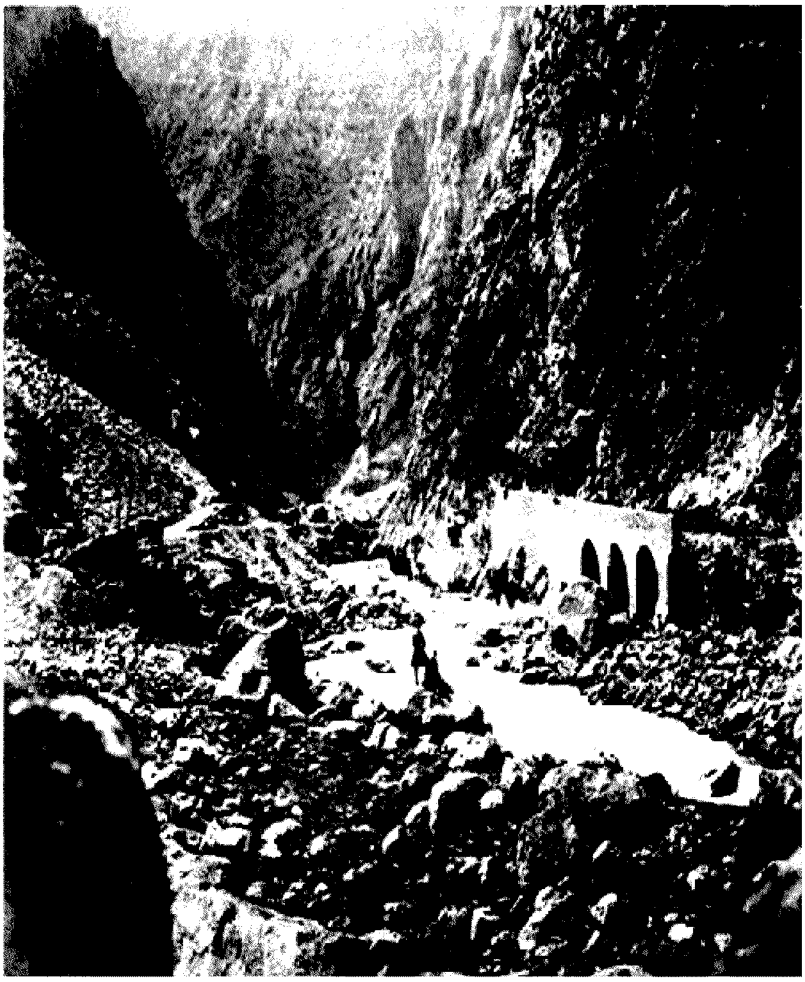

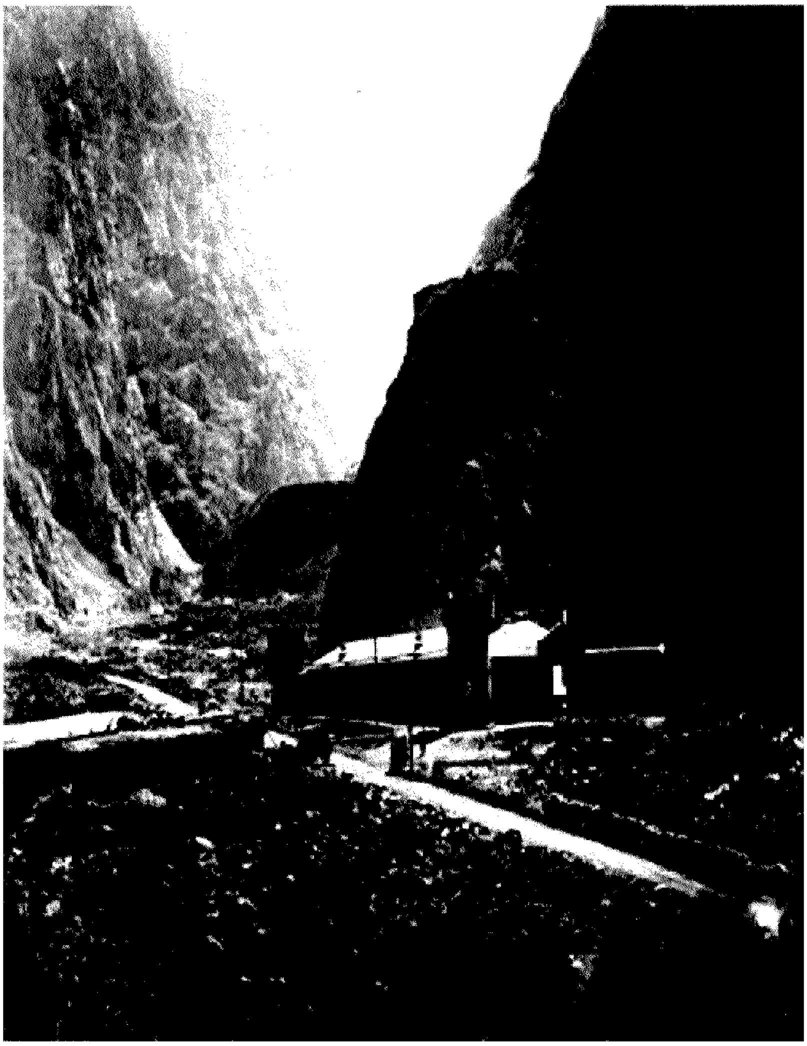

یہاں کھلی ہوئی سیپ کی تصویر ہے۔ جو سدفین کے عین مطابق ہے یعنی جس کے دونوں نیچے سے آپس میں جُڑے ہوئے ہیں جبکہ اوپر چوٹیاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس کے علاوہ دو اور تصاویر ہیں۔ جن میں سدفین یا سیپ کی شکل واضح ہے۔

ہمیں اُس زبان کو بھی تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو کاکیشیا کے سفید پہاڑوں کے جنوبی علاقے میں بولی جاتی تھی اور وہ زبان اُس علاقے میں بولی جانے والی تمام زبانوں سے قدرے مختلف تھی۔

ذوالقرنین کے تجربے کیلئے ہمیں ایسا کرنے کی ضرورت ہے کہ جس جگہ وہ پہنچا تھا اور اُسے کچھ لوگ ملے تھے۔ جو اُس کی زبان سمجھ نہیں سکتے تھے اور نہ ہی ذوالقرنین اُن کی زبان سمجھتا تھا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۝۹۳

(سورۃ الکھف 93)

ترجمہ: (وہ سفر کرتا رہا) پھر وہ دو پہاڑوں کے درمیان درے پر پہنچا اُس کو کچھ لوگ وہاں ملے۔ جو اُس کی بات بمشکل تمام سمجھتے تھے۔ (کوئی بات اسکی زبان میں 93-18)

یقیناً جارجین زبان جو کاکیشیاء کے سفید پہاڑوں کے جنوب میں بولی جاتی تھی وہ بالکل وہی زبان ہے جو ہندیورپی زبانوں سے پہلے جزیرے میں بولی جاتی تھی۔ اور اُس کا اُن زبانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو زبانیں 5000 سال قبل بولی جاتی تھیں۔ ہمیں اُن لوگوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو کاکیشیاء کے پہاڑی علاقے کو چھوڑ کر کہیں چلے گئے اور بیت المقدس کی طرف مسلسل ہجرت کرتے رہے ہیں۔

ہم نے اُن لوگوں کو بھی تلاش کرنا ہے جنہوں نے مسلمانوں کے تسلط سے بیت المقدس کو آزاد کرایا اور یہودیوں کو بیت المقدس واپس لائے اور اُنہوں نے اس علاقے کی ملکیت کا دعویٰ کیا جہاں سے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکالے گئے تھے۔

ہمیں کاکیشیاء کے علاقے کے اُن باشندوں کی تلاش ہے جو یقیناً ناقابل تسخیر فوجی طاقت کے مالک تھے۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میں نے بڑے طاقتور اپنے بندے پیدا کئے جن کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا صرف میں ہی اُن پر جنگ مسلط کرسکتا ہوں)

وہ یاجوج و ماجوج اپنی طاقت کے بل بوتے پر دنیا میں ہر طرف پھیل گئے اور اپنی سلطنتیں قائم کرلیں۔ اور انہوں نے ہر اُس جگہ پر قبضہ جمالیا جہاں سے کسی قسم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے

(مِن کُلّ حدٓبن) وہ ایسے لوگ ہیں جو عام لوگوں میں سے منتخب کئے گئے ہیں وہ منفرد عادات اور بود وباش رکھتے ہیں جن کی بنا پر وہ عام لوگوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔

کیا ہم اُن لوگوں ڈھونڈھ سکتے ہیں؟ اگر ڈھونڈھ سکتے ہیں تو پھر ہم یاجوج و ماجوج کو شناخت کر سکتے ہیں۔

کچھ یورپی یہودی جنہوں نے صہونیت (Zionist) تحریک کا آغاز کیا اُن کا تعلق مشرقی یورپ کے اصل قبیلوں سے ہے جنہوں نے اپنے آپ کو یہودیت میں تبدیل کر لیا تھا۔

خضر قبائل جو کاکیشیا کے سفید پہاڑوں کے شمالی علاقے کے رہنے والے تھے۔ وہ نہ صرف یہودیت سے تبدیل ہوئے بلکہ انہوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں تاریخ تخلیق کی جب انہوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ مسلمانوں کی فوجوں کی بڑھتی ہوئی فتوحات کے راستے بند کر دیئے تھے جو یورپ کو فتح کرنا چاہتے تھے۔

یوں وہ دنیا میں موجود طاقتوں سے زیادہ فوجی طاقت کے مالک ثابت ہوئے۔ باوجود اس کے مسلمانوں کی جن فوجوں کو روک دیا گیا تھا۔ انہوں نے ایرانی اور بازنطینی سلطنتوں کو فتح کر لیا تھا۔ (اُس وقت دنیا میں دو عظیم طاقتیں موجود تھیں)

خضر فوجی طاقت سب سے منفرد تھی (دیکھئے کتاب (Jews of Khazaria) منصف (Jason Aronson))

ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اُن یہودیوں کے سلسلہ نسب کا جائزہ لیں۔ جو تسلسل کے ساتھ کاکیشاء کے علاقے کو چھوڑ رہے تھے اور اُن میں روس کے یہودی بھی شامل تھے اور وہ ریاست اسرائیل بیت المقدس کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو تلاش کر لیا ہے جو بیت المقدس کی طرف سفر کر رہے تھے۔ اُس سرزمین سے جہاں ذوالقرنین نے دیوار تعمیر کی تھی۔

یہ وہ یورپی یا کاکیشاء کے یہودی ہیں جو اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اسرائیلی یہودیوں کو ورغلاتے رہے ہیں کہ وہ بیت المقدس کی طرف واپس چلے جائیں (خاص طور پر اُن علاقوں سے نکل جائیں جہاں مسلمان حکمران ہیں)

لہٰذا ان تمام شواہد کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج اصل میں مشرقی یورپ کے خضر کے رہنے والے تھے اور جبکہ اُن میں سے بہت سے یورپی یہودی بن گئے۔ تاہم یہ

بات بھی وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اُن میں سے کچھ لوگ یورپی عیسائی بن گئے تھے اور انہوں نے خفیہ طور پر جعل سازی سے یورپی یہودی وعیسائی اتحاد قائم کرلیا تھا کیونکہ تقسیم والی سخت باڑ کے دونوں طرف خضر کے ہی یہودی موجود تھے۔

قرآنی آیات کے معانی میں یہ بات شامل ہے کہ ایک دن یاجوج و ماجوج ایک دوسرے میں سمندر کی لہروں کی طرح ضم ہوجائیں گے۔

لیکن اس آیت کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ یاجوج و ماجوج ایک دن ایک دوسرے سے اُلجھ پڑیں گے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف طوفانی لہروں کی طرح ٹکرا جائینگے اور یہ بڑی سلطنتوں کی جنگوں میں سے ایک فیصلہ کُن جنگ ہوگی اور اس سے صور پھونکنے کے لئے راہ ہموار ہوگی اور پتہ چلے گا کہ قیامت عنقریب آنے والی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث جس کا ہم نے اس کتاب میں کہیں حوالہ دیا ہے (دیکھئے یاجوج و ماجوج کی حیثیت) اُس میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ یاجوج و ماجوج آسمان کی طرف اپنے تیر برسائیں گے۔

یاجوج اینگلوامریکن اسرائیلی اتحادی جبکہ ماجوج روسی ہیں:

ہم نے تیروں کی وضاحت کی ہے جس کا مطلب ہے یاجوج و ماجوج سٹار وار کی فوجی تکنیک رکھتے ہیں روسی اور اینگلوامریکن اسرائیلی اتحاد دونوں ہی سٹار وار کے اہلیت رکھتے ہیں۔

ایک واضح شہادت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جدید روسی اصل میں خضر قبائل میں سے ہیں اور دوسری طرف مغربی یورپ کے عیسائیوں میں اُن یہودیوں کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ جنہوں نے ڈرامائی انداز میں عیسائیوں کے ساتھ سمجھوتہ کرلیا تھا اور امریکہ، برطانیہ سے مل کر مغربی اتحاد بنالیا تھا۔

اگر ہماری شناخت دُرست ہے تو آئندہ یاجوج و ماجوج کے درمیان ہونے والی سٹار وار یقیناً روس اور مغربی یورپی و اسرائیلی اتحادیوں کے درمیان ہوگی۔

یاجوج و ماجوج کی اتنی بڑی نیوکلیر جنگ چالیس روز تک رہے گی جس میں ہر طرف دھوآں چھا جائے گا۔ (دیکھئے قرآن پاک۔ الدخان 11-10-44) اس جنگ میں بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور دنیا کی آبادی کم ہوجائے گی۔ زمین کا بیشتر حصہ ویران اور بنجر ہوجائے گا۔

(سوۃ الکھف کی آیت نمبر 8 دیکھئے) اس میں زبردست تنبیہ موجود ہے کہ

''ہم اس زمین پر جو کچھ بھی ہے اُسے کم کردیں گے اور زمین کو بنجر بنا دیں گے''

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل حدیث پر غور فرمائیے۔

''ایسی جنگ ہوگی کہ پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ فوج کی قطار پر سے گزرے گا تو وہ قطار کے آخری حصے تک پہنچنے سے پہلے ہی گر کر مر جائے گا۔'' (احمد مسلم)

پاکستان پر ہونے والا نیوکلر حملہ بظاہر دہشت گردی کے خلاف ہوگا لیکن حقیقت میں پاکستان کے نیوکلیر پلانٹ کو تباہ کرنا ہوگا۔ اس واقعہ سے روس سمجھ جائے گا کہ اُس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک (حملہ) ہوگا اگر وہ سختی اور جوش کے ساتھ نیٹو (N.A.T.O) اور مغربی دھمکیوں اور محاصرے کا جواب نہیں دے گا۔

یہ سب کچھ ہونے والی جنگ کے لئے مصالحہ تیار کیا جا رہا ہے اس حوالے سے ہم اُس پشین گوئی کے پورا ہونے کی اُمید کرسکتے ہیں جس کا تعلق قسطنطینہ (موجودہ استنبول) پر نیٹو (N.A.T.O) کا غلبہ اور کنٹرول ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے

''یقیناً تم قسطنطینہ فتح کرلو گے اُس کا لیڈر کس قدر عظیم ہوگا اور کس قدر شاندار وہ فوج ہوگی'' (احمد بخاری)

روس کا فی الحال فوجی طریق کار یا لائحہ عمل مغرب کے ساتھ جنگ میں یہ ہوگا کہ اُسے قسطنطینہ پر غلبہ حاصل کرنا پڑے گا تاکہ وہ روسی بحری افواج کو پہلے بحر روم تک پہنچائے اور پھر وہاں سے اسرائیل تک پہنچے مگر ایسا تب ہی ممکن ہوسکتا ہے کہ جب روس کا روم اور مسلمانوں کے ساتھ اتحاد قائم ہو۔

جیسا کہ حضرت محمد ﷺ کی اس بارے میں پشین گوئی موجود ہے۔

قرآن حکیم میں لفظ یاجوج فاعل کی صورت میں استعمال ہوا ہے اور لفظ ماجوج مفعولی صورت میں استعمال ہوا ہے جو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ حقیقت میں یاجوج غلبہ پالیں گے جنگ میں ماجوج پر۔ اس طرح جنگ میں اینگلو امریکن اسرائیلی اتحاد روس پر غلبہ حاصل کرلیں گے جس کے نتیجے میں یاجوج و ماجوج کی تباہی و بربادی ہوگی۔

ایک بات جو سب سے اہم ہے کہ یاجوج و ماجوج کے درمیان ہونے والی سٹار وار اسرائیل اور بیت المقدس کی سرزمین پرلڑی جائے گی اور اس جنگ کے بعد اسرائیل بالکل بے یارو مددگار رہ جائے گا۔ یاجوج کی ماجوج پر فتح کے بعد فاتح بے کار اور عدم صلاحیت والا بن جائے گا۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ جدید دور جو اعلیٰ اور عمدہ برقی فوجی ٹیکنالوجی سے لیس ہے۔ نیوکلیر جنگ کے ایک ہی جھٹکے سے تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ممکن ہے نیوکلیر تابکاری سے سب کچھ ملیا میٹ ہو جائے۔

اُس وقت دنیا دیکھے گی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف سچ ثابت ہوگی کہ ایک دن مسلمان، یہودیوں کے ظلم اور قبضہ سے بیت المقدس کو آزاد کرالیں گے۔

حدیث:

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا،

کہ خراسان سے سیاہ پرچم بلند ہوں گے (جس میں افغانستان، پاکستان کا شمالی سرحدی صوبہ ایران اور مشرق وسطیٰ کے علاقے شامل ہیں) اور دنیا کی کوئی طاقت اُن کو روک نہ سکے گی یہاں تک کہ مسلمان یروشلم میں داخل ہو جائیں گے۔'' (سُنن ترمذی)

ایک اور حدیث ہے کے راوی بھی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ نہیں کرتے اور اُن کو قتل نہیں کر دیتے۔ یہاں تک کہ یہودی چٹانوں اور درختوں کے پیچھے جائیں گے اُس وقت چٹانیں اور درخت بول اُٹھیں گے۔ اے مسلمانوں اے اللہ کے بندو میرے پیچھے یہودی چھپے ہوئے ہیں آؤ اور ان کو قتل کرو۔ (صحیح مسلم)

ونسٹن چرچل نے یاجوج و ماجوج کو شناخت کیا:

ونسٹن چرچل نے اینگلو امریکن اتحاد (اُس وقت اسرائیل وجود میں نہیں آیا تھا) اور روس کے درمیان سرد جنگ کو پہلے ہی سے بھانپ لیا تھا۔ جن کا اثر اور غلبہ دنیا کی سیاست پر کئی برسوں تک رہے گا)

ونسٹن چرچل نے 5 مارچ 1946ء کو فلٹن کے ویسٹ منسٹر کالج میں زبردست تقریر کی۔ جس میں اُس نے امن کے متعلق وسائل اور ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ

تالٹک میں سٹیٹن سے لے کر ایڈریاٹک میں ٹریسٹ تک لوہے کا ایک پردہ براعظم میں حائل ہوگیا ہے۔لیکن ہمارا خیال ہے کہ لوہے کے پردے کی بھیانک اصطلاح ذوالقرنین کی لوہے کی دیوار سے مشابہت رکھتی ہے۔

9 نومبر 1951ء کو ونسٹن چرچل نے ایک اور تقریر گلڈ ہال میں لندن کے لارڈ میئر کی دعوت میں کی جس میں یاجوج و ماجوج کی مناسبت سے نہایت اہم مقامات یعنی ویسٹ اینڈ اور لندن شہر کے گلڈ ہال میں یاجوج و ماجوج کے بتوں کو نصب کیا گیا کچھ عرصہ بعد لوگ اُن بتوں کے خلاف ہوگئے زبردست احتجاج کیا۔ چنانچہ بلٹز (Blitz) کے زمانے میں ان بتوں کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لئے وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر 1666ء میں لندن میں بھڑکنے والی آگ میں وہ بت تباہ ہوگئے۔

موجودہ دونوں بت ایک فنکار رچرڈ سنڈر نے 1708 میں تراشے تھے۔

ونسٹن چرچل نے یاجوج و ماجوج کی شناخت کرتے ہوئے دنیا پر چھا جانے والی دو طاقتوں کا ذکر کیا تھا۔اُن میں سے ایک اینگلو امریکن اتحاد اور دوسرے روس تھا۔

اُس نے کہا مجھے یوں نظر آتا ہے کہ دنیا کی موجود سیاسی صورت حال پر یاجوج و ماجوج کا کوئی برا اثر نہیں ہے۔ دنیا کی سیاست بالکل یاجوج و ماجوج کی تاریخ کی طرح مبہم اور متنازعہ ہے پھر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ اس میں دونوں کے لئے گنجائش موجود ہے۔ دنیا میں ایک طرح یاجوج اور دوسری طرف ماجوج ہیں۔

لیکن میرے لارڈ میئر آپ محتاط رہیں جب آپ اُن کو ایک دوسرے سے لڑنے سے روکتے ہیں اگر ایسا ہو جاتا ہے یعنی اُن کے درمیان جنگ ہو جاتی ہے تو یاجوج و ماجوج دونوں پارہ پارہ ہو کر تباہ ہو جائیں گے۔ اُس وقت ہمیں چاہیے کہ ہم بنیاد کھود کر دوبارہ سے عمارت کی تعمیر شروع کریں۔

(لندن ٹائمز۔10 نومبر 1951ء)

باب (6)

کیا اب تک یاجوج وماجوج رہا ہوچکے ہیں؟

کیا اب تک یاجوج وماجوج رہا ہو چکے ہیں؟

جو لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ دنیا میں یاجوج وماجوج ابھی تک رہا نہیں ہوئے۔ اس دعویٰ سے جو نا قابل فرار نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اُن سے کسی صورت انکار ممکن نہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک ذوالقرنین کی تعمیر کی ہوئے دیوار کو تباہ یا مسمار نہیں کیا۔

یہ کتاب اصرار کرتی ہے کہ اس قسم کے شکی مزاج لوگ ایک طویل عرصے سے دیوار کی تلاش کے بارے میں مذہبی یا شرعی پابندیاں رکھتے ہیں۔ جو دیوار اُن کے خیال میں اب تک موجود ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ سختی سے اُن دلائل اور شواہد کو ماننے سے انکار کر دیں جو اس کتاب میں اب تک پیش کئے جا چکے ہیں یا اس سے پہلے ''یروشلم ان قرآن'' کتاب میں پیش کئے جا چکے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی یاجوج وماجوج کی رہائی شروع ہو چکی تھی اور اس وقت تک جاری ہے۔

چنانچہ مخالف لوگ ہوسکتا ہے کہ اُن دلائل وشواہد کو کوئی اہمیت نہ دیں جو اس موضوع کی تائید میں قرآن حکیم اور احادیث سے پیش کئے گئے ہیں۔ اختراع پسند ایسا کر سکتے ہیں جو قرآنی آیات اور احادیث کی غلط تفسیر اور تشریح پیش کرتے ہیں۔

آیئے اب ہم کتاب کے اس باب میں براہِ راست اُن شکی مزاج لوگوں سے خطاب کرتے ہیں۔

ہم اُن کی توجہ ان حقائق کی طرف دلاتے ہیں جو غیر متنازعہ ہیں اور جن کی سچائی سے انکار ممکن نہیں۔ چنانچہ یہ بات قرآن حکیم سے واضح اور حقائق پر مبنی ہے کہ ذوالقرنین نے لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے دیوار تعمیر کی تھی اور پھر اُس پر پگھلتے ہوئے پیتل کی تہہ جمائی تھی۔ دیوار اس قدر مضبوط تھی کہ جس کی تعمیر کے بعد یاجوج وماجوج کی روک تھام ہوگئی اور اُن کا ظلم وستم لُوٹ مار بند ہوگئی۔

اور وہ نہ تو اُس دیوار کے اندر داخل ہو سکتے تھے اور نہ ہی اُس پر سے پھاند سکتے تھے۔

دوسرے یہ نا قابل تردید حقیقت ہے جو قرآن حکیم میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن خود اُس دیوار کو تباہ یا مسمار کر دے گا اور اُسی وقت یاجوج و ماجوج رہا کر دیئے جائیں گے۔

وہ لوگ جو ابھی تک اصرار کرتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج ابھی تک دنیا میں رہا نہیں ہوئے وہ اُن حقائق سے چشم پوشی نہیں کر سکتے جو قرآن حکیم اور احادیث میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک اُس دیوار کو مسمار نہیں کیا۔

☆......☆......☆

دیوار کی تلاش:

یہ کتاب اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ اس قسم کے شکی مزاج لوگ طویل عرصے سے مذہبی یا شرعی طور پر پابند تھے اُن کو دیوار تلاش کرنے کی قطعاً اجازت نہ تھی۔ جو اُن کے خیال کے مطابق ابھی تک قائم ہے۔

اگر انہوں نے اس سلسلے میں دیوار کو تلاش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی تو اُن کو چاہیے وہ کسی نہ کسی طریقے سے اپنے موقف کی وضاحت کریں۔ جو انہوں نے قرآن حکیم سے غفلت اور بھول چوک کو سچ یا حق بجانب سمجھا اور اس بات کی بھی وضاحت کرنی چاہیے کہ اگر وہ دیوار روئے زمین پر موجود ہے تو گذشتہ ہزاروں سالوں میں کسی بھی شخص نے اُن دیوار کو کیوں نہیں دیکھا؟ اس کے علاوہ وہ یہ بھی بتائیں کہ کیا اُنہوں نے کبھی دیوار کو تلاش کرنے کی کوشش کی؟

آج کل ایسا دور ہے جبکہ زمین میں اس قدر دریافت یا تلاش میں بے حد ترقی ہو چکی ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی، جدید سیٹلائیٹ ٹیکنالوجی نے دریافت یا تلاش کو اس قدر ممکن بنا دیا ہے جس سے حقیقت میں زمین کے پھر مربع انچ کی تصویریں لی جا سکتی ہیں۔ (دیکھئے Google Earth)

جدید قسم کی دریافت یا تلاش ذوالقرنین کی لوہے کی دیوار کو تلاش کرنے میں بڑی مدد دے سکتی ہے حقیقت میں ایک اور حدیث کی روشنی میں جس کو ابن الخاطر نے البدائیہ والنہائیہ میں بیان کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> یاجوج و ماجوج ہر روز اُس دیوار کو کھودنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب وہ دیوار میں ہونے والے سوراخ میں سے سورج کی روشنی دیکھتے ہیں تو اُن کا انچارج کہتا ہے کہ ''واپس چلے جاؤ'' تم کل پھر سے کھدائی شروع کرنا۔

دوسرے دن جب واپس آتے ہیں تو دیوار کو پہلے کی طرح مضبوط پاتے ہیں (جس کا سوراخ بند ہو چکا ہوتا ہے) اس طرح یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک وہ وقت نہیں آجاتا جب اللہ تعالیٰ اُن کو آگے بھیجنا چاہے گا۔

وہ کھدائی کرتے رہیں گے جب تک اُن کو سورج کی روشنی سوراخ میں سے نظر نہیں آتی۔ انچارج شخص اُن سے کہے گا۔ واپس چلے جاؤ، تم کل سے پھر کھدائی شروع کرنا۔ انشا اللہ۔

اس معاملے میں وہ جب انشاء اللہ کہے گا تو یہ روزمرہ سے مختلف بات ہوگی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل ہوگی۔

اگلے دن جب یاجوج و ماجوج واپس آئیں گے اور دیوار میں سوراخ اُسی حالت میں پائیں گے جیسے وہ چھوڑ کر گئے ہوں گے پھر وہ کھدائی کریں گے اور پھر وہ لوگوں سے دشمنی کے لئے دیوار سے باہر نکل آئیں گے۔ (ترمذی۔ابن ماجہ۔احمد)

اس حدیث مبارکہ سے نہایت سنجیدہ اور اہم مطلب اخذ ہوتا ہے اُن لوگوں کے لئے جو اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیوار اب تک موجود ہے اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج ابھی تک دنیا میں رہا نہیں ہوئے کیونکہ وہ دیوار ابھی تک اُسی طرح مضبوط و مستحکم طور پر موجود ہے جیسا کہ پہلے تھی اسلئے اس دیوار کو تلاش کرنے اور شناخت کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص دیوار کو تلاش کر لے گا تو پھر اُس کے لئے یاجوج و ماجوج کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج ابھی تک رہا نہیں ہوئے ہیں تو وہ اُن یعنی یاجوج و ماجوج کو اُس وقت دیکھ سکتے ہیں جب وہ روزانہ دیوار کی کھدائی کے لئے آتے ہیں۔ ہمارے اُن نقادوں کو غفلت سے بیدار ہونے کے لئے یہ بہترین اور سنہری موقع ہے کہ وہ اُس دیوار کا کھوج

لگانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ جب وہ دیوار کو تلاش کرلیں گے تو وہ اس طرح یاجوج و ماجوج کو بھی دیکھ لیں گے جو روزانہ دیوار کی کھدائی کے لئے آتے ہیں۔

اگر اس قسم کے انکار کرنے والے لوگ ذوالقرنین کی تعمیر کی ہوئی دیوار کو تلاش کرنے کے لئے کمربستہ نہیں ہوتے۔ جس دیوار کے بارے میں وہ اصرار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی سرزمین پر کہیں نہ کہیں موجود ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ اس سوال کا جواب دینے سے بھی گریزاں ہیں کہ اگر وہ دیوار روئے زمین پر کہیں موجود ہے تو ہزاروں سال بیت جانے کے بعد آج تک اُسے کسی نے دیکھا کیوں نہیں اور وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ دیوار ابھی تک موجود ہے اور یاجوج و ماجوج ابھی تک دنیا میں رہا نہیں ہوئے تو ہم اپنے معزز قارئین کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے انکار کرنے والے غیر سنجیدہ اور ہرزہ سرا نقادوں کی بے معنی باتوں پر قطعاً دھیان نہ دیں۔

تاہم ایسے قارئین جو ہماری اس نصیحت کو نہیں مانتے اور صاف انکار کرتے ہیں اور وہ بھی اس ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ دیوار ابھی تک موجود ہے۔

تو پھر اُن کا فرض ہے کہ وہ ہماری اس بات کا جواب دیں کہ اگر دیوار موجود ہے تو انہوں نے اب تک اُسے تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

☆......☆......☆

موجودہ عجیب وغریب دنیا:

اب ہم آگے قدم بڑھاتے ہیں اور آج کی عجیب وغریب دنیا کا جائزہ لیتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ اس کی وضاحت کی جائے۔

اگر ہمارے نقاد اس عجیب وغریب جدید دنیا کی حقیقت کی کوئی وضاحت پیش نہیں کرسکتے تو پھر اُن کو اس کتاب میں یاجوج و ماجوج کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اُسے مسترد کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔

تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک ملک کے لوگوں نے پوری دنیا کا کنٹرول اپنے قبضے میں لے رکھا ہے اور دنیا کی ہر چیز مثلاً دولت، سیاست، بین الاقوامی معاملات، اقتصادیات، تجارت، کلچر، خوراک، خبریں، کھیلیں، ابلاغ، تفریحات، فیشن اور سفر پر چھائے ہوئے ہیں اور مکمل اختیار حاصل ہے اور یہ اختیار مسلسل فروغ پذیر ہے۔ آج کی دنیا میں اُن کا کوئی حریف نہیں ہے جو انہیں چیلنج کرسکے۔

علاوہ ازیں دور دور تک کوئی ایسے آثار یا امکانات بھی دکھائی نہیں دیتے کہ کوئی شخص یا کوئی قوم ان کو پوری دنیا پر مضبوط گرفت کو ڈھیلا کر سکے یا اُن کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔

وہ لوگ دنیا کا کنٹرول کرنے کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنی مرضی سے اُن سرحدوں کو توڑ کر جو صدیوں سے محفوظ چلی آ رہی ہیں۔ اپنے کنٹرول کی طاقت کسی اور کو منتقل کر رہے ہیں اس کے علاوہ انسانی معاشرے کو وہ اس طرح تبدیل کرتے جا رہے ہیں کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے الگ کر رہے ہیں اور ان کے بیچ میں دراڑ ڈال رہے ہیں۔

انہوں نے پہلے ہی نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے دنیا کے ممالک کو یکجا اکٹھا کر دیا ہے اور انسانی تاریخ میں ایسا واقعہ پہلی مرتبہ رونما ہوا ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک کو بے دین اور خدا کے بغیر معاشرے میں ڈھال دیا ہے۔

انہوں نے جدید مغربی سیکولر تہذیب کو جنم دیا ہے اور وہ یورپی ورلڈ آرڈر کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کو نامکمل سائنس، ٹیکنالوجی، ابلاغ عامہ، خواتین اور جنسی انقلاب (جس میں تعداد از دواج ضروری حصہ ہے) نے معاشرے کو اس حد تک متاثر کیا ہے کہ وہ ماضی کو بالکل منسوخ اور متروک کر بیٹھے ہیں اور اس کی بجائے نئی اور جدید آوارہ گردی فیشن اور سٹائل (جس کو لوگ بہترین سمجھ کر قبول کر رہے ہیں) اپنا رہے ہیں اور اس کام میں وہ کامیاب بھی دکھائی دیتے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو یقین دلا رہے ہیں کہ اُن کا طرز زندگی، معاشرت، تہذیب وتمدن سب لوگوں اور قوموں سے اعلیٰ اور بہترین ہے۔

انہوں نے مسلسل اپنی تبدیلی، نئے اطوار اور فیشن سے اپنے آپ کو خوبصورت بنا کر پیش کیا لوگ اُن کی ظاہرہ خوبصورتی دیکھ کر اُن کے پیچھے لگ رہے ہیں یہاں تک کہ اُن کے طرز زندگی کی ہو بہو نقل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اُن کا طرز زندگی انسانی خوشیوں اور سماجی استحکام سے بہت دور تنزل اور تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔

انہوں نے عورتوں کو ورغلایا ہے مثلاً ان کے کپڑے اس قدر اتار دیئے ہیں کہ وہ کپڑے پہن کر بھی عریاں نظر آتی ہیں۔ اس عریانی نے مردوں کو اس قدر اکسایا ہے کہ وہ جنسی انقلاب کی دلدل میں دھنس گئے ہیں جسے کے نتیجے میں جنسی ملاپ آزاد اور عام ہو گیا ہے شادی کرنے کا رواج متروک ہو گیا اور بہت سے بچے شادی کے بغیر ہی پیدا ہو رہے ہیں۔

لوگ جنسی حلیف کی بجائے عجیب غلط ملط جنسی روابط والی مکروہ طرز زندگی اور اپنا رہے ہیں اور گمراہ ہورہے ہیں۔

قدیم زمانے میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا مقصد جنسی خواہشات کو قابو میں رکھنے، حیوانی شہوت، وحشیانہ حرکات اور زنا کاری اور ذہنی انتشار کو کنٹرول میں رکھنا تھا تاکہ معاشرے میں بے راہروی پھیلنے نہ پائے۔ مگر اب جنسی بے راہروی اور زنا کاری عام ہوچکی ہے درحقیقت کبھی نہ سیر ہونے والی پیاس جو حرص سے پیدا ہوتی ہے اُسے عام پرائیویٹ زندگی میں کبھی بھی جنسی تسکین حاصل نہیں ہوتی بلکہ حرص اور شہوت بڑھتی رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عوام میں جنسی ہوس بڑھ رہی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب لوگ گدھوں کی طرح عام لوگوں کے سامنے جنسی ملاپ کرنا بُرا نہیں سمجھیں گے۔

ایسے گمراہ اور گناہگار لوگوں کو روزمرہ زندگی میں عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں سے جنسی ملاپ سے تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ اسلئے لونڈے بازی اور عورتوں کا عورتوں سے جنسی اختلاط تیزی سے پھیل رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ عورت اور مرد کا قدرتی اختلاط ہو وہ ہم جنسی پرستی کو رواج دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں میں بہن کے ساتھ بھائی کا جنسی ملاپ دن بدن پھیل رہا ہے اور عام ہوتا جارہا ہے۔

اُن لوگوں نے خود نیویارک کے مین ہٹن میں نہایت شاندار اور آسمان کو چھونے والی بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرلی ہیں اور باقی ساری دنیا کو بھوکے، ننگے اور ننگے پاؤں والے چرواہے بنا کر چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے میں اُلجھے رہیں۔

اُن کی کامیابی عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، بدھ مت اور اسلام میں یقین نہ رکھنے کے باوجود اس قدر شاندار ہے کہ ہر ایک ان کے اندھا دھند تقلید کو ترقی سمجھتا ہے حالانکہ حضرت محمد رسول اکرم ﷺ کی حدیث ہے جس میں مسلمانوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ ''کہ تم اُن کی پیروی اس قدر کرو گے یہاں تک کہ چھپکلی کے سوراخ تک ان کے پیچھے چلے جاؤ گے''

تمام انسان جن میں مسلمان بھی شامل ہیں اُن لوگوں کی تقلید کررہے ہیں اور اُن کا زوال سیکولر اور بے دینی کی پیروی کررہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُن کی تقلید میں آج کل زیادہ تر لوگ نیلی جینز پہنتے ہیں۔

☆......☆......☆

یہود عیسائی اتحاد:

یورپی عیسائی اور یورپی یہودیوں نے مل کر جعلی اتحاد قائم کیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے نفرت اور دشمنی بھلا کر آپس میں سمجھوتہ کر کے اس نقلی اتحاد کو قائم کیا ہے۔

اب انہوں نے آپس کی خفیہ دوستی سے ایک دوسرے کو گلے لگایا ہے اور ایک اتحاد بنا لیا ہے یوں وہ پوری دنیا کے حکمران بن بیٹھے ہیں اور انہوں نے تاریخ میں یہ بالکل منفرد اور عجیب وغریب فلسفہ اپنایا ہے لیکن وہ فلسفہ نسلی اعتبار سے منحوس، بدفعال ورلڈ آرڈر ہے۔ یہ ورلڈ آرڈر یورپ کے لوگوں کے لئے عام طور پر اور عربوں اور مسلمانوں کے لئے خاص طور پر بدشگون ہے۔

لیکن اُن کے نسلی جنون، دنیا کو ناانصافی کے دائرے میں محدود کرنے اور ظلم وستم کو روکنے کی کسی میں جرأت اور ہمت نہیں ہے۔ اُن کے ورلڈ آرڈر نے دنیا کے غیر یورپی علاقوں اور قریب کے ملکوں پر قبضہ جمانے کے لئے غصے کی بے دردانہ جنگ مسلط کر دی ہے۔

دنیا کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ شمالی امریکہ، جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں اس قسم کے اخلاقی صفائی کی گئی ہے۔ لیکن سوائے اُن چند لوگوں کے کسی نے اسے قبول نہیں کیا ہے جن کے سینوں میں حیوانی دل ہیں اور اُن میں رائی کے دانے کے برابر بھی یہودیت اور عیسائیت موجود نہیں ہے۔

دنیا پر یہودی، عیسائی یورپی نو آبادیات کی اسلئے حکمرانی قائم کی جاتی تھی تاکہ وہاں کے لوگوں کی دولت سے فائدہ اُٹھایا جائے لُوٹ مار اور وسائل کی چوری کی جائے۔

یورپی یہودی عیسائیوں کا دنیا کے مختلف ملکوں میں نو آبادیات قائم کرنا ایک ایسا ایجنڈا تھا۔ جس کا مطلب اُن علاقوں کی دولت سمیٹنا اور وہاں کی پیداوار سے لامحدود فائدہ اُٹھانا تھا۔

علاوہ ازیں اُن کا آخری ایجنڈا یہ تھا کہ سیاسی، اقتصادی، تہذیبی اور تعلیمی اداروں میں تبدیلی لائے جائے اور یورپی یہودیت اور عیسائیت کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ تاکہ اُن کی کایا پلٹنے کا کام جاری رہے۔ اگر نو آبادیات نظام ختم بھی ہو جائے تو بھی اُن کا دنیا کو تبدیل کرنے اور اپنے پیچھے لگانے کا مشن جاری رہے۔

اُن کا دنیا کو تبدیل کرنے سے مراد سیکولرازم (بے دین) کو رواج دینا ہے۔ وہ اُن اداروں کو مسمار اور برباد کرنا چاہتے ہیں جو مذہبی طرز زندگی کو قوت بخشتے ہیں اور خاص طور پر مسلمانوں کے

مذہبی اور تعلیمی اداروں کو وہ نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔

ان کا یہ سیکولرازم پہلے ہی ازمنہ وسطیٰ میں یورپی عیسائیت (Medieval Euro-Christendom) کو تبدیل کر چکا تھا جس کے نتیجے میں بے دین خدا کے بغیر زوال پذیر ماڈرن سیکولر تہذیب وجود میں آ چکی تھی۔ تاہم انہوں نے اپنے ناپاک ایجنڈے کو اس قدر دھوکے اور فریب کی طاقت کے ساتھ جاری رکھا کہ ظاہر و باطن کی طرح جو چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں۔ اُن کو ایک دوسرے میں اس طرح گڈ مڈ کر دیا کہ اچھائی اور برائی کا فرق بالکل ختم ہو گیا خیر اور شر کا امتیاز مٹ گیا۔ یوں وہ لوگوں کی اکثریت کو دھوکہ دینے اور اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور لوگ بے دین اور زوال پذیر معاشرے کا شکار بن گئے۔

انہوں نے لوگوں کو بدقماش بنانے، ظلم وستم کا نشانہ بنانے، ناانصافی اور ایسی مکاری میں ملوث کرنے میں پوری طاقت سے کام لیا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

باایں ہمہ اُن کی مکاری اور ظلم و جبر دن بدن بڑھتا جا رہا ہے حالانکہ وہ یورپی غلامی کی خاطر لوگوں سے معذرت بھی کرتے ہیں۔

یورپ کے وہ یہودی اور عیسائی جو پاکیزہ مذہبی زندگی گزارنے کے خواہاں تھے وہ اپنے عقیدے اور سچائی کے مطابق دن گزار رہے تھے اور حکومت کی ناانصافی اور ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرتے تھے ظالموں نے اُن کو بھی نہ بخشا، اُن پر بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔

امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر جو اس تحریک کے حامی نہ تھے۔ اُن کے کارٹون بنا کر اخباروں میں چھپوائے گئے اور اُن کو ''بوڑھا بیوقوف'' کا خطاب دیا گیا۔

یہودی عیسائی کی مغربی جنگ کے مجرمانہ سلوک سے عرب اور عراق کے مسلمانوں کے دلوں میں زخم لگائے گئے۔ اسرائیل نے فلسطینی مسلمانوں کا نہ صرف قتل عام کیا بلکہ اُن کی نسل کشی بھی کی غازہ میں نہ صرف مسلمان بلکہ عیسائی بھی نہایت مفلسانہ اور مظلومانہ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ سانحہ جنوبی افریقہ کے کالے عیسائیوں اور گوری نسل کے عیسائیوں کے علیحدہ علیحدہ آباد کرنے سے بھی زیادہ ہولناک اور بہت بُرا ہے۔

یہودی عیسائی سیکولر تہذیب کے آقا بے حد لالچی اور حریص ہیں۔ وہ قانونی چوری کے ذریعے سے تمام دنیا کی دولت ہڑپ کرنا چاہتے ہیں (جس کو وہ افراط زر یا سود پر قرض دینا کہتے ہیں) وہ غریبوں سے اُن کی جمع پونجی بھی لوٹ کر لے جاتے ہیں۔

دراصل وہ تمام انسانیت کوسُود کی اقتصادی غلامی کی جیل میں بند کرنا چاہتے ہیں۔اس لئے وہ بڑی بڑی رقمیں زیادہ سُود کے ساتھ اُدھار دیتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقروض کبھی بھی قرض مع سُود واپس کرنے کے قابل نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ وہ اقتصادی طور پر مقروض بالاخر اُن کے کنٹرول میں چلی جاتی ہیں پھر وہ اُن سے اپنی شرائط منواتے ہیں اور جس طرح کا کام چاہتے ہیں اُن سے کرواتے ہیں بلکہ اُن کے ملک پر قبضہ جما لیتے ہیں۔

وہ سونے چاندی کی اصل کرنسی (جس کی قیمت ہوتی ہے) کو بے زر کے کاغذی نوٹوں میں تبدیل کرتے ہیں اور وہ سونے چاندی اور سکوں کی کم سے کم قیمت لگاتے ہیں اور نہایت سلیقے، چالاکی اور مکاری سے اپنا ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اس لئے جب مارکیٹ میں کاغذی کرنسی کی قیمت گر جاتی ہے تو اکثر ممالک قابل رحم غربت کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ اور ممالک جو پہلے ہی امیر اور دولت مند ہوتے ہیں وہ اور زیادہ امیر اور دولت مند ہو جاتے ہیں۔ان غریب لوگوں کی وجہ سے جو پہلے بھی غربت اور غلامی کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

بالآخر اُن کی یہی عجیب وغریب ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) ایسی ہے۔جس کی خاطر وہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کا خیال دل میں سمائے ہوئے تھے۔چنانچہ یورپ کے لوگوں نے عیسائیت کو اپنا لیا اور اُنہوں نے یورپی مقدس جنگیں چھیڑ دیں جن کو صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔یہ جنگیں ایک ہزار برس تک جاری رہیں آخر کار یہودی عیسائی جنگ میں کامیاب رہے۔

جب برطانوی فوج کی قیادت جنرل ایلن بائی کے ہاتھ میں تھی اُس نے جنگ میں عثمانیہ سلطنت کی فوج کو شکست دی۔اور 1917ء میں فاتحانہ انداز میں یروشلم میں داخل ہوا۔اُس وقت ایلن بائی نے اعلان کیا۔

"آج صلیبی جنگ ختم ہو گئی ہے"

بلکہ اُسے یوں کہنا چاہیے تھا کہ آج یورپی صلیبیں ختم ہو گئیں۔

درحقیقت میرے نزدیک یورپی صلیبی جنگ آج بھی جاری ہے اور یہ جنگ اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک مسلمان یورپی عیسائی اور یہودیوں کے ظلم و جبر کے خلاف بیت المقدس اور دُنیا کے دیگر مقامات پر جہاد کرتے رہیں گے۔

یورپ کے کچھ لوگ یہودی بن گئے تھے جنہوں نے یورپی یہودی صہیونی تحریک کا آغاز کیا تھا انہوں نے مجنونانہ انداز بیت المقدس میں اسرائیل ریاست کی بحالی اور یہودیوں کی واپسی کی منزل کو حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں۔

وہ یورپی یہودی جو مشرقی یورپ کے خضار (Khazar) قبائل سے تعلق رکھتے تھے ان کو یہودیت کے رنگ میں رنگ دیا گیا۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ یورپ کے لوگ سامی النسل نہیں ہیں۔ وہ بڑی کامیابی سے راہنمائی کر رہے تھے اور اس راہنمائی کو پہلے سے زیادہ خطرناک اور غلط قسم کے ذرائع سے بیت المقدس میں اسرائیل ریاست کی بحالی کے لئے استعمال کر رہے تھے۔

جن کے ذریعے غیر یورپی کے لوگوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ان کا ساتھ دیں۔

پہلے اسرائیل کے یہودی مسلم ممالک میں امن سے رہتے تھے لیکن جب اسرائیل ریاست بحال ہوگئی تو وہ اسرائیل کی سیکولر ریاست کی طرف ہجرت کر گئے۔ انہوں نے غیر یورپی لوگوں پر ظلم و جبر کی تمام سرحدیں چالاکی اور ابلیسی انداز میں عبور کر لیں اور انتہا کر دی۔

یورپی یہودی عیسائی ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) نے یہودیوں کو اس حد تک محفوظ رکھا اور مستحکم بنایا کہ اب وہ ایک سپر پاور بن گیا ہے اور اب وہ بہت جلد دنیا میں حکمران ریاست بن جائے گا۔

عالموں اور دانشوروں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ

کیا یہ سب کچھ دنیا کی تاریخ میں حادثاتی طور پر ہوا ہے؟

کیا یہ سب کچھ کسی وجہ کے بغیر یا وضاحت اور مطلب کے بغیر ہوا ہے؟

اگر نہیں تو پھر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اُسکی وضاحت کیا ہے؟

بہت سے علماء اور مصنفین ایسے ہیں جو ضدی ہیں وہ اپنے ضدی پن کی وجہ سے اپنے کندھوں کو جھٹک دیں گے اور ہماری بیان کی گئی باتوں کو محض اتفاق کہہ کر مسترد کر دیں گے۔ اُن کے علاوہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کتاب میں پیش کئے گئے شواہد اور دلائل سے متاثر ہوں گے جن شواہد کو ہم نے قرآن حکیم اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے اخذ کیا ہے۔

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آج کی یہودی عیسائی یورپی عجیب وغریب اور پُر اسرار دنیا کی ترتیب (ورلڈ آرڈر) دراصل یاجوج وماجوج کا ورلڈ آرڈر ہے۔

شہادت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ جھوٹے مسیح اور مسیح کے مخالف دجال نے صہیونی یہودیوں کو اور اُن کے اتحادی عیسائیوں کو ورغلایا ہے اور اُن کو سبق پڑھایا ہے کہ وہ ہر اخلاقی اور مذہبی اُصول کی مخالفت کریں اور اسرائیل کو دنیا کی حکمران ریاست بنانے کی مجنونانہ کوشش کریں۔

چنانچہ یاجوج و ماجوج کے ورلڈ آرڈر کے گھوڑے پر سوار ہو کر کوششیں کی گئیں۔ جس کے آخر میں وہ یہودی جو دنیا میں ظلم و ستم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اسلام کے خلاف جنگ کرنے پر اڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اُنہوں نے ہی حضرت عیسی علیہ السلام کو مصلوب کرنے کا مطالبہ کیا تھا اُس وقت اللہ تعالیٰ جس نے یاجوج و ماجوج کو پیدا کیا ہے اور اُن کو بے مثال طاقت عطا کی ہے وہ خود یاجوج و ماجوج کے نا انصاف ورلڈ آرڈر (ترتیب دنیا) کو تباہ و برباد کر دے گا حدیث ہے۔

> ’’اللہ تعالیٰ اُن لوگوں میں ہر ایک کی گردن پر پھوڑا پیدا کر دے گا جس سے اُن کی (یاجوج و ماجوج) اچانک موت واقع ہو جائے گئ‘‘ (صحیح مسلم)

اسی طرح حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ

> کسی طاقت سے نہ رُکنے والی مسلم فوج یروشلم کی طرف کوچ کرے گی جو بھی علاقہ یا ملک اُس کے راستہ میں آئے گا اُسے ظالموں کے قبضہ سے آزاد کراتی جائے گی۔ اسرائیل کی مکار اور دغا باز ریاست تبدیل کر دی جائے گی۔ ظالموں اور دغا بازوں کو سزا دی جائے گی۔ ظلم و ستم اور غلامی پر انصاف اور سچائی کی حکمرانی ہوگی اور سچ کا بول بولا ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف کو یقین ہے کہ بیت المقدس کے اندر اور باہر بہت جلد زمانہ قریب میں مسلسل پیش آنے والے واقعات و حادثات اس کتاب کے موضوع اور موقف کو صحیح اور جائز ثابت کر دیں گے اور ان نقادوں کے نظریات و عقائد کو غلط اور بے بنیاد قرار دیں گے جنہوں نے اس کتاب کے مرکزی موضوع یا موقف سے اختلاف کیا تھا۔

قرآن حکیم کی سورۃ الکھف میں اور حضور اکرم ﷺ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اُن کو بہت زیادہ طاقت عطا کی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان کو (یاجوج و ماجوج) میرے سوا کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

سورۃ الکھف میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کس طرح یاجوج و ماجوج کو لوہے کی دیوار کے پیچھے روکا گیا تھا کیونکہ وہ اپنی بے پناہ طاقت سے فساد پھیلا رہے تھے وہ شرارت سے ظلم وستم، بگاڑ اور خرابی پیدا کر رہے تھے۔

سورۃ میں آگے چل کر یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ اُن لوگوں کو ایذا پہنچاتے اور اُن سے جنگ کرتے تھے جو ایمان اور راست بازی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ وہ ایسے لوگوں کے خلاف لگاوٹ اور دشمنی رکھتے تھے۔ جو قدیم طرز زندگی اپنانے ہوئے تھے اور اپنے وجود کے بقا کے لئے سادہ خوراک استعمال کرتے تھے۔ (جس طرح ہیٹی، صومالیہ، انڈونیشیاء، پاکستان، بنگلہ دیش اور مصر کے لوگ ہیں)

اس طرح جو پیش منظر سامنے آتا ہے وہ مکمل طور پر بے دین اور اکھڑ لوگوں کا ہے جن کے سینوں میں حیوانوں کے دل ہیں۔

سورۃ الکھف میں مزید معلومات دی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔

> کہ وہ فتنہ کا زمانہ جب آخری دور شروع ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے دیوار کو مسمار اور تباہ کر دے گا اور یاجوج و ماجوج دنیا میں آزاد کر دیئے جائیں گے۔ (جو قیامت کی نشانیوں میں بڑی نشانی ہے)

سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

> وہ یاجوج و ماجوج دیوار کی مسماری کے بعد دنیا میں ہر طرف پھیل جائیں گے اور وہ لوگوں میں گھس جائیں گے اس طرح وہ اپنی قابل تسخیر طاقت کے ساتھ تاریخ میں پہلی مرتبہ پوری دنیا کا کنٹرول سنبھال لیں گے۔ یوں ایک ہی قسم کے لوگ دورُخی ورلڈ آرڈر کی وجہ سے پوری انسانیت پر حکمرانی کریں گے اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ اس طرح غیر محسوس طریقے سے لوگوں میں گھس جائیں گے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔ پھر وہ کوشش کریں گے کہ تمام لوگوں کو نئے فیشن میں ڈھال دیں اور پھر تبدیل کر کے اپنے جیسا ہی بنا لیں۔

لیکن جب ترتیب دنیا (ورلڈ آرڈر) اُن کا ظلم وستم اور مذہب کے خلاف جنگ دیکھے گا تو یہ قدرتی ورلڈ آرڈر کے بالکل اُلٹ اور مخالف ہوگا۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی معاشرے کے ایسے طور طریقوں سے متفق نہیں ہوں گے۔ وہ سورۃ الکھف کے اُن چند جوانوں کی طرح سوسائٹی سے متنفر ہونگے جو زوال آمادہ، بے دین اور اسلام کے خلاف جنگ کرنے والی سوسائٹی ہے وہ اس قسم کی سوسائٹی سے فرار اختیار کریں گے۔

☆......☆......☆

حدیث سے یاجوج و ماجوج کی رہائی عیاں ہے:

صحیح بخاری میں بہت سی احادیث درج ہیں جن سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کی رہائی آج سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ احادیث ہمیں مطلع کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نیند کی حالت میں بھی بصارت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ یاجوج و ماجوج کی دیوار (ردم) میں سوراخ ہو چکا ہے ہم صرف ایک ہی دیوار (ردم) کو جانتے ہیں جن کا تعلق یاجوج و ماجوج سے ہے یہ وہی دیوار ہے جسے ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔

جب حضرت محمد ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ آپ ﷺ نے صحیح مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس دیوار کو مسمار کر دیا ہے لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا۔

''عربوں پر افسوس ہے کیونکہ تباہی اور بربادی اُن کے نزدیک آ رہی ہے۔

آپ ﷺ نے انگلیوں کی مدد سے دائرہ بنایا اس طرح آپ ﷺ نے اُس سوراخ کو ظاہر کیا جو دیوار میں بن چکا تھا۔

جب قرآن حکیم نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود اُس دیوار کو خاص وقت میں مسمار کر دیں گے۔ تو یہ واضح اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہی حکم سے وہ سوراخ دیوار میں بن گیا تھا۔ جس کا حضرت محمد ﷺ نے خواب میں مشاہدہ فرمایا تھا۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

آپ نے فرمایا۔ کہ (دیوار) میرے رب کی رحمت ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ پہنچا تو وہ اس دیوار کو مسمار کر کے مٹی میں تبدیل کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

(قرآن حکیم۔ سورۃ الکھف 98-18)

چنانچہ یہ بھی واضح تھا کہ وہ سچی بصارت اس خبر کی ترسیل تھی کہ یاجوج و ماجوج کی رہائی شروع ہو چکی ہے۔ اُس دن سے جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا تھا اور عربوں کو خبردار کیا تھا۔

یہ واقعہ حضرت امام بخاریؒ کی کتاب صحیح بخاری میں درج ہے جس کو مذہب اسلام میں سند کا درجہ حاصل ہے۔

لہٰذا قارئین کو کئی ایک احادیث میں تکرار سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان احادیث میں اختلاف نہیں ہے بلکہ تکرار ہے۔ اُن سب کا موضوع اور مواد یکساں ہے۔ اگر کوئی ایک حدیث مختلف کئی لوگوں سے روایت ہے تو اُس کے متن یا الفاظ میں معمولی سا فرق ہے مگر اصل موضوع میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس طرح متواتر احادیث اس موضوع کو مستحکم اور مستند بناتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے ﷺ نے فرمایا کہ

> ''یاجوج و ماجوج کی دیوار (ردم) میں ایک سوراخ بن گیا ہے۔ وہیب نے 90 نمبر بیان کیا جو حضور اکرم ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے بنایا''

اسی طرح حضرت زینبؓ بنت جحش نے روایت کی ہے کہ

> ''ایک دن اللہ کے رسول ﷺ خوف کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہوئے اور فرمانے لگے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔
>
> افسوس ہے عربوں پر جن کے نزدیک برائی (شیطانیت) پہنچ چکی ہے آج یاجوج و ماجوج کی ردم (دیوار) میں اس قدر سوراخ بن گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی سے دائرہ بنایا''

حضرت زینبؓ بنت جیش مزید بیان کرتی ہیں

''میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم پھر بھی تباہ ہو جائیں گے جبکہ ہمارے سچے اور متقی لوگ موجود ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔(پھر بھی تم تباہ ہو جاؤ گے) برائی، بدی اور زوال بڑھتا جا رہا ہے (وہ اس قدر بڑھ جائے گا کہ پوری دنیا پر چھا جائے گا'') (صحیح بخاری)

اسی طرح حضرت زینبؓ بنت جیش سے روایت ہے کہ

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے گھر تشریف لائے آپ ﷺ نے اُس وقت خوف زدہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں افسوس ہے عرب کے باشندوں پر کیونکہ شیطانیت قریب آ چکی ہے۔آج یاجوج و ماجوج کی ردم میں سوراخ ہو گیا ہے۔اتنا بڑا (آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سے دائرہ بنایا)

زینب نے پوچھا

اے اللہ کے رسول ﷺ۔کیا ہم بھی تباہ ہو جائیں گے جب کہ ہمارے درمیان متقی لوگ موجود ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

ہاں۔(تم بھی تباہ ہو جاؤ گے)

(برائیاں اور زوال بڑھتا جا رہا ہے اور اب پوری دنیا پر پھیل جائے گا)

(صحیح بخاری)

حضرت زینبؓ بنت جیش نے بیان کیا ہے کہ

ایک دن حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ عربوں کو خطرہ ہے۔جو قریب آ گیا ہے اس طرح یاجوج و ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔(آپ ﷺ نے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی سے دائرہ بنایا)

حضرت زینبؓ بنت جیش نے پوچھا

اے اللہ کے رسول ﷺ۔ کیا ہم سب تباہ ہو جائیں گے جبکہ پارسا اور متقی لوگ ہمارے درمیان موجود ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ (تم سب برباد ہو جاؤ گے)

برائی اور زوال بڑھتا جاتا ہے۔ (یعنی اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے) (صحیح بخاری)

حضرت اُم سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ

حضرت محمد رسول اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا۔

اللہ عظیم ہے اُس نے کتنا بڑا (کس قدر زیادہ) خزانہ زمین پر بھیجا ہے اور کس قدر بڑا (کس قدر زیادہ) مصائب اُس نے زمین پر نازل فرمائے۔ (یہ وہی موقع دکھائی دیتا ہے جب آپ ﷺ نے دیوار میں سوراخ دیکھا تھا) (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ خانہ کعبہ میں طواف فرما رہے تھے آپ ﷺ نے اُس وقت اونٹ پر سوار تھے ہر مرتبہ جب آپ ﷺ حجرا اسود کے کونے پر پہنچتے تھے تو اُس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ اللہ اکبر۔

حضرت زینبؓ نے کہا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

یاجوج و ماجوج کی دیوار میں ایک سوراخ اس طرح بن چکا ہے (آپ ﷺ نے شہادت کی اُنگلی اور انگوٹھے سے 90 کا ہندسہ بنایا) (صحیح بخاری)

صحیح بخاری میں درج یہ احادیث جو مختلف چار صحابہ اکرامؓ

حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت زینبؓ بنت جیش، حضرت ام سلمیٰؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کی ہیں۔ سب کی سب واضح ہیں اور سب کا تعلق یاجوج و ماجوج کی ردم (دیوار) سے ہے جس میں سوراخ بن چکا ہے اور خاص طور پر عربوں کے لئے منحوس نتائج ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ دنیا میں ایک ہی ردم (دیوار) ہے جس کا تعلق یاجوج و ماجوج سے ہے اور یہ وہی دیوار ہے جس کو ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔ چنانچہ اب اس نتیجہ سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہیں کہ ذوالقرنین نے جو دیوار تعمیر کی تھی وہ دیوار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی مسمار ہوگئی تھی۔

☆......☆......☆

دنیا میں اور گلیلی سمندر میں پانی:

مذکورہ بالا تمام احادیث سے ہم نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اُسکی تائید میں ایک اور شہادت موجود ہے۔

مثال کے طور پر

یاجوج و ماجوج کی حیثیت ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یاجوج و ماجوج اس قدر زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں کہ دریاؤں اور جھیلوں کا پانی خشک ہو جائے گا۔

دنیا پہلے ہی اس معاملے میں ٹھیک طرح سے تجربہ کر رہی ہے کہ میٹھے پانی کے ذرائع دن بدن ختم ہوتے جا رہے ہیں جبکہ اقوام اور قبائل میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس بات کا خدشہ ہے کہ آنے والے زمانے میں پانی کی وسائل میں کمی کی وجہ سے دنیا میں جنگیں ہوں گی۔

ایک ڈرامائی شہادت جس کا تعلق پانی اور یاجوج و ماجوج کی رہائی سے ہے وہ یوں ہے کہ احادیث میں بیان ہو چکا ہے کہ یاجوج و ماجوج یروشلم جاتے ہوئے گلیلی سمندر کے قریب سے گزریں گے اور اُس سمندر سے اس قدر پانی پئیں گے کہ وہ خشک ہو جائے گا ایک حدیث ہے

یہ سب کچھ ایسے حالات میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الفاظ منکشف کرے گا۔

''میں اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو سامنے لایا ہوں۔ جن کے خلاف کوئی بھی جنگ کرنے کے قابل نہ ہوگا۔ تم اپنے لوگوں کو طور پہاڑ پر حفاظت سے لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا۔

اور وہ ہر پہاڑ سے نیچے اُتریں گے۔ اُن میں سے پہلا قبیلہ جھیل تبریاس کے پاس گزرے گا (گلیلی سمندر) اور اُس میں سے پانی پیئے گا۔ لیکن جب آخری قبیلہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا'' (صحیح مسلم)

آج گلیلی سمندر میں پانی کی سطح اس قدر کم ہے کہ اس کو تقریباً مردہ تصور کیا جاتا ہے یعنی اُس کے خشک ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

اس وقت جبکہ ہم اس کتاب کو تصنیف کر رہے ہیں مذکورہ سمندر کا پانی کالی لکیر کی سطح یعنی 214.4 میٹر سطح سمندر سے نیچے ہے اور تیزی سے نیچے گرتا جا رہا ہے لیکن جب پانی اس سطح سے بھی نیچے چلا جائے گا تو جھیل سے پانی حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا جو اسرائیل کے لئے پانی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے۔ جب پانی کی سطح نیچے چلی جائے گی تو اُس وقت پمپس بھی کام کرنا چھوڑ دیں گے کیونکہ پمپس پانی کی سطح سے اونچے ہوں گے۔

گلیلی سمندر میں پانی کی سطح اتنی تیزی سے نیچے جا رہی ہے کہ اُس کے خشک ہونے کا امکان بہت قریب ہے عین ممکن ہے کہ جب تک ہماری یہ کتاب چھپ کر قارئین کے ہاتھوں میں جائے گی تب تک مذکورہ سمندر کے خشک ہونے کا حادثہ ہو چکا ہوگا۔

درحقیقت کچھ خبریں وقت سے پہلے ہی شائع ہو چکی ہیں جن کو اس کتاب میں شائع ہونے سے پہلے شامل کرنا ضروری ہے۔ خبر یہ ہے کہ اسرائیل نے گلیلی سمندر سے پانی پہنچانے والے پمپس بند کر دیئے ہیں یوں اسرائیل کو سب سے بڑے پانی کے ذخیرے میں سے 26 جنوری 2009ء کو پانی ملنا بند ہو گیا ہے۔ کیونکہ پانی کی سطح کالی لکیر سے بھی 16 انچ تک نیچے چلی گئی ہے جہاں سے پمپس کے ذریعے پانی نکالنا سختی سے ممنوع ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے آپ کو باخبر رکھنے کے لئے انٹرنیٹ پر Lake Kinneret Black Line میں گلیلی سمندر ضرور دیکھیں۔ یاجوج و ماجوج کی رہائی کے متعلق دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کیا ڈرامائی ثبوت ہوگا کہ دنیا کی بڑی بڑی جھیلیں خشک ہوتی جا رہی ہیں مثلاً کینیڈا کی سب سے بڑی جھیل جو دنیا میں تازہ پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے وہ بھی اب پانی کی نچلی سطح پر ہے۔

یاجوج وماجوج کا یروشلم سے تعلق کے بارے میں حدیث:

آخر کار قرآن پاک کی سورۃ الانبیاء کی آیات میں دوسری اور آخری مرتبہ یاجوج وماجوج کا ذکر آیا ہے۔"ان آیات میں اُس شہر کی طرف سے اشارہ ملتا ہے جس شہر کو اللہ تعالیٰ نے تباہ اور برباد کر دیا تھا۔ اور اُس کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا تھا اور پابندی لگا دی تھی کہ وہ کبھی بھی اس شہر میں واپس نہیں آئیں گے اور نہ ہی اُسکی ملکیت کا دعویٰ کریں گے۔" تاہم اسی آیت میں آگے چل کر اعلان کیا ہے کہ

اس پابندی پر اُس وقت تک عمل جاری رہے گا جب تک یاجوج وماجوج رہا نہیں ہو جاتے اور دنیا میں ہر طرف پھیل نہیں جاتے اور ہر مفید مقام پر قبضہ نہیں جما لیتے۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

ترجمہ: اس شہر کے اُن لوگوں پر پابندی ہے جس شہر کو ہم نے تباہ کر دیا اس شہر کے لوگ واپس نہیں آئیں گے اور اپنا شہر ہونے کا اس وقت تک دعویٰ نہیں کریں گے جب تک یاجوج وماجوج رہا نہیں ہو جاتے اور ہر طرف پھیل نہیں جاتے وہ پھر ڈھلوان سے اُتر کر مفید مقامات پر قبضہ نہیں جما لیتے۔ (سورۃ الانبیاء 96-95-21)

اگر ہم اُس شہر کی شناخت کر سکتے ہیں تو اُس کا ثبوت بھی موجود ہے کہ اُس شہر کے لوگ پہلے ہی واپس آ چکے ہیں اور انہوں نے اس شہر کی ملکیت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ وہ اُن کا وہی شہر ہے جہاں سے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے نکالے گئے تھے۔ ان باتوں سے یاجوج وماجوج کی رہائی اور ان کی شناخت کے متعلق مزید ثبوت وشواہد حاصل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں نظام معانی کو بنیاد بنا کر اس موضوع کا آسانی سے تجزیہ کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس شہر کی شناخت کے لئے ہمارا طریق کار یوں ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے ہم قرآن حکیم اور احادیث میں اس شہر کو تلاش کریں پھر یاجوج وماجوج سے متعلق اُس شہر کے بارے میں معلومات جمع کریں۔ تبھی کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔

چنانچہ جب ہم مذکورہ بالا سارے عمل سے گزرے تو معلوم ہوا کہ وہ شہر یروشلم ہی ہے جہاں سے یاجوج وماجوج نکالے گئے تھے۔

سب سے پہلے ہم اُس حدیث کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج گلیلی سمندر کے قریب سے گزریں گے۔ وہ سمندر یروشلم سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر شمالی جانب موجود ہے۔ علاوہ ازیں جس شہر کا تعلق یاجوج و ماجوج سے بیان کیا گیا ہے وہ بیت المقدس یعنی یروشلم ہی ہے۔

صحیح مسلم میں درج ہے۔

یاجوج و ماجوج چلتے جائیں گے یہاں تک کہ الخمر پہاڑ پر پہنچ جائیں گے
اور یہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے (یعنی یروشلم)

دوسری بات یہ ہے کہ ہم قرآن حکیم کی دو سورتوں سورۃ الانبیاء اور سورۃ آل عمران میں یکسانیت اور موضوع میں تشابہت پاتے ہیں کیونکہ ان دونوں سورتوں میں مکہ کا ذکر ہے جس کا قدیم نام بکہ ہے۔

قرآن حکیم کی آیات میں نہ تو ہم کوئی مثال شامل کر سکتے ہیں اور نہ ہی قرآن حکیم کی آیات کے معانی اور تفہیم کی وضاحت کر سکتے ہیں جب تک اُن معلومات اور واقعات کا حوالہ پیش نہ کریں جو اس مقدس کتاب کے علاوہ دیگر کتب یا ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس بنی اسرائیل کو دیا تھا۔ (قرآن۔ سورۃ المائدہ 24-5) بیت المقدس کا دارالخلافہ یروشلم ہے جس کی تاریخ یہ ہے کہ آج سے تقریباً 2000 سال قبل اسرائیل کے لوگوں کو شہر سے نکال دیا گیا تھا۔ تاہم وہ لوگ اب واپس اپنے شہر میں آچکے ہیں اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اُن کا اپنا شہر ہے جو بالکل اسی مقام پر واقع ہے جس کا تعلق سچے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم سے ہے۔ کیونکہ وہ یروشلم سے ہی پوری دنیا پر حکمرانی کریں گے۔

اسی طرح جھوٹا مسیح دجال بھی یروشلم سے ہی ساری دنیا پر حکومت کرنے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ تاریخ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے لہٰذا دنیا میں واشنگٹن اور لندن اور دیگر ایسے شہروں کی بجائے آئیندہ یروشلم ہی دنیا کا مرکز ہوگا۔

یاجوج و ماجوج سے تعلق رکھنے والے شہر کی پہچان جو قرآن حکیم نے ہمیں بتائی ہے یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے جن پر قرآن نازل ہوا اور جو قرآن پاک کے مصدقہ اور مستند معلم ہیں کہ یہ وہی بیت المقدس کا شہر ہے جسے یروشلم کہتے ہیں۔

ہمارا مقصد قرآن پاک کے علماء کو ترغیب دینا ہے کہ وہ تاریخی عمل میں ظاہر ہونے والے واقعات کا ناقدانہ جائزہ لیں اور مشاہدہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پہچانیں یوں وہ بالکل صحیح شہر کو پہچان لیں گے۔

قرآن حکیم نے اپنے اس معجزانہ متن پر صحیح اور خاص توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ترجمہ: وقت آنے پر ہم اُن کو اپنا پیغام اچھی طرح سمجھا دیں گے (جس طریقے سے وہ سمجھتے ہیں) دور آفاق میں (کائنات کے) اور ان کے اپنے نفوس میں (جس میں تاریخی عمل میں پیش آنے والے واقعات شامل ہیں) یہ تمام اُن پر واضح ہوگا کہ حقیقت میں یہی سچ ہے۔ (اُن کے لئے جاننا) یہ کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے لئے گواہ ہے۔ (سورۃ فصلت 53)

☆......☆......☆

اقبال انصاری اور سید انصاری:

ڈاکٹر محمد اقبال معروف مسلم فلاسفر اور شاعر تھے۔ اُنہوں نے نزول قرآن کے اس پہلو کو پہچانتے ہوئے اُصول تفسیر کے طریق کار کا اطلاق کیا ہے۔ قرآن پاک کی خاص آیات کی اہمیت اور اُن کے معانی کی تفہیم کے لئے انہوں نے ناقدانہ نظر سے تاریخی پس منظر میں مشہور واقعات کا جائزہ لیا ہے۔

انہوں نے یروشلم میں 1971ء میں ہونے والی یورپی صلیبی جنگ کا اپنی اُردو شاعری میں جواب دیا ہے اُنہوں نے بتایا ہے کہ یاجوج و ماجوج کی تمام افواج رہا ہو چکی ہیں۔

نظم میں اُنہوں نے مسلمانوں کی توجہ قرآن پاک کی سورۃ الانبیاء کی دو آیات کی تلاوت اور مطالعے کی طرف دلائی ہے جس کا اختتام لفظ ینسلون پر ہوتا ہے اور اُن کا یاجوج و ماجوج سے تعلق ہے۔

کھل گیا یاجوج و ماجوج کا لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

(بانگ درا۔ ظریفانہ)

یہ حقیقت حیران کن ہے کہ اقبال قرآن پاک کی ان دو بے حد اہمیت کی حامل آیات کے معانی کی گہرائی میں اُترے تھے اور اُس شہر یروشلم کی شناخت کر لی تھی۔ جب 1917ء میں ہونے والی صلیبی جنگ میں یورپ کے لوگ یروشلم کو آزاد کرانے میں کامیاب ہوئے تھے بالاخر 1948ء میں بیت المقدس میں اسرائیلی ریاست بحال کر دی گئی۔

علامہ اقبال کی اُردو شاعری میں مسلمانوں کی توجہ قرآن حکیم کی سورۃ الانبیاء کی دو آیات کی طرف دلائی گئی ہے۔ اسی طرح اُس شہر (یروشلم) کی طرف اسلام کے عظیم عالم مولانا فضل الرحمٰن انصاری نے توجہ دلائی ہے جو علامہ اقبال کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ انہوں نے علامہ اقبال کے شناخت کئے ہوئے شہر یروشلم کی تصدیق کی ہے اور اُسکی شہادت انہوں نے ابراہیم احمد بوانی کے معرکتہ آلارا کتابچے جس کا عنوان ہے ''یاجوج و ماجوج اور ریاست اسرائیل'' سے لی ہے۔ یہ کتابچہ تقریباً پچاس برس پہلے پاکستان سے شائع ہوا تھا۔ (اس کتابچے پر اشاعت کی تاریخ درج نہیں ہے) اس کتابچے میں سورۃ الانبیاء کی دونوں آیات اور شہر پر بحث کی گئی ہے بوانی صاحب نے اس کتابچے میں بتایا ہے۔

''ہمارا پختہ ایمان ہے جس کے لئے ہمارے پاس واضح اور ٹھوس دلائل (آئندہ صفحات میں) موجود ہیں۔ وہ یہ کہ اس آئینہ میں خاص شہر یروشلم کا ذکر موجود ہے۔ انہوں نے مزید بیان کیا کہ قرآن پاک کی اس آیت (سورۃ الانبیاء 96-95) میں بلاشبہ ریاست اسرائیل کے وجود میں آنے کے بارے میں ذکر ہے۔ بلاشبہ اس سے یاجوج و ماجوج کی طاقت کو تقویت ملتی ہے انہوں نے مولانا فضل الرحمٰن کے احسان کو بھی تسلیم کیا ہے۔

کہ وہ آیت جس میں یاجوج و ماجوج کی اُس شہر میں واپسی کا ذکر ہے جس کو تباہ کر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر انصاری کی توضیح و تشریح نے مجھے ترغیب دلائی کہ میں اس ضمن میں تحقیق کروں اور اس موضوع پر لکھوں۔

ہم صرف اس حقیقت پر ماتم اور آہ و زاری کر سکتے ہیں جن کی وجہ سے ڈاکٹر انصاری بے خبر رہے اور لکھنے کے لئے اس موضوع کا انتخاب نہ کر سکے یا عوام کے سامنے کُھل کر بول نہ سکے۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ان میں اس قدر قابلیت موجود تھی کہ وہ یروشلم شہر کی شناخت کر سکتے تھے۔ وہ نظام معانی اور اُصول تفسیر کے طریق کار کے ذریعے اس موضوع سے متعلق حقیقت کو تلاش کر سکتے تھے۔

تاہم ان تمام باتوں کے باوجود اس کتاب کے مصنف نے بھی اس شہر کی شناخت کی ہے جن کا ذکر سورۃ الانبیاء میں موجود ہے اور وہ شہر یروشلم ہے۔

ہم قرآن حکیم کی ان آیات کا ادراک رکھتے ہیں جن کا تعلق مذکورہ بالا موضوع سے ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ ایسی واپسی اُس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتی، جب تک یاجوج و ماجوج رہا نہیں ہوجاتے اور ہر سمت پھیل نہیں جاتے۔

باالفاظ دیگر اس وقت جبکہ اسرائیل کے لوگ واپس یروشلم آچکے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اُن کا اپنا ہی شہر ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یروشلم کو آزاد کرانے کے لئے جو ایک ہزار سالہ صلیبی جنگیں ہوتی رہی ہیں۔ اُن کے پیچھے یاجوج و ماجوج کا فلسفہ یا مسئلہ موجود تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کافی عرصہ پہلے رہا ہوچکے تھے۔ اب ہم اس کتاب کے ذریعے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد دلائل سے یہ ثابت کرنا تھا کہ وہ مقدمہ جو جدید زمانے کے معتبر مسلمان علماء نے بھڑکایا تھا۔ اُسے اب منطقی انجام دینا ضروری ہے۔

ان عظیم علماء میں ڈاکٹر محمد اقبال اُن کے شاگرد ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری اور ترکی کے مسلمان عالم بدیع الزمان سید انصاری شامل ہیں۔

یہاں ہم ایک اور قابل غور شہادت پیش کرتے ہیں کہ اس جدید زمانے میں دنیا کے ممالک کو ایک دوسرے کے قریب لانے (Globalization) کا فلسفہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد ہے جبکہ منحوس معاشرتی برائیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اور دنیا کو اپنے جال میں گھیر رہی ہیں۔

تمام انسانیت میں بے دین، زوال پذیر مغربی طرز زندگی ایک حیران کن عذر داری ہے (جس میں اسلامی دنیا بھی شامل ہے) جس کو یاجوج و ماجوج کی طویل عرصہ پہلے رہائی کے موضوع پر بحث کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہم یہ کام دوسرے اُن لوگوں پر چھوڑتے ہیں جو اس کتاب کے مرکزی خیال (موقف) سے متاثر اور متفق ہوئے ہیں اور وہ اس کتاب میں اُٹھائے گئے موضوع کے متعلق مزید دلائل اور ثبوت پیش کرسکتے ہیں۔

باب (7)

یاجوج وماجوج کی رہائی کا مفہوم

یاجوج وماجوج کی رہائی کا مفہوم

جب یاجوج وماجوج کی رہائی عمل میں آتی ہے تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین کے مخالف طاقت قائم ہو جائے گی اور وہ طاقت لازمی طور پر بے دین بنیادوں پر قائم ہوگی اور اُس طاقت سے ظالموں کو سزا دینے کی بجائے معصوم اور مظلوم لوگوں کو دبانے کے لئے استعمال کی جائے گی۔ وہ طاقت اُن لوگوں کے خلاف بھی استعمال کی جائے گی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور راست بازی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

بالآخر وہ طاقت انسانی حقوق کو مکمل طور پر غصب کرنے، ظلم وستم روا رکھنے، تباہی و بربادی لانے اور قدامت پسند لوگوں کا استحصال کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی۔ علاوہ ازیں دنیا کے غریبوں کی تعداد کو بہت زیادہ کم کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی بے شک وہ کتنے ہی مفلس اور محتاج کیوں نہ ہوں۔

برکتوں والے قرآن حکیم کی سورۃ الکھف ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا میں یاجوج و ماجوج کی رہائی کا کیا مفہوم ہے؟

اللہ سبحان وتعالیٰ اس سورۃ جس کا عنوان ذوالقرنین ہے اُس سورۃ میں اس عظیم مسافر کا ذکر فرماتے ہیں۔ جس نے زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا سفر اختیار کیا۔

ہم نے اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں بیان کیا ہے کہ عربی لفظ قرن کا مطلب ہے سینگ یا زمانہ، لیکن قرآن پاک میں قرن کا لفظ ہمیشہ زمانہ (دور) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور کبھی بھی اور کہیں بھی سینگ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ چنانچہ اس مفہوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اشارے کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کا مطلب دو زمانے یا دو دور ہیں۔

ان دو زمانوں میں سے پہلا زمانہ وہ ہے۔ جس کا تعلق ذوالقرنین سے ہے۔ اُس زمانے میں اُن لوگوں کو طاقت عطا کی گئی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے۔ اُس دور میں طاقت ظالموں کے

خلاف استعمال کی گئی اوران لوگوں کی حمایت میں استعمال کی گئی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے اور حق سچ کی بات کرتے تھے۔ جو انسانی حقوق کی عزت اور حفاظت کرتے تھے اور پرانے انداز سے سادہ زندگی گزارتے تھے۔

دوسرا زمانہ وہ ہوگا جس کا تعلق یاجوج و ماجوج سے ہے اور جو اُن کی دنیا میں رہائی سے شروع ہوگا۔ چنانچہ جب رہائی کا واقعہ پیش آئے گا تو ذوالقرنین کے مخالف اُصولوں کی بنیاد پر لوگوں کو طاقت دی جائے گی۔ یعنی لازمی بے دین ہونے کی بنیاد پر طاقت دی جائے گی جس میں ظالموں کو سزا دینے کی بجائے معصوم اور مظلوم لوگوں کو دبانے کے لئے طاقت استعمال کی جائے گی اور اُن لوگوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں سادگی اور راست بازی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس دور میں طاقت انسانی حقوق کو مکمل طور پر غصب کرنے، لوگوں کو دبانے ڈرانے اور اُن لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے استعمال کی جائے گی جو پرانے انداز سے سادہ اور سچائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان غریبوں کو تعداد میں کم کرنے کے لئے جو بے حد مفلس اور محتاج ہیں طاقت کا استعمال کیا جائے گا۔

موجودہ زمانہ بالکل صحیح طور پر دوسرا ہی زمانہ ہے۔ جدید مغربی تہذیب آج کی دنیا میں طاقت رکھتی ہے۔ لیکن اس طاقت کا حصول لازمی طور پر بے دینی اور خدا کے بغیر تصور پر قائم ہے آج کل طاقت کو یوں استعمال کیا جارہا ہے۔

☆ معصوم لوگوں پر اس انداز سے ظلم وستم کیا جا رہا ہے کہ ظالموں کو تحفظ اور امداد دی جارہی ہے اور اُن لوگوں کی حمایت کی جاتی ہے جن کا مزاج غیر عادلانہ ہے۔

☆ مذہب کو بنیاد بنا کر عام لوگوں کے ساتھ اور خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی جارہی ہے اور جنگ میں اُن لوگوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور حق سچ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

☆ اُن لوگوں کو ظلم وجبر کا نشانہ بنایا جاتا ہے جو قدامت پسند ہیں اور اپنا تحفظ نہیں کرسکتے انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے اور لوگوں کو لال بیگوں کی طرح کچلا جاتا ہے اور اُن کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔

ابھی کل کی ہی بات ہے کہ پڑوسی ممالک شمالی اور جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور ہیٹی میں انسانی نسل کشی اور ظلم و جبر کا شور بلند ہوا۔ جو نہایت ہی ظالمانہ اور افسوسناک طرزِ عمل کی بھونڈی مثال ہے۔ جو آج بھی وحشیانہ، بہیمانہ اور دوسروں کو اذیت دے کر خوش ہونے کی شکل میں عراق، افغانستان اور صومالیہ وغیرہ میں جاری ہے۔

تاریخ میں ایسی بے درد بربّریت، ظلم وستم، تباہی و بربادی کی مثال نہیں ملتی۔ جیسا کہ مغربی یورپی تہذیب نے افریقہ کے کالے لوگوں کو غلام بنانے اور متحدہ ریاست ہائے امریکہ اور کینیڈا کی فلک بوس شاندار عمارتوں کی تعمیر میں اُن سے مشقت لی جاتی ہے۔ اسی طرح کا سلوک جنوبی اور وسطی امریکہ میں ہندوستانی لوگوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے اور سفید فام لوگوں کو حکمران اور امیر ترین بنایا جاتا ہے۔

میلکم ایکس (Malcom X) کی ایک طاقتور اور قابلِ اعتماد آواز شمالی امریکہ کے کھلم کھلا ظلم وستم کی تشہیر کے لئے اُبھری تھی۔ جنوبی امریکہ کے مظلوم ہندوستانی اب وینیزویلا کے ہیوگو شاویز اور بولیویا میں ایومورالس کی صورت میں (دونوں برابر کی طاقتور اور تسلیم شدہ آوازیں ہیں) ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ دونوں ظلم و جبر کے خلاف آزادی کے علمبردار ہیں۔

مغرب کے سفید چہرے (تمام سفید لوگ ظلم نہیں ہیں) اب اس قدر اردگرد کی دنیا میں بد صورت ذلیل اور حقیر ہو گئے ہیں کہ اپنا image بہتر کرنے کے لئے ایک کالے امریکہ کو صدارت کی کرسی پر بٹھانا ہے۔ جس کے پیچھے چھپ کر وہ ان جنونانہ خبط جاری رکھیں اور پوری دنیا پر اپنے آمرانہ، اقتصادی اور سیاسی غلبے کو مسلسل بڑھاتے رہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کبھی مغربی تہذیب نے غیر یورپی علاقوں پر قبضہ جمایا۔ تو اُس علاقے کی پروسی آبادی خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ اُن کو غلام بنا لیا گیا اور پھر اُن کو محتاج اور قلاش بنا دیا گیا۔

آپ 26 جون 1938ء کے ہندوستان کے سنڈے ٹائمیز اخبار میں شائع ہونے والی اس رپورٹ کو غور سے پڑھیں۔ جس کو ہمارے اُستاد ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری نے بڑی محنت اور تندہی سے محفوظ رکھا ہے۔

☆......☆......☆

تسمانیہ کے برطانوی ریکارڈ میں پوری نسل کا استحصال:

جے ڈبلیو پنٹر نے اپنے مشاہدے اور محنت سے تسمانیہ کی المیہ تاریخ کو کھوج نکالا جس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شاہی توسیعی عزائم نے 104 سالوں میں پوری نسل کا استحصال کیا۔

تسمانیہ جزیرے کا نام ایبل جانسن تسمان کے نام پر مشہور ہوا۔ جس نے 1642ء میں اسے دریافت کیا تھا۔ ابھی ڈیڑھ صدی ہی نہیں گزری تھی کہ سفید فام لوگوں نے جزیرے کے قدرتی ذخائر پر نظر جمالیں۔

1772ء میں ایک فرانسیسی کپتان اپنے عملے کے ساتھ وہاں لنگر انداز ہوا۔ جب وہ وہاں کے مقامی باشندوں میں ملا۔ اُن مقامی باشندوں کے ہجوم میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اُس نے کپتان کو تحفے کے طور پر ایک روشن چھڑی پیش کی۔ فرانسیسی کپتان نے سمجھا کہ چھڑی کا مطلب جنگ کرنا ہے۔ اُس نے بغیر سوچے سمجھے مقامی باشندوں پر گولیاں چلانا شروع کر دیں وہ لوگ ڈر کے مارے بھاگ گئے اور ایک لاش پیچھے چھوڑ گئے۔

خوفناک بے حرمی:

1803ء میں ایک برطانوی کپتان کو حکم ملا کہ وہ تسمانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ طے کرے لیکن المیہ اُس وقت رونما ہوا۔ جب ایک دن وہاں کے مقامی باشندے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے انگریزوں کے کیمپ کے سامنے ایک اونچے ٹیلے پر جمع ہو گئے انہوں نے کسی قسم کی دشمنی یا نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے باوجود بغیر کسی وجہ کے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی مقامی باشندوں میں سے کئی ایک وہاں ہی ڈھیر ہو گئے۔

انگریزوں کا اُن کے ساتھ اس قدر خوفناک رویہ تھا کہ 1817ء میں گورنر سورل کو مجبور کیا گیا وہ ایک شاہی اعلان (اشتہار) جاری کرے۔ جس میں مقامی باشندوں کی بے حرمتی اور ظلم کے بارے میں معذرت کی جائے۔

اہداف کے طور پر استعمال کرنا:

اُن مقامی باشندوں کے بدترین دشمن سفید فام لوگ تھے۔ جو غیر قانونی، غاصب اور ظالم تھے۔ وہ مقامی باشندوں کو درختوں سے باندھ دیتے تھے۔ پھر اُن کو گولیوں کا نشانہ بناتے تھے اور ان

کی عورتوں کو گھسیٹتے تھے۔ اُن کے ظلم و جرائم سے 1824ء کے اشتہار کا مسئلہ کھڑا ہو گیا جس میں سفید فام لوگوں کو مقامی باشندوں کے قتل عام کے خلاف تنبیہہ کی گئی تھی۔ تاہم اُن (انگریزوں اور مقامی باشندوں) کے درمیان وقفے وقفے سے جنگ جاری رہی۔ بالآخر مقامی باشندوں کو سزا کا حکم سنایا گیا۔لیکن وہ اس فیصلے سے بددل ہو گئے اور وہ فیصلہ یوں تھا کہ تمام مقامی باشندوں کو بڑے جزیرے سے نکال کر ایک چھوٹے جزیرے میں منتقل کر دیا جائے اور وہ جزیرہ بالکل بنجر تھا۔ جہاں وہ بہت جلد موت کا شکار بن گئے فروری 1869ء میں تسمانیہ کا آخری آدمی فوت ہوا جبکہ مئی 1876ء میں اُس قبیلے کی آخری عورت ولیم لائیون ترگنانیہ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

پھر باطانوی قیادت کو زوال آ گیا اور امریکہ کی قیادت حاصل ہو گئی۔ جو دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کا خفیہ اتحاد تھا۔اور اس اتحاد نے پوری دنیا پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا اور اسرائیل ریاست کو بہانہ بنا کر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جنگ چھیڑ دی تھی۔

یہ یہودی اور عیسائی اتحاد ہی تھا کہ جس نے ماڈرن مغربی سیکولر تہذیب کو جنم دیا۔اور پھر اس تہذیب کے ذریعے لوگوں کے بے دین اور زوال پذیر قدروں کو اپنانے کی طرف مائل کیا۔علاوہ ازیں اس اتحاد نے دارالسلام اور اسلامی خلافت عثمانیہ کو تباہ و برباد کرنے میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔اور پھر اُن کو تبدیل کر کے رعایا ریاستیں یعنی جمہوریہ ترکی اور بادشاہت سعودی عرب بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں یہودی عیسائی اتحاد نے مؤثر انداز میں حرمین شریف اور حج کا کنٹرول سنبھال لیا۔

اس کتاب میں اُس یہودی عیسائی اتحاد کی شناخت بیان کی گئی ہے۔ جو یاجوج و ماجوج کے ورلڈ آرڈر (ترتیب دنیا) کے خالق ہیں اور یہ محض وقت سے پہلے ہی معاملہ دکھائی دیتا ہے مگر لگتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو وہ پشین گوئی سچ ثابت ہوگی جو صحیح بخاری میں درج ہے۔

> ''یاجوج و ماجوج کی دنیا میں رہائی کے بعد بھی لوگ حج اور عمرہ ادا کریں گے مگر جب تک صحیح اور جائز انداز میں حج اور عمرہ ہوتا رہے گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔''

> ''قرآن پاک کی سورۃ المائدہ کی ایک آیت میں پشین گوئی موجود ہے کہ یہودی عیسائی اتحاد ظاہر ہونے کے بعد مسلمانوں کو ان سے یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کی سخت ممانعت ہے۔''

اس آیت کا اُس وقت تک ترجمہ کرنا مشکل ہے جب تک اس میں تشریح اور تبصرہ شامل نہ کیا جائے۔ ورنہ بہت سے باتیں مبہم اور غیر واضح رہ جائیں گی۔ اس لئے ہم اپنے تبصرے کو واوین کے درمیان لکھیں گے محض اس لئے کہ اُس کو متن کے ترجمہ سے اعلیحدہ رکھا جائے اس لئے متن کے ترجمہ کے الفاظ نمایاں اور ذرا موٹے ہوں گے۔

''اے لوگو۔تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔تو یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی مت کرو۔اُن کو اتحادی، سرپرست اور مربی نہ بناؤ۔ (ایسا کیوں ہے کیونکہ) اُن میں سے کچھ دوسروں کے دوست اور مربی ہیں۔ (ان میں) یوں یہ آیت تمام یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع نہیں کرتی۔ لیکن یہ مسلمانوں کو SEATO-CENTO اور NATO میں شامل ہونے سے روکتی ہے۔ یا پھر ایسے رشتے سے منع کرتی ہے جس میں سعودیہ کو سعودی امریکن سطلنت میں تبدیل کردیا گیا ہے غالباً یہ اُس وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے ساتھ خفیہ اور عجیب قسم کا سمجھوتہ کرلیں گے اور اس اتحاد کو مزید مستحکم بنیادوں پر جاری رکھیں گے۔

قرآن پاک ایسے عیسائیوں میں امتیاز پیدا کرتا ہے جو یہودیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور اُن کے علاوہ دوسرے عیسائی ہیں جو یہودیوں سے علیحدہ ہوں گے (دیکھئے قرآن حکیم۔سورۃ المائدہ 5-82) اور تمام مسلمانوں کے پیارے دوست ہوں گے اور ان کے اُلٹ وہ یہودی جو عیسائیوں کے ساتھ اتحاد قائم کریں گے۔اُن کے متعلق مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اُن کے ساتھ اتحاد اور دوستی نہ رکھیں۔

اگر تم میں سے کوئی اُن سے اتحاد کرنے کے لئے مڑے گا تو ایسے مسلمانوں کو یہودی عیسائی مل کر یاجوج و ماجوج کے بے دین اور خدا کے بغیر گلوبل سوسائٹی کے رنگ میں رنگ دیں گے چنانچہ ایسے مسلمان اسلام کے دائرے سے خارج ہو جائیں گے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کو ہدایت نہیں دیتا جو ظلم کرتے ہیں یہ آیت اُن لوگوں کو خبردار کرتی ہے کہ یہودی اور عیسائی اتحاد میں شامل ہونا ظلم کرنے کے برابر ہے کیونکہ اُس اتحاد میں ظلم ناانصافی اور برائی شامل ہے لہٰذا مسلمانوں کو اتنا تو شعور ہونا چاہیے کہ وہ اُن لوگوں سے تعلقات نہ رکھیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔ (قرآن۔سورۃ المائدہ 5-51)

قرآن حکیم کی یہ آیت حقیقت میں مسلمانوں کیلئے سخت تنبیہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو گلے نہ لگائیں جو آج کی دنیا پر حکومت کررہے ہیں۔ (یعنی یاجوج وماجوج کا ورلڈ آرڈر) جو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جنگ کررہے ہیں۔ سعودی عرب نے ایسا ہی کیا ہے، اس لئے وہ اب ان حکمرانوں کی رعایا ریاست بن کر رہ گئی ہے۔ جس کا نام پہلے سعودیہ تھا اور اب سلطنت سعودی عرب بن گئی ہے۔

بہت سے نیوسلافی (Neo Salafi) علماء اس بات کو سمجھ نہیں سکے بلکہ اس پر عمل کرنا مشکل سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے بغیر دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلامی دنیا نے خود کیا ہے۔ وہ اقوام متحدہ، بین الاقوامی اقتصادی فنڈ اور ورلڈ بنک وغیرہ کے جال میں خود ہی گرفتار ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہودی عیسائی اتحاد سے اس قسم کے کھلم کھلا ظلم وستم کی امید کی جاسکتی تھی۔ جس کو آج سے 1400 سال قبل حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی ﷺ نے بیان فرمادیا تھا۔

> ”تم (مسلمان) یہودیوں کے ساتھ ضرور جنگ کروگے (ان یہودیوں کے ساتھ جو تم پر ظلم کرتے ہیں) تم یقیناً ان کو قتل کروگے (تم فاتح ہوگے) اس حد تک کہ پتھر بھی بول اٹھیں گے اور کہیں گے۔ اے مسلمانوں! میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ آؤ۔ اور اسے قتل کرو۔“
>
> (بخاری۔ مسلم)

اللہ سبحان تعالٰی نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ان سے دوستی کریں گے یا اتحادی بنیں گے وہ ان میں سے ہی ہوجائیں گے۔ (ان کا ہم سے کوئی تعلق نہ ہوگا)

لہٰذا اب مسلمانوں کو اسلامی، سیاسی اور علم دین کی ضرورت ہے جس کے ذریعے وہ اللہ تعالٰی کے فرمان کو پورا کرسکتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔

مگر مسلمانوں کی نحوست اور بدشگونی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے جو ان کے درمیان پیدا ہوچکی ہے کہ ایسے ذہنی طور پر ماؤف بدحواس اور بدقسمت ایسے مسلمان ان یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہ میں ماتھا ٹیکتے ہیں جو ان سے کینیڈا، آسٹریلیا، برطانیہ یا امریکہ کا ویزہ، گرین کارڈ یا شہریت حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔

علاوہ ازیں یاجوج وماجوج کے دنیا میں رہا ہونے کا مزید مفہوم قرآن حکیم کی سورۃ الکھف میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ذوالقرنین نے دیوار تعمیر کرنے کے بعد (جن دیوار نے یاجوج و ماجوج کو دوسری طرف روکے رکھا) اعلان کیا کہ اس دیوار کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے ہی ممکن ہوسکتی ہے۔ تاہم اس نے خبردار کیا کہ جب وہ وقت (یوم القیامت) آئے گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے تو وہ اپنی مرضی سے دیوار مسمار کردے گا۔ اور دنیا میں یاجوج وماجوج کو رہا کردے گا۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾

(ذوالقرنین) نے کہا یہ (کامیابی سے دیوار کو تعمیر کیا گیا ہے یاجوج وماجوج کو روکنے کیلئے) سب میرے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے ہوا۔ لیکن جب میرا خدا وقت مقرر کرے گا تو اے (دیوار) زمین کے ساتھ ہموار کردے گا (مسمار کردے گا) اور میرے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ (سورۃ الکھف 98-18)

سورۃ کی اگلی دو آیات رہائی کے مفہوم کو وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾

(سورۃ الکھف 99-18)

اوراس دن ہم (تمام لوگوں کو بلاکر) ان کو لہروں کی طرح ایک دوسرے میں ضم ہونے کے لئے چھوڑ دیں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ (یوم حشر) اور ہم ان سب کو جمع کریں گے"۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾

اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے پیش کردیں گے۔ (سورۃ الکھف 100-18)

مذکورہ پہلی آیت میں قرآن پاک موجودہ زمانے کی گلوبلائزیشن کے فلسفے کی وضاحت بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہے ظالمانہ قتل عام کے ذریعے یورپ کا غیر یورپی ممالک پر غلبہ حاصل کرنا اور نوآبادیات قائم کرنا۔ اور بالآخر لوگوں کو زوال پذیر اور بے دین یورپی طرز زندگی کا پیروکار بنانا ہے۔

پھر بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح سمندر کی لہریں پہلے آپس میں ٹکراتی ہیں پھر ایک دوسرے میں ضم ہوجاتی ہیں یہی حال ان لوگوں کا ہوگا۔ پہلے وہ یورپی بے دین تہذیب سے ٹکرائیں گے بعد میں اسی کا حصہ بن جائیں گے۔

دوسری آیت خبردار کرتی ہے کہ گلابلائزیشن سے دنیا جہنم بن جائے گی اور جولوگ اللہ تعالیٰ پرایمان رکھتے ہیں اوراس کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے اس وقت اپنے ایمان پر قائم رہنا مشکل ہوجائے گا۔ وہ اللہ کی محبت کے نشے میں سرشار آگے بڑھتے ہوئے اس بے دین اور زوال پذیر معاشرے سے اپنے آپ کو منقطع کرلیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اسے بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں میں سے بہت تھوڑے لوگ ایسے ہوں گے جو ان ملحد لوگوں سے تعلقات منقطع کرلیں گے اسی لئے تو حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ایک ہزار میں سے 999 یاجوج وماجوج کی سوسائٹی میں شامل ہوجائیں گے۔جن میں خدا کا کوئی تصورنہیں ہے۔ان کی مثال آگ میں پگھلتے ہوئے برتن جیسی ہے۔وہ سب جہنم واصل ہوں گے۔

یورپی سیکولر ورلڈ آرڈر نہ صرف بے دین، زوال پذیر لاقانون اور ظالم ہوگا بلکہ وہ لوگوں کو ایسی بے دین گلوبل سوسائٹی کی طرف لے جائیں گے جس کا انجام دوزخ ہوگا، انہوں نے اپنے کئی ایک مقاصد پہلے ہی حاصل کرلئے ہیں۔تاہم ایسی گلوبل سوسائٹی قائم کرنے کا مقصد لوگوں کو اسرائیل ریاست کے قدموں میں بے بس اور مجبور کرکے ڈالنا ہے۔تاکہ وہ اسرائیل کے سامنے جھک جائیں اوراسے دنیا کی حکمران ریاست تسلیم کرلیں۔

ایسا کرنے میں تمام انسانیت کو (اللہ اپنے بندوں کو محفوظ رکھے) دجال کی پرستش کرنی پڑے گی جو عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور جھوٹا مسیح ہے اور وہ سچے خدا کے بھی خلاف ہے۔

حضرت محمد ﷺ کے سچے پیروکار آج کے زوال پذیر اور بے دین معاشرے کے دھارے کے خلاف اپنی کوششوں اور کاوشوں سے پہچانے جاسکتے ہیں۔ باقی انسانوں میں سے سوسائٹی کے بڑے دھارے کے ساتھ بہنے میں ہی آسودگی اور قناعت محسوس کرتے ہیں۔وہ دھارا ان کو بہت بڑی تباہی کی طرف لے جائے گا۔

مسلمانوں کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں یاجوج وماجوج یورپی ورلڈ آرڈر کی آڑ میں اسلام کے خلاف جنگ کررہے ہیں۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان اس دن بدن بڑھتے ہوئے ظلم کو کس طرح جواب دیں گے؟

جو لوگ اس قسم کے بے دین اور خدا کے تصور کے بغیر معاشرے میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو بُھلا رہے ہیں۔ ایسے ہی مسلمان عورتوں سے عورتوں کی شادی کے حقوق کے دن ہونے والی پریڈ میں گلیوں اور بازاروں میں خوشی سے ننگے ناچتے پھرتے ہیں۔ ایسے مسلمان زوال پذیر ہجوم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اور وہ ماڈرن میوزک اور گانوں کے ساتھ یہودی قسم کی شراب وشاہد کی محفلیں سجاتے ہیں۔

قرآن پاک اپنے ماننے والوں کو تنبیہہ کرتا ہے کہ وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو خداوند کریم کو بھلانے کی قیمت چکانی پڑے گی۔ (جو اللہ کی طرف سے پیٹھ موڑ لیتے ہیں) ایسے لوگ اپنے آپ کو بھی بھول جائیں گے۔ وہ اپنے انسان ہونے کے شعور سے محروم ہو جائیں گے (قرآن۔ الحشر 19-59) ایسی سوسائٹی زیادہ عرصہ تک انسان پیدا نہیں کرتی بلکہ اس قسم کی سوسائٹی (معاشرے) کے بچے انسانی جسم میں بھیڑیئے یا جانور ہوتے ہیں۔ وہ جانور مثلاً سُوروں، کتوں اور بندروں کی طرح سلوک کرتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اُس وقت سے خبردار فرمایا ہے کہ (جو حقیقت میں ضرور آئے گا) جب لوگ گدھوں کی طرح عوام کے سامنے جنسی ملاپ کریں گے جو لوگ حقیقت کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں۔ وہ اُس وقت کو پہلے سے ہی پہچان سکتے ہیں کہ عوام کے سامنے گدھوں کی طرح جنسی ملاپ کا وقت اُن کے اردگرد یا کسی کونے میں موجود ہے ان حالات میں مسلمان کس طرح اُس معاشرے کو جواب دیں گے جو معاشرہ دن بدن کوڑے کی ٹوکری میں داخل ہوتا جا رہا ہے۔

سیاسی گلوبلائزیشن سے ایسا شرک پیدا ہوا جو پوری دنیا کے سیاسی نظام میں سرائیت کرتا جا رہا ہے۔ اس نئے زمانے میں شرک نے بھی نئی شکل اختیار کر لی ہے آج کل اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ اور برتر کہنا شرک ہے اپنے آپ کو اقتدار اعلیٰ اور سب سے بہتر قانون کا مالک کہلانا شرک ہے اور اُن چیزوں کو حلال قرار دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے یہ بھی شرک ہے۔ (اور ایسا مسلسل ہو رہا ہے)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے ماڈرن شرک سے مسلمان کس طرح اپنے آپ کو محفوظ رکھیں گے؟

دوسری طرف اقتصادی گلوبلائزیشن نے دنیا میں نئی معیشت پیدا کی ہے جس کی بنیاد سود پر قائم ہے اور وہ دنیا کے تمام ملکوں اور لوگوں پر باری باری نئی معاشی غلامی لا رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں بے دین سیاسی اور اقتصادی محرومیت جنم لے رہی ہے۔ اسی لئے دنیا میں مسلسل لا قانونیت، تشدد، طوائف الملوکی، قتل و غارت اور زنا بالجبر وغیرہ بڑھ رہے ہیں۔ اس سے یقیناً ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاشرہ خود ہی انتشار کا شکار ہو رہا ہے اور تباہی و بربادی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ خاندان ہی معاشرے کا بنیادی پتھر ہے اور اب خواتین کے بد فعال انقلاب کی بدولت خاندان کا یہ بنیادی پتھر پھٹ رہا ہے۔ عورتوں کی دنیا میں یہ انقلاب غالب آتا جا رہا ہے اور اُن کو خطرناک بربادی کی طرف لے جا رہا ہے۔

دجال جو دراصل جھوٹا مسیح ہے وہی بے دین ورلڈ آرڈر کے فیشن کا منصوبہ بنانے والا ہے وہ دیگر آزمائشوں کے ساتھ ساتھ اس حربے کو بھی انسانیت کی آزمائش کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔

☆......☆......☆

دنیا میں یاجوج وماجوج کی رہائی کی منازل:

ہم نے ایک مرتبہ یاجوج و ماجوج کی رہائی کی تصدیق کر دی ہے۔ اب ہمیں یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اُن کی رہائی کا انداز یا طریقہ کیا ہے؟

دنیا میں اُن (یاجوج و ماجوج) کی رہائی کے بارے میں بہت سے اشارے موجود ہیں۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ اُن کی رہائی کئی ایک مراحل میں بتدریج ہوگی۔

یہ بات تو حدیث میں نہایت واضح ہے کہ یاجوج و ماجوج گلیلی سمندر کے قریب سے گزریں گے حدیث ہے۔

> ''اُن میں سے پہلا شخص جھیل تبریاس کے (گلیلی سمندر) پاس سے گزرے گا اور اُس میں سے پانی پیئے گا اور جب اُن میں سے آخری شخص (یا قبیلہ) وہاں سے گزرے گا وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔''

قرآن حکیم کی آیات سے یہ بھی واضح ہے۔ (سورۃ الانبیاء 96-95-21) کہ یاجوج و ماجوج دنیا میں رہا ہونے کے بعد تمام اطراف میں پھیل جائیں گے اور وہ ہر پہاڑی سے نیچے اُترتے

ہوئے نظر آئیں گے اور پھر وہ اُس شہر میں واپس لائے جائیں گے جہاں سے وہ نکالے گئے تھے اور وہ اُس شہر کی ملکیت کا دعویٰ کریں گے۔

جس کے نتیجے میں ہم اس حیثیت میں ہوں گے کہ ان کی رہائی کی صحیح منازل کا تعین کر سکیں۔ اس وقت جب کہ گلیلی سمندر میں پانی کی سطح اب اس قدر کم ہو چکی ہے کہ سمندر تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ (قارئین انٹرنیٹ پر گوگل میں اسکی تصدیق کر سکتے ہیں) اس کا مطلب ہے کہ اب یاجوج وماجوج کی رہائی کی آخری منزل قریب ہے۔

اس امر کی مزید تصدیق ہماری یروشلم کی شناخت سے ہوتی ہے جس شہر کا ذکر سورۃ الانبیاء کی دو آیات 96-95 میں ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی لوگ واپس آچکے ہیں اور یروشلم کو اپنا شہر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج نہایت کامیابی کے ساتھ ہر طرف پھیل چکے ہیں اور اُنہوں نے دنیا کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔

یہ حقیقتاً نہایت ہی بدشگونی کی بات ہے کہ جو ہماری اس شناخت سے عیاں ہے کہ یاجوج و ماجوج کی رہائی اب آخری مرحلے کے بہت قریب ہے اس رہائی کا مندرجات سے تعلق ہے۔

1- دنیا کی حالت اور

2- عربوں کی قسمت

جب حضرت محمد ﷺ نے مشاہدہ فرمایا۔ جیسا کہ حضرت زینب بنت جیشؓ نے بیان کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کی رہائی کا آغاز ہو چکا ہے (حدیث کے لئے کتاب کا تیسرا دیکھئے) جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو یہ الفاظ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک پر تھے۔

لا الهه الا اللّٰه. ویلون للعرب ....

عربوں پر افسوس۔ کیونکہ برائیاں بہت قریب آرہی ہیں۔

حضرت زینبؓ نے یاجوج و ماجوج کی رہائی کے متعلق خبر سُن کر اور عربوں کے لئے خطرے کے بارے میں جان کر پوچھا۔ کیا ہم سب لوگ تباہ ہو جائیں گے جبکہ متقی لوگ ہمارے درمیان موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نعم۔۔۔ جب خباثت (Khabath) دنیا پر چھا جائے گی لیکن قباحت کا مطلب ہے۔ انکار، کوڑا کرکٹ، تلچھٹ یا جھاگ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن خبث (Khubth) کا مطلب ہے برائیاں، اعمال فاسق، بدطینت وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ صرف عرب ہی تباہ و برباد نہیں ہوں گے بلکہ اُن پر اُس وقت تباہی آئے گی جب بدطینت اور شیطان لوگ دنیا پر چھا جائیں گے۔ اور اُس وقت دنیا اخلاق کا ایک مشترکہ کوڑا دان بن جائے گی جس میں برائیاں، فحاشی اور بداخلاقی موجود ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ کی بنا پر ہم عربوں کی تباہی کے وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خباثت دنیا میں بڑھتی جا رہے اور عربوں کی یاجوج و ماجوج کے ہاتھوں تباہی و بربادی قریب سے قریب ہوتی جا رہی ہے۔

اس وقت جب ہم یہ کتاب لکھ رہے ہیں یہ بات واضح ہے کہ فاسق لوگ دنیا پر حکمران ہیں۔ جن کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ دنیا پہلے ہی تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے۔ اور کوڑا کرکٹ ڈالنے کی ٹوکری بن چکی ہے اور عربوں کی تباہی وقت سے پہلے ہی شروع ہو چکی ہے۔

اب یہ دنیا جس کا انجام متناقض ہوگا۔ (جو بظاہر بے معنی اور مہمل نظر آتا ہے دراصل صحیح ہوگا) عنقریب ہی بیت المقدس، عرب یا دنیا کے کسی حصے میں عربوں کی تباہی کا ایسا ڈرامہ دیکھے گی۔ جس کی پیشین گوئی عرب کے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے 1400 سال قبل فرمائی تھی۔ جو اس بات کی گواہی دے گی کہ حضرت محمد ﷺ واقعی خداوند واحد لاشریک کے سچے پیغمبر ہیں اس کے ساتھ ہی اسلام کی صداقت بھی ظاہر ہوگی۔

اب صرف ایک ہی ایسا راستہ ہے جس پر چل کر مسلمان اس دنیا میں اپنا ایمان محفوظ رکھ سکتے ہیں وہ راستہ ہے جو قرآن پاک کی سورۃ الکھف میں بیان ہوا ہے۔ (وہ سورۃ دجال سے بچاتی ہے) وہی راہ نجات ہے جس پر عمل کر کے مسلمان بے دین دنیا سے اپنے تعلقات منقطع کر سکتے ہیں۔

یوں قطع تعلق کرنے سے اور یاجوج و ماجوج کے عالمی ترتیب (ورلڈ آرڈر) اور ظالمانہ سوسائٹی جو اُن کی اپنی پیدا کی ہوئی ہے سے واپسی کا راستہ ممکن ہے۔

مسلمان ان جوانوں کی مثال پیش نظر رکھیں اور اُن کی پیروی کریں جن کا ذکر سورۃ الکھف میں موجود ہے جو ایسی ہی ظالم دنیا سے بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔

قرآن پاک نے مسلمانوں کو اس قسم کی برائیوں سے تعلقات منقطع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

ما فرق بيننا و بين القوم الفسقين (45)

ترجمہ: اپنے آپ کو ایسے گناہگار باغی لوگوں سے علیحدہ علیحدہ کرلو۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ ایسا تعلق منقطع کرنے کا وقت ضرور آئے گا۔ اس لئے آپ نے مندرجہ ذیل نصائح فرمائے۔

حضرت ابوسعد الخذریؓ سے روایت ہے کہ

> اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان کی سب سے اعلیٰ جائیداد بھیڑیں ہوں گی۔ جن کو پہاڑ کی چوٹی پر یا بارش والی جگہ پر لے جائے گا۔ اس طرح وہ مصائب سے دور اپنے مذہب کو لے کر بھاگے گا۔ (صحیح بخاری)

اگر مسلمان سورۃ الکھف کے جوانوں کی داستان سے راہنمائی حاصل کریں۔ تو وہ بالکل صحیح طور پر محسوس کریں گے کہ انہوں نے اچھے انداز سے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو شر سے بچالیا ہے خاص طور پر اُن بے دین معاشرے اور برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے جو اُن کے اردگرد پھیلی ہوئی ہیں۔

اگر وہ یاجوج و ماجوج کی سوسائٹی سے قطع تعلق کر کے دور دراز کے مسلم قصبوں میں چلے جائیں تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے اسلامی قبائل بنانے پر غور کرنا چاہیے۔ ایسے قبائل جہاں بھی وہ بنا سکتے ہیں ضرور بنائیں اسی میں اُن کی عافیت ہے۔ اگر وہ اپنا ایمان محفوظ رکھنے کے لئے ایک مکمل مسلم گاؤں آباد کرنا چاہیں۔ جو دنیا میں دن بدن بڑھتے ہوئے بے دینی اور خدا کے تصور سے خالی معاشرے سے پاک ہو تو اُن کو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنا ہوں گی۔

☆ مسلمانوں کو گاؤں کی عام زندگی کو قرآن وسنت کی مضبوط بنیادوں پر اُستوار کرنا ہوگا۔ لیکن جو گاؤں قرآن اور سنت کی بنیادوں پر استوار نہ ہوگا اُس کے زندہ یا قائم رہنے کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔

☆ اگر مسلمانوں کے مذہبی اعمال پختہ نہیں ہوسکتے تو اسکی پرواہ کیئے بغیر کہ وہ کس قدر فائدہ مند ہوسکتے ہیں یا کتنا عرصہ تک مسلمان اُن پر عمل پیرا رہ سکتے ہیں تو پھر مسلم گاؤں میں اُن کو مسجد یا عام زندگی میں سامنے نہیں لانا چاہیے اور نہ ہی اس کو وجہ بنا کر مسلمانوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا کسی قسم کی تقسیم کی اجازت ہونی چاہیے۔

☆ مسلمانوں کے گاؤں کو اپنی ضروریاتِ زندگی مثلاً خوراک وغیرہ اور بجلی پیدا کرنے میں خود کفیل ہونا چاہیے قرآن پاک میں سورج کی شعاعوں سے توانائی حاصل کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے لہٰذا مسلم گاؤں کو شمسی توانائی میں خود کفیل ہونا چاہیے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِىْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝١٧ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝١٨

ترجمہ: تم نے سورج کو اُن کی غار میں دائیں جانب جھکے ہوئے طلوع ہوتے دیکھا ہوگا اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو اُن کے بائیں جانب ہوتا ہے جبکہ وہ غار کے وسط میں کھلی جگہ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ یہی اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جب وہ نیند میں تھے تو تم نے اُن کے بیدار ہونے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ ہوگا ہم اُن کو دائیں اور بائیں کروٹ دیا کرتے تھے۔ (سورۃ الکھف 18-17)

غار میں جوانوں کو دائیں اور بائیں کروٹ سورج کے ذریعے دلائی جاتی تھی۔ جس طرح سورج کی کشش اور تمازت سے پودے اپنا رُخ بدل لیتے ہیں۔ کئی ایک پودے اپنا رُخ سورج کی طرف کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح سورج کی کشش کے باعث اصحاب کہف کے جسم دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں ایک طویل عرصے تک تبدیل ہوتے رہے۔ عام طور پر پودا سورج کی روشنی کو توانائی میں تبدیل کرتا ہے۔ اُسے Photosynthesis یعنی پودوں کا سورج سے توانائی حاصل کرنا کہتے ہیں۔

اسی طرح اصحاب کہف کو سورج سے جو توانائی حاصل ہوتی تھی وہ لمبی نیند کے دوران میں اُن کے اعضاء کو زندہ رکھتی تھی۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنے گاؤں میں مندرجہ ذیل دونوں طریقوں پر مہارت رکھنی چاہیے۔

Photosynthesis (1)   Photothropism (2)

چنانچہ دوسرے طریقے سے بھی ہم شمسی توانائی کثرت سے حاصل کر سکتے ہیں اور یوں توانائی کے معاملے میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔

☆ اس سورۃ کا تعلق خالص خوراک سے بھی ہے لہٰذا یہ سورۃ ہمیں خبردار کرتی ہے کہ ہم کیمیاوی کھاد سے دور رہیں۔اصلی تیار کی گئی خوراک، دودھ اور گوشت میں ہارمونز وغیرہ کا خیال رکھیں۔مسلم گاؤں میں یہ تیار کی گئی کھانے کی فالتو چیزوں کو برآمد بھی کیا جاسکتا ہے جو گاؤں کی معاشی حالت میں سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔

علاوہ ازیں خرید وفروخت کے لئے ایک مؤثر طریقہ کار اپنایا جاسکتا ہے مثال کے طور پر خوراک اور جنسیات میں تعلق قائم کیا جاسکتا ہے۔

خالص اور پاک صاف صحت بخش خوراک پیدا کرنے کے لئے مسلم گاؤں بہت کچھ کر سکتے ہیں جو دنیا کے باقی لوگ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اس طرح یہ بھی سچ ثابت ہوگا کہ مسلم گاؤں میں شراب اور دیگر نشہ کرنے والوں کا علاج کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں جنسی اخلاقیات میں زوال کو روکنے کے لئے مشترکہ خاندانی نظام کی یکجہتی کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔یہ خاندانی نظام دنیا سے ناپید ہوتا جارہا ہے۔

☆ ایک مسلم گاؤں کو ایک چھوٹی سی مارکیٹ بھی بنانی ہوگی۔جو خودمختار ہوگی اور جس قدر ممکن ہوسکے گا اُسے بڑی مارکیٹ کے اثرات سے بچایا جائے گا۔جس میں کاغذی مصنوعی کرنسی کی بجائے اصل کرنسی یعنی سونا اور چاندی کے سکے استعمال ہوں گے۔(جس کو بعد میں برقی کرنسی میں تبدیل کردیا جائے گا) یوں چھوٹی مارکیٹ قائم رہے گی۔جبکہ بین الاقوامی کاغذوں نوٹوں کی جعلی کرنسی کا اقتصادی نظام تباہ ہوجائے گا۔

میں توقع رکھتا ہوں کہ بین الاقوامی اقتصادی نظام اُس وقت تباہ ہوجائے گا جب اسرائیل اپنے توسیعی عزائم کو عملی جامہ پہناتے ہوئے۔یعنی دریائے نیل سے لے کر عراق کے دریائے فرات تک مسلمانوں پر جنگ مسلط کردے گا اب وہ جنگ کسی وقت بھی ہوسکتی ہے۔

مسلمانوں کے گاؤں کی چھوٹی تجارت کی خاص اہم خوبی یہ ہوگی کہ اُس کے ذریعے گاؤں کی معاشیات میں دولت کی گردش گاؤں میں ہی ہوگی۔ اس طرح گاؤں کے غریب لوگ ہمیشہ ہی غریب نہیں رہیں گے اور نہ ہی امیر لوگ ہمیشہ کے لئے امیر ہوں گے۔ کیونکہ اُس گاؤں میں ہر قسم کا سُود سختی سے ممنوع ہوگا۔ (اس کام کے لئے سُود کا اگلا اور پچھلا دروازہ دونوں بند رکھے جائیں گے)

جن بنکوں کو آج کل اسلامی بنک کا نام دیا جاتا ہے اُن کو مسلم گاؤں میں تجارت کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔

☆ مسلمانوں کو اندرونی روحانی روشنی حاصل کرنے کے لئے گاؤں میں سخت محنت کرنا پڑے گی اُن کو الاحسان (تصوف) پر عمل کرنے کے لئے بھی سخت محنت کی ضرورت ہے۔

دیہاتی زندگی کو بے حد سادہ، پاکیزہ اور مذہبی رکھنا ہوگا۔ اور شریعت کا لازمی اور سختی سے نفاذ ہوگا۔ علاوہ ازیں مسلم گاؤں میں تعلیم پر مکمل کنٹرول رکھنا ہوگا اور ان کے نظام تعلیم میں قرآن پاک کو ہر درجہ میں مکمل اور مسلسل مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔ مسلم گاؤں میں موجود مسلم سکول کو گاؤں سے باہر قائم ہونے والے تمام سکولوں پر فوقیت حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں تعلیم کے تمام درجوں میں قرآن حکیم کو نظام تعلیم میں خاص مرکزی حیثیت حاصل رہے گی اور مسلم سکول کے اُن بچوں کو مسلم قوم ہر طرح کی امداد دے گی۔ جو صحیح معنوں میں اسلامی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہوں گے۔

☆ مسلم گاؤں میں رہنے والے تمام مسلمان مل کر ایک جامعات بنائیں۔ جس کا راہنما ایک امیر ہو۔ امیر صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو دینی علوم سے بہرہ ور ہو۔ اور دین (مذہب) کے مطابق زندگی بسر کرتا ہو۔ علاوہ ازیں اُسے دنیا کے موجودہ حالات سے مکمل طور پر آگاہی حاصل ہو اس امر کی کوئی قدغن نہیں ہونی چاہیے کہ وہ عرب ہے یا افریقی، ترک ہے یا ہندوستانی ملاوی ہے یا کسی اور ملک کا باشندہ ہے۔ اور وہ جامعات کے اراکین پر دین نافذ کرے اور اراکین جو احکامات سُنیں اُن کی بجا آوری اور اطاعت کریں۔

اس طرح مسلم گاؤں میں اندرونی اتحاد اور نظم وضبط قائم رہے گا۔

☆ اس قسم کے مسلم گاؤں کو استعمال نہیں کیا جانا چاہیے اور نہ ہی استعمال ہونا چاہیے کہ اُس کو سیڑھی بنا کر پوری ریاست کا کنٹرول سنبھالا جائے۔

جب تک یاجوج و ماجوج کا ورلڈ آرڈر (ترتیب دنیا) موجود ہے۔ اسلام ریاست پر کنٹرول نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسلامی خلافت کو بحال کیا جاسکتا ہے۔

تاہم اسلحے کے زور پر ظلم وستم کو روکنا اور اُس علاقے پر قبضہ جمانا اور خراسان سے لے کر ظلم وستم کے مرکز یروشلم تک پھیلا ہوا ہے۔ اُس وقت تک نہیں تھم سکتا جب تک کامیابی کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

☆ مسلم گاؤں کا صرف مقصد ایمان والوں کے ایمان کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس لئے گاؤں میں جنگی اسلحہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وہی اسلحہ چاہیے جس سے لُٹیروں، ڈاکوؤں، چوروں اور رہزانوں سے حفاظت کی جاسکے۔ اور اگر کوئی دوسرا ملک اُس پر حملہ کرے تو اپنے تحفظ کے لئے اُس کے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ نہ ہو۔

علاوہ ازیں اس گاؤں میں ہندو، عیسائی اور دیگر مذاہب کے ماننے والے لوگوں کو رہنے کی اجازت ہوگی۔ مگر شرط صرف یہ ہوگی کہ وہ اسلام کی مخالفت نہیں کریں گے اور اسلامی قانون کے پابند ہوں گے۔ اور اُن کو افواہوں کے خوف اور ہر قسم کے شک وشبہات سے دور رہنا ہوگا۔ یہ مسلم گاؤں پر امن ہوگا اور دھمکیوں سے مبرا ہوگا اسلحہ نہ رکھنے کے باوجود گاؤں کے لوگوں کو اپنی حفاظت اور اجتماعی تحفظ کے لئے مختلف ذرائع کو ترقی دینا ہوگی۔

مسلم گاؤں ایسا نہیں ہوسکتا جہاں کے لوگ قیدیوں کی طرح ایسے گھروں میں رہتے ہوں گے جہاں گھروں کی کھڑکیوں میں لوہے کی سلاخیں ہوتی ہیں یا جہاں گھر کے ہر طرف نہایت قیمتی اور حفاظتی بڑے بڑے آلات نصب ہوتے ہیں۔

مسلم گاؤں میں ایسی حفاظت ہونی چاہیے یہاں تک کہ اکیلی عورت بھی رات کے وقت گاؤں میں یا گاؤں سے باہر بحفاظت بےخوف وخطر گھوم سکے۔

مسلم گاؤں میں اس قسم کی حفاظت زبردست سیاسی راہنما اور مثال ہوگی اُس دنیا کے لئے جو چاروں طرف سے مصائب میں گھری ہوئی ہے۔

قرآن وسنت سے جو راہنمائی ہمیں حاصل ہوتی ہے۔ اُس کا مکمل طور پر اطلاق مسلم برادری اور مسلم گاؤں پر ہونا چاہیے تاکہ ایک مثالی معاشرہ قائم ہوسکے صرف اُن اصولوں کو قرآن حکیم سے اخذ کرنے اور مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

ایسا بہترین کام ہمارے ذہن وفطین اُستاد ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری نے کمال مہارت سے انجام دیا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔''قرآنی مبادیات اور مسلم سوسائٹی کا ڈھانچہ'' اُنہوں نے اسلامی روحانیت کا تصور بھی خاص طور پر بڑی احتیاط اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اُنہوں نے نہایت مدلل انداز میں اُن نقادوں کے مختلف اعتراضات کا جواب دیا ہے جو کتاب کی تصنیف کے زمانے میں ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

جب تک محنت وکاوش سے اخلاقی پاکیزگی اختیار نہ کی جائے اُس وقت تک روحانیت کا حصول ناممکن ہے۔ اُن کی مذکورہ کتاب کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اُس میں اسلام کے اخلاقی اُصولوں کی خوبصورت انداز میں توضیح وتشریح کی گئی ہے۔ جو تزکیہ نفس کا طریق کار (اخلاقی پاکیزگی) اور ذکر کا عمدہ بیان ہے۔ (ذکر سے مراد وہ خوشبو ہے جو سچی محبت سے دل میں پیدا ہوتی ہے اُس وقت دل باری تعالیٰ سے ملتا ہے)

''قرآنی مبادیات اور مسلم سوسائٹی کا ڈھانچہ'' ایک نصابی کتاب، ایک ورک بک اور جدید دور کے مسلمانوں کی بقا کے لئے سمندری طوفان میں جہاز کے کپتان کی مانند ہے اس تصنیف کو اُن مسلمانوں کے لئے ایک رہنما کتابچہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے جو دور دراز علاقوں میں مسلمانوں کے لئے مسلم گاؤں آباد کرنے کے آرزومند ہیں۔ ایسا گاؤں جس کا یاجوج وماجوج سے دُور کا بھی تعلق نہ ہو اور وہ سیکولر اور بے دین جدید معاشرے سے دور اور مبرا ہو۔

باب (8)

نتائج

نتائج

یہ کتاب خاص طور پر اس مقصد کیلئے لکھی گئی ہے کہ اس جدید دور میں اسلام کے اُن مخالفین کے ردعملی کو دعوت دی جائے جو اپنی سچائی کے دعویدار ہیں۔

یہ کتاب اُن تمام فرقوں کو بھی اعتراضات کی دعوت دیتی ہے جو مسلمان ہیں اور اسلام کے گھر کے مکین ہیں اور جو اُن لوگوں سے جنگ کرنے کا جنون رکھتے ہیں جو مستند اسلامی روحانی کھوج میں مستغرق ہیں (یعنی احسان یا تصوف)

اس کتاب کی تصنیف سے ایک ہمارا مقصد یہ بھی تھا کہ ایسی کوشش کی جائے جس سے یاجوج و ماجوج کا موضوع لوگوں پر صحیح انداز میں واضح ہو جائے۔اور مکڑی کے جالے کو اُن کی تہوں کو دور کر دیا جائے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس موضوع (یاجوج و ماجوج) پر تہہ در تہہ جمع ہوتی رہی ہیں۔ کیونکہ مکڑی کے جالے کی ان تہوں نے اس موضوع کو سمجھنے میں مشکل اور دشواری پیدا کر دی ہے۔

جہاں تک یہودیوں کے انسائیکلو پیڈیا کا تعلق ہے اُس میں اس موضوع کو اُس قدر گھنا اور پراسرار بنا دیا ہے کہ اُس پر مکڑی کے جالے کی دبیز تہہ جما دی ہے۔

لیکن جب عربی ادب میں سے اس موضوع سے متعلق مواد کا انتخاب کیا جائے تو یاجوج و ماجوج کی صحیح حالت وحیثیت کا پتہ چلتا ہے۔

اس وقت جب کہ یہ کتاب مکمل ہو چکی ہے اور اس موضوع کو ہر اعتبار سے مکمل طور پر جس طرح ہم بیان کرنے کی اہلیت رکھتے تھے ہم نے اپنی پوری کوشش سے بیان کر دیا ہے اب ہم اپنے قارئین کو اس موضوع پر سے مکڑی کے جالے اُتارنے کی خوشی میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

(یہودی انسائیکلو پیڈیا کے مضمون ''یاجوج و ماجوج'' میں ایمل جی ہرش اور میری منٹگمری نے لکھا ہے)

''اُن کے قد چھوٹے ہیں۔ بلکہ عام آدمی کے قد سے نصف ہیں۔ (یاقوت رپورٹ میں اُن کو بڑا دکھایا گیا ہے) وہ خون خوار درندوں کی مانند ناخنوں کی بجائے بڑے بڑے پنجے رکھتے ہیں۔ شیر کی طرح دانت اور اونٹ کی مانند اُن کے جبڑے ہیں اور بال اس قدر لمبے ہیں کہ اُن میں اُن کا سارا جسم چھپ جاتا ہے۔ اُن کے بالوں والے کان اس قدر لمبے ہیں کہ وہ ایک کان کو بستر کی طرح بچھا کر لیٹ جاتے ہیں اور دوسرا کان وہ چادر کی طرح اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ وہ مچھلی کھاتے ہیں جو معجزانہ طور پر اُن کو مہیا کر دی جاتی ہے۔ اُن کی عادتیں حیوانوں جیسی ہیں۔ وہ ہر سبز چیز کو نگل جاتے ہیں اور اس طرح ملک کو ویران اور بنجر بنا دیتے ہیں۔ اُن کو روکنے کے لئے اُس سرزمین کے لوگوں نے سکندر سے دیوار تعمیر کرنے کی درخواست کی تھی۔ اُن کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آدم خور تھے۔

(یہودی انسائیکلو پیڈیا)

ہم نے اس کتاب میں ایسے ایسے دلائل اور شواہد پیش کئے ہیں۔ جن سے ثابت کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج جانور نہیں بلکہ انسان ہیں اور اُن کو بہت عرصہ پہلے اس دنیا میں رہا کر دیا گیا تھا۔

انہوں نے ایک ہزار پہلے صلیبی جنگوں کا آغاز کر دیا تھا۔ ان جنگوں کا مقصد اُس قریہ (شہر) کو آزاد کرانا تھا۔ جس کا نام یروشلم ہے اور بنی اسرائیل کو واپس یروشلم لانا تھا۔ تاکہ وہ یہاں آباد ہو کر اسے اپنا وطن ہونے کا دعویٰ کر سکیں چنانچہ انہوں نے اِن مقاصد کے حصول کے لئے اپنا کردار ادا کیا اور کامیابی حاصل کی ان باتوں کا ذکر قرآن حکیم کی سورۃ الانبیاء 95-94 میں موجود ہے۔

چنانچہ ہم نے پہلے ہی شناخت کر لیا تھا کہ یاجوج و ماجوج مغربی یورپی پر اسرار یہودی اور عیسائی اتحاد کے اندر موجود ہیں۔ جنہوں نے مناسب وقت آنے پر ماڈرن مغربی سیکولر تہذیب کو تخلیق کیا۔ جس میں اینگلو امریکن اسرائیل اتحاد شامل ہے۔

اس کے علاوہ ماجوج کو ہم نے موجودہ روس میں تلاش کر لیا۔ لیکن قرآن حکیم نے مسلمانوں کو یہودی عیسائی اتحاد میں شامل ہونے سے سختی سے منع کیا ہے۔

باایں ہمہ سعودی عرب کی بادشاہت اور پاکستان کے سفید پوشوں نے اُن سے دوستی بھی کی ہے اور اُن کے اتحاد میں بھی شامل ہیں۔ انہوں نے برطانیہ اور امریکہ سے تعلقات اُستوار کئے ہیں قرآن پاک نے اُن کے بارے میں بیان کیا ہے جو سعودی حکومت کو اسلامی دنیا میں بہترین حکومت

کہتے ہیں اور وہ علماء جو اس حکومت کی تائید کرتے ہیں۔ اُن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کے اتحاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ (قرآن۔سورۃ المائدہ 51-5)

تاہم یہ بات بے حد اہمیت کی حامل ہے کہ روس اس مغربی یہودی عیسائی اتحاد میں بالکل شامل نہیں ہوا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے اُس روسی اتحاد میں شامل ہونے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ایسا اسلئے بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

''تم روم کے ساتھ اتحاد کرو گے''

قرآن اور حدیث میں روم سے مراد روم نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مطلب عیسائی اور باز نطینی ہیں۔ اگر ایسے وسیع معنوں میں لیا جائے تو اس سے مراد مشرقی یورپ کے عیسائی ہیں۔

قیامت کی بہت سے نشانیوں کے متعلق حضرت محمد رسول اکرم ﷺ نے پشین گوئیاں فرمائی تھیں۔ جن میں سے ایک مغربی تہذیب ہے جس کو یہودی اور عیسائی اتحاد نے پیدا کیا ہے۔

مثال کے طور پر کہ اس انحطاطی دور میں عورتیں مردوں کا لباس پہنیں گی۔

(عورتوں میں ایسا انقلاب رونما ہوگا کہ سوسائٹی میں عورتوں کو مردوں کی جگہ کام کرنے کے لئے آمادہ کرے گا)

عورتیں ایسا لباس پہنیں گی جس میں لباس کے باوجود عریاں نظر آئیں گی جو مردوں کو جنسی انقلاب پر آکسائے گا۔ اور پھر عورت اور مرد کے جنسی تعلقات عام اور آزادانہ ہوں گے۔ بلکہ لوگ کھلم کھلا سرعام لوگوں کے سامنے گدھوں کی طرح جنسی ملاپ کریں گے۔ وہ کسی پردے کی بجائے عوام کے سامنے جنسی اختلاط کرنا زیادہ پسند کریں گے۔ علاوہ ازیں مرد اپنی داڑھیوں کو مونڈ لیں گے اور وہ عورتوں کا لباس پہنیں گے۔

اور دجال ایک گدھے پر سوار ہوکر بادلوں کی طرح تیزی سے سفر کرے گا اور اُس کے کان دور دور تک پھیلے ہوئے ہوں گے۔ (جدید طیارہ)

اللہ کی مرضی سے مغربی تہذیب ایک تاریخی عمل سے وجود میں آئی ہے جس کا اولین مقصد لوگوں کو ورغلا کر اپنی تہذیب میں ڈھالنا ہے، اُس تہذیب میں جو بے دین اور بیہودہ ہے جس میں خدا کوئی تصور نہیں۔

دنیا کے ایک ہزار لوگوں میں سے 999 لوگ اس عالمی گلوبل سوسائٹی کے رکن بن جائیں گے۔ یاجوج و ماجوج نے تمام لوگوں کو اس مرض (بداخلاقی) یعنی گلوبل سوسائٹی میں مبتلا کیا ہے۔ اور

اُن تقلید کرنے والے لوگوں نے یاجوج و ماجوج کی بے دین اور زوال پذیر طرز زندگی کو مکمل طور پر اپنا لیا ہے یہی طرز زندگی اُن کو جہنم میں لے جائے گی۔

ماڈرن مغربی سیکولر تہذیب نے تمام انسانیت کو ورغلانے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے۔ (اللہ سچے مسلمانوں کو محفوظ رکھے) لیکن وہ انسانیت کو دھوکہ دیں گے اور ایک حیران کن دعویٰ کریں گے کہ انسانی تاریخ میں نئی سیکولر صبح طلوع ہوگی لیکن وہ صبح مشرق سے نہیں بلکہ مغرب سے طلوع ہوگی۔

وہ مذہبی سچائی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں ظاہر ہوئی۔ بالکل متروک ہو جائے گی اور اختتام پذیر سمجھا جائے گا اور تاریخی عجائب گھر کے سُپرد کر دیا جائے گا۔

تاہم یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ مغرب سے طلوع ہونے والا سورج بناوٹی اور جھوٹا ہوگا۔ اُسے سچے اور متقی مسلمان پہچان لیں گے اور فوراً مسترد کر دیں گے یہودی عیسائی اتحاد نے یاجوج و ماجوج کے ورلڈ آرڈر (ترتیب دنیا) کو پیدا کیا۔ جس کا مقصد پر اسرار اور خفیہ سازش کے ساتھ بیت المقدس کو آزاد کرانا تھا۔ جن کے لئے صلیبی جنگیں بڑی گئیں۔ چنانچہ اسرائیل کے لوگوں کو واپس یروشلم لانے میں وہی ورلڈ آرڈر کامیاب ہوگیا۔ جہاں سے وہ اللہ کی مرضی سے 2000 سال قبل نکالے گئے تھے۔

اب وہ واپس یروشلم آ چکے ہیں اور انہوں نے اس شہر کو اپنا وطن ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اور جس کے نتیجے میں اسرائیل ریاست معرض وجود میں آ گئی ہے۔

اب وہ مکاری اور دغا بازی سے اسرائیل کو متوازن حیثیت دلا رہا ہے تا کہ وہ ایک حکمران ریاست بن کر دنیا پر حکمرانی قائم کرے۔

یہ سب کچھ اس لئے پھیلایا گیا کہ اللہ سبحان تعالیٰ نے اپنی حیثیت سے ایک برائی کو پیدا کرنا تھا۔ اور وہ برائی دجال ہے جو جھوٹا مسیح ہے تا کہ وہ یروشلم سے ساری دنیا پر حکمرانی کر سکے اور اپنے آپ کو سچا مسیح علیہ السلام کہلا سکے۔

تاہم قرآن حکیم نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ ایک روز اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے یاجوج اور ماجوج کے درمیان جنگ شروع کرا دے گا۔ جس طرح ہم نے قرآن حکیم کی روشنی میں روس کو ماجوج

کے طور پر پہچان لیا ہے۔ اسی طرح ہم آنے والے واقت اور واقعات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آئیندہ ہونے والی جنگ سٹار وار (Star war) ہوگی جس سے پوری دنیا ہل جائے گی۔ اُس جنگ میں یاجوج (اینگلو امریکن اسرائیل مغربی اتحاد) اور ماجوج (روس) ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح طرح گھتم گھتا ہو جائیں گے جس طرح سمندر کی لہریں ایک دوسرے سے ٹکرا جاتی ہیں۔

(قرآن۔ سورۃ الکھف 99-18)

ایک جنگ میں نہ صرف یاجوج و ماجوج تباہ ہوں گے بلکہ شمالی امریکہ کا بہت سارا حصہ اور یورپ بھی اس جنگ سے متاثر ہوگا۔ اور وہ نافرمان، ظالم، یورو یہودی ریاست اسرائیل کو مکمل طور پر بے یارو مددگار اور غیر محفوظ چھوڑ جائیں گے۔

حقیقت میں یہ جنگ اس قدر مستقبل قریب میں ہوگی کہ سکول میں پڑھنے والے بچے اسے دیکھیں گے۔

ہم نے گذشتہ باب میں اُن واقعات اور نتائج کا جائزہ لیا ہے۔ جو یاجوج و ماجوج کے دنیا میں رہائی پانے کے بعد رونما ہوئے۔ اُن میں سب سے ہولناک اور خطرناک یہ پیشین گوئی ہے کہ ایک ہزار میں سے 999 انسان جہنم میں داخل ہوں گے۔ ظاہر ہے اس میں مسلمانوں کی بھی بہت بڑی تعداد شامل ہوگی۔

اس کے علاوہ ایک اور پیشین گوئی خطرناک ہے کہ عربوں کی تباہی ہوگی جب دنیا میں خباثت پھیل جائے گی۔ (عوام کا ننگا پن اور عوام کے سامنے جنسی ملاپ)

نبی اکرم ﷺ نے خباثت کا خاص حوالہ دیا ہے کہ جب لوگ گدھوں کی طرح عوام کے سامنے ننگے ہو کر جنسی اختلاط کریں گے۔

اس کتاب کے قارئین کے لئے (خاص طور پر مسلمانوں کے لئے) تنبیہ ہے کہ اگر وہ ایسی سوسائٹی میں رہ رہے ہیں۔ جو اس قسم میں خباثت میں پہلے ہی سے مبتلا ہے۔

(جس طرح امریکہ، برطانیہ اور یورپ کے دیگر ممالک) یا وہ خباثت میں ملوث ہو رہے ہیں تو اُن کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ وہ بھی اُن میں ہی شمار ہوں گے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ بھی سزا کے حق دار ہوں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ عورتیں سب سے آخر میں دجال کی پیروی کریں گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اس خباثت کی طرف لوگوں کو مائل کریں گی اس ضمن

میں ہم نے تجویز دی تھی کہ مسلمان شہروں سے دور مسلم گاؤں آباد کریں اور ان خباثتوں سے دور رہیں۔

اس کتاب کی تصنیف کا خاص مقصد یہ تھا کہ اس جدید دور میں وہ لوگ اس کا جواب لکھیں جو اسلام کے دشمن ہیں اور اپنی سچائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کتاب اُن بے شمار فرقوں سے بھی جواب طلب کرتی ہے۔ جو اسلام کے گھر میں رہ رہے ہیں اور اُن کے دماغوں پر فرقہ پرستی کا بھوت سوار ہے اور وہ اسلامی روحانیت کا کھوج لگانے میں مصروف لوگوں کے خلاف ہیں (یعنی احسان یا تصوف)

یہ روحانی کھوج صرف اُس نور کی تلاش میں لگایا جا رہا ہے۔ جو صرف اور صرف اللہ کا نور ہے جو اس جدید دنیا کو دیکھ سکتا ہے۔ (ورنہ اُسے نہ دیکھا نہ سمجھا جا سکتا ہے) چنانچہ وہی لوگ اس قابل ہیں جو آج کی دنیا میں حقیقت کو بیان کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب اسلامی تناظر میں لکھی گئی ہے اور اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ آج کی عجیب و غریب دنیا میں حقیقت کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں وہ واقعات تیزی سے سامنے آتے ہیں جن کا بیت المقدس میں ہونے والے بڑے جشن سے ہے۔

پیش آنے والے واقعات کی اس کتاب میں اس طرح وضاحت کی گئی ہے کہ شواہد سے اسلام کے سچا مذہب ہونے کی گواہی ملتی ہے۔

اس کتاب کا مصنف علم کا خواہش مند ہے اور اللہ کے اُن نیک بندوں کا بے حد احترام کرتا ہے جن کو علم کی دولت اور برکت حاصل ہے۔

لہٰذا مصنف دُعا کرتا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کے علم میں اضافے کا باعث ہو۔

جو مسلمان اس کتاب کا مطالعہ کریں یا اس میں پیش کئے گئے شواہد سے متاثر ہوں۔ جو شواہد قرآن اور احادیث سے پیش کے گئے ہیں اور ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ اُن کو چاہیے کہ یاجوج و ماجوج کی آفاقی سوسائٹی سے اثر قبول کرنے کی بجائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی پر قائم رہیں۔

اس جدید دور میں بہت سے لوگ نے پہلے ہی گلوبل سوسائٹی کو قبول کر لیا ہے۔ یوں اُنہوں نے تباہی کو گلے لگایا ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط المستقیم اور احسان کو بھول گئے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو فرقہ پرستی کے پجاری ہیں اور شیعہ ازم، احمدیت، وہابیت، تبلیغی جماعت اور اسلامی ماڈرن تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں اور وہ معززین جو تصوف کے راستے کے مسافر ہیں۔ اگر وہ سب لوگ اس کتاب میں پیش کئے گئے دلائل وشواہد سے متاثر ہیں۔ تو اُن کو چاہیے کہ ناقدانہ نظر سے ان اسلامی فرقہ پرستی کا جائزہ لیں اور ہمدردانہ غور کریں کہ کیا اُن کا یہ شعار صحیح ہے؟

آخر میں ڈاکٹر تمام آدی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کا شاندار عالمانہ دیباچہ تحریر فرمایا۔ وہ اس کتاب کے مصنف کے خیالات سے متفق ہیں۔ لیکن بعض معاملات میں ہمارے درمیان قدرے اختلاف بھی ہے۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ یہ معمولی نوعیت کے اختلافات یا یہ کتاب اس موضوع پر ولگوں کو مزید تحقیق کی ترغیب دے گی۔ جس سے انشا اللہ علم کی سرحدیں وسیع ہوں گی۔

ان اختلافات میں سے ایک مثال یہ ہے کہ ڈاکٹر تمام آدی کا نظریہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد کو دجال کے طور پر شناخت کیا تھا لیکن اس کتاب کے مصنف کو اُن کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

لہٰذا اس موضوع پر میری مستقبل میں آنے والی کتاب بعنوان ''دجال جھوٹا مسیح یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف'' میں وضاحت سے بیان کیا جائے گا۔

☆......☆......☆

﴿اختتام﴾